



بساطِ خواب

رانیہ صدیقی



#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 1

وہ میک اپ روم میں بیٹھی تیندوے کے پرنٹ والے کپڑے پہنے اب اپنی آنکھوں کو سجا رہی تھی ۔

ہمم... کافی بہتر ہو گئی ہوں میں اس میں بھی....

خود کو آئینہ میں دیکھ کر مطمئن انداز میں بولی۔

میک اپ کے ذریعے آنکھوں کو مور کے پنکھ کی طرح سجایا تھا جو کہ اندھیرے میں نمایاں ہوتیں۔

میک اپ روم کے ساتھ اسٹیج کمرے سے اس کی دوست بھی کپڑے بدل کر نکلی اور اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی ۔

تم آج پھر سے لیٹ ہو...

عنایہ مزید بھی کہتی لیکن اس کے چہرے پہ موجود خوشی دیکھ کر خاموش ہو گئی .

اتنی خوش کیوں ہو.....

عنا....

بوریہ تو جیسے اسی انتظار میں تھی.

میں کیا بتاؤں عنا.... وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جانتی ہو آج تو اس نے مجھے پرپوز بھی کیا ہے.

وہ خوشی سے اسے دیکھ بتانی لگی اور پھر سے میک اپ کرنے میں مشغول ہو گئی .

www.urdu novels mania.com

کہیں تم اس کی باتوں پہ یقین تو نہیں کر رہی....

اس نے اپنی اکلوتی دوست کو دیکھا جو کہ پچھلے تین سالوں سے اس کے ساتھ اس کلب میں کام کر رہی تھی .

وہ دوسروں جیسا نہیں ہے عنا... واقعی میں مجھے پتا ہے.

میری بات سنو جویریہ یہاں آکر ہمیں دیکھنے والے لوگ ہم پہ پیا تو لٹا سکتے ہیں لیکن ہم سے محبت یا ہماری عزت..... کبھی بھی نہیں....

وہ ہمیشہ کی طرح اسے سمجھانے لگی تھی .
عنا... میں کہہ رہی ہوں نا....

عنا..... جو..... جلدی کرو تم لوگ ابھی تیار نہیں ہوئے کیا....

ان کی ایک اور ساتھی نے میک اپ روم کا دروازہ کھول کر کہا تو ان دونوں کی بات ادھوری رہ گئی .
جویریہ بھی تیار تھی تو وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں .

novels mania
www.urdu novels mania.com

اسلام آباد میں موجود اس انٹرنیشنل کلب میں پاکستان کے نام نہاد برنس مین سے لے کر بیرون ملک سے آئے انٹر ٹینمنٹ کی تلاش میں....

ہر طرح کے لوگ موجود تھے .

چوبیس گھنٹے کھلا رہنے والے اس کلب میں اصل میں رات کو ہی دن ہوتا تھا ۔

ہر طرح کی شراب سے لے کر سیٹج پر پرفوم ہونے والا رقص...
اور پھر پرائیویٹ رومز کی سہولت بھی موجود تھی ۔

وہاں کام ملنا مشکل تھا ۔ کوئی شریف لڑکی وہاں کام کرنا بھی کیوں چاہے گی۔

اس جگہ پہ کام کرنے والی لڑکیوں کی صرف دو ہی وجوہات تھیں۔

یا تو وہ کوئی امیر زادی تھی اور شو قیا وہ سب کرتی تھی ۔

یا پھر عنایہ اولن جویریہ کی طرح غریب تھی اور زیادہ پیسوں کے چکر میں وہاں موجود تھیں۔

لیکن وہاں کام کرنے کے اپنے فائدہ بھی تھے ۔

جیسے کہ اپنی سیلری کے علاوہ ان پہ لٹائے جانے والے پیسوں میں سے تیسرا حصہ ان کا تھا ۔

جو اپنے کسٹمز کو جتنا خوش کر پاتی اسے دیکھنے والے اس پہ اتنا ہی پیسہ لٹاتے۔

وہاں کام کرنے والوں کو اکثر وہاں ہونے والی پارٹیز میں سے بچا ہوا کھانا لیجانے کی اجازت تھی۔

اس کے علاوہ ان پہ کوئی زبردستی نہیں کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ناتو شریف تھی اور نا ہی داغدار....

...

وہ اس وقت ایک پنجرے میں تھی۔

اس کا ایکٹ شروع ہو چکا تھا۔

سینچ پہ تمام روشنیاں بند تھیں سوائے ایک کے جو اس پر مرکوز تھی۔

باقی تمام لڑکیاں بھی اپنی پوزیشن سنبھال چکی تھیں۔

عنائیہ اور تالیہ وہاں کی بہترین ڈانسر تھیں۔

وہ بھی اس کی طرح ایک پنجرے میں تھی۔

عنایہ نے میوزک کے چلتے ہی اپنا رقص پیش کرنا شروع کیا ۔

پنجر آہستہ آہستہ ہوا میں بلند ہونے لگا ۔

جب وہ چھ سے سات فٹ ہوا میں بلند ہوا تو وہ دونوں اس کا دروازہ کھول کر قریب موجود پول کو استعمال کرتے واپس سٹیج پر اتر آئیں۔

ناقدین ان پہ پیسا پانی کی طرح بہانے لگے ۔

ان کی آنکھیں ان دونوں اور ان کے پیچھے رقص کرتی لڑکیوں پہ مرکوز تھیں۔

ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے وہ ان کی تعریف کرنے لگے تو کوئی شراب سے لطف اندوز ہوتے اس منظر میں مکمل کھوئے ہوئے تھے ۔

بیرے بار بار آتے اور ان کے گلاس بھرے ہوئے رکھتے ۔

وہ سب چار گھنٹے تک مسلسل رقص کرتی رہیں۔

رات آٹھ سے بارہ بجے تک ڈانس کرنے کے بعد اب ان سب کو آدھے گھنٹے کی بریک ملی تھی۔

اس دوران میں وہ سب اپنے پاؤں سہلاتیں... میک اپ درست کرتیں اور اس کے بعد پھر سے سٹیج پہ ہوتیں۔

یار بس بہت دیر ہو گئی اب میں گھر جا رہا ہوں موم اور بھائی انتظار کر رہے ہوں گے۔

urdu
novelsmania

www.urdu novelsmania.com

زید عباس اپنے عیاش دوستوں سے مل کر اب واپسی کے لئے تیار تھا۔

ارے یار... کتنا ڈرتا ہے یہ اپنے بھائی سے...

وہ دو دن پہلے ہی لندن سے واپس آیا تھا۔ وہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔

اور اب چھٹیوں میں واپس اپنے گھر لوٹا تھا۔

میں ڈرتا نہیں ہوں عورت کرتا ہوں انکی....

وہ اپنے دوست کی بات پر الجھ کر بولا....

ہاں... ہاں... پتا ہے سب... تو گھر جا ہم تو کلب جا رہے ہیں.

تقی اپنے باقی دوستوں سے ہاتھ مارتا کہنے لگا .

لندن میں اس نے بہت کلب دیکھے تھے . ایسا کچھ بھی یہاں نہیں تھا جو اس نے وہاں پہ نادیکھا ہو .

novels mania
www.urdu novelsmania.com

ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ....

وہ کندھے آچکا کر کہنے لگا.

ارے دیکھا کہا تھا نا....

اب کی بار جنید بھی ہسنے لگا .

تو جاپیٹا جا.... جا کر اپنی حاضری لگوا....

وہ اسے طنزیہ انداز میں کہنے لگا .

تو زید سر جھٹک کر رہ گیا.... ان سے ملنا اب اسے ایک غلطی لگ رہا تھا .

لیکن وہ تینوں اس کے پرانے دوست تھے .

ویسے تجھے پتا ہے ہم کہاں جا رہے ہیں...

شیشہ کے کش لگاتے رضائے پوچھا تو وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا .



کہاں جا رہے ہو....

Obsidian....

جنید نے ایسے کہا جیسے وہ کوئی بہت خاص چیز ہو .

اس کے انداز پہ زید بے جا ہنس دیا .

ارے یار تو نہں رہا ہے.... پتا ہے کتنی مشکل سے اس کے پاس ملے ہیں مجھے۔

تقی اپنی سرخ پڑتی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا کہنے لگا۔

اس نے یہ نام اپنے سرکلز میں کئی بار سنا تھا لیکن وہاں کبھی جانے کا موقع نہیں ملا....

تم تینوں جا رہے ہو....

ہاں... اگر تو چاہے تو ہمارے ساتھ چل....

لیکن اگر تو نے اپنے بھائی سے فیڈرنا پینا ہو تو....

وہ اسے کہتے ہوئے پھر سے ایک دوسرے کو ہاتھ مار کر ہسنے لگے۔
www.urdu novelsmania.com

اور زید انہیں بیزاری سے دیکھنے لگا۔

ٹھیک ہے میں بھی چلو گا...

اس کا جانے کا کوئی دل نہیں تھا لیکن اب وہ مزید ان کی باتیں نہیں سن سکتا تھا۔

ارے... اب تو برگربوائے بھی چلنے کا کہ رہا ہے....

ٹھہر جاؤ تمہیں تو میں بتاتا ہوں....

...

وہ چاروں اپنی دو گاڑیوں سے اترتے باہر کھڑے چوڑے شخص کو اپنے پاس دکھانے لگے۔

اندر داخل ہوتے ہی جیسے وہ لوگ کسی اور ہی دنیا میں قدم رکھ چکے تھے۔

کالے اور پر پیل رنگ کا تھیم اس جگہ کو ایسا پر اسرار لک دے رہا تھا۔

زید وہاں چلتا میوزک سن سکتا تھا۔
www.urdu novels mania.com

دوسرے کلبز کی طرح وہاں کوئی شور نہیں تھا۔ اور نا ہی دھماکے دار میوزک...

ایک لڑکی اپنا ناک کسی سائیڈ سے نگلی اور انہیں لے کر ایک صوفے کی طرف بڑھنے لگی۔

وہاں اور بھی کسی صوفے لگے ہوئے تھے جن کے سامنے ٹیبلز پر مختلف لوازمات موجود تھے۔

رضا تو آنکھیں پھاڑے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا ۔

ہر ٹیبل سے کچھ دور ایک بیرہ کھڑا تھا ۔ کچھ پہ لڑکیاں اور کچھ لڑکے ۔

سب ہی بلا کے خوبصورت

اس کے دوستوں کی طرح زید کے لئے تھی یہ پہلا تجربہ تھا ۔

ان ہی کی عمر کا ایک لڑکا ان کے سامنے گلاس رکھ کر مختلف قسم کی شراب کی بوتلیں رکھنے لگا ۔

یار تو تو کہہ رہا تھا کلب ہے یہ تو مجھے اکشن ہاؤس لگ رہا ۔

ارد گرد موجود سوئڈ بوٹڈ لوگوں کو دیکھ کر جنید تقی سے پوچھنے لگا ۔

پتا نہیں یار

میرا ایک دوست ہے ناوہ آیا تھا۔

کہ رہا تھا کلب کے چار حصے ہیں...

گراؤنڈ فلور پہ کوئی سیٹیج ڈانس ہوتا ہے اور پہلے فلور پہ وی... آئی... پیز کا انتظام ہے...

اس کے بات پہ وہ تینوں سراٹھا کر اوپر دیکھنے لگے جہاں پردے گرے تھے اور اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ نہیں دیکھ پارہے تھے۔

اور دوسرے فلور کا راستہ الگ سے ہے جہاں نارمل کلب اور بار ہے...

www.urdu novelsmania.com

اور چوتھا حصہ....

زید نے تجس سے پوچھا...

چوتھا حصہ بیسمنٹ میں ہے اور وہاں پرائیویٹ رومز ہیں۔

پرائیویٹ رومز کیوں....

رضا آنکھیں پھیلا کر پوچھنے لگا۔

اب یاریہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے...

اس کی بات پہ رضا ہلکی سی سیٹی بجانے لگا۔

اور ان دونوں کے چہروں پہ بھی خباثت کے اظہار واضح تھے۔

وہیں زید کچھ بے سکون ہونے لگا۔

اگر ضیغم بھائی کو اس کی یہاں موجودگی کا معلوم ہوا تو وہ اسے کہیں کا نہیں چھوڑیں گے۔

ابھی وہ وہاں سے جانے کا سوچ ہی رہا تھا جب سٹیج کی ساری روشنیاں بند ہو گئیں اور وہاں گہرہ اندھیرا چھا گیا۔

سٹیج کے اندر سے دو پنجرے باہر نکلنے لگے لائٹس اب ان پر مرکوز تھی۔

جب وہ مکمل باہر نکلے تو زید نے غور کیا ان کے اندر کوئی لڑکی موجود تھی۔

وہ دونوں ایک ہی طریقے سے کھڑی تھیں۔

چست لباس ان کے خدوخال ظاہر کر رہا تھا ۔

جیسے ہی میوزک بجنا شروع ہوا ان دونوں نے بالوں کی اوٹ میں چھپا ہوا چہرہ اپنے حاضرین کی طرف موڑا۔

ان پہ ڈالی جانے والی اس مدہم روشنی میں وہ اس کا چہرہ تو ٹھیک سے نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن ان میں سے ایک لڑکی نے اپنی آنکھوں کے گرد سانپ بنایا تھا اور دوسری نے مور کے پنکھ۔

اس کا دیکھنا کچھ ایسا تھا کہ زید کو اپنی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی ۔

وہ اپنی بل دار گردن اکڑا کر سر کو ایک سر خم دینے لگی ۔

جیسے کہ وہ کہنا چاہی ہو کہ ہاں میں جانتی ہوں تم وہاں ہو.... کم از کم زید کو تو ایسا ہی لگا ۔

میوزک تیز ہوتے ہی وہ پنجرے میں اپنا رقص پیش کرنے لگی۔

نجانے وہ کب تک وہاں رقص کرتی رہی پھر پنجرے کا دروازہ اچانک کھلا اور وہ پول کو پکڑ کر اپنی ٹانگوں کا استعمال کرتے ہوئے با آسانی سیڑج پہ اتری۔

اس نے وہ سب اتنی مہارت اور آسانی سے کیا کہ زید کو بھی آسان لگنے لگا۔
جیسے ہی اس نے اپنے قدم جمائے سیڑج کے پیچھے سے پردہ اٹھا اور وہاں مزید لڑکیاں موجود تھیں۔
اور وہ سب ان دونوں کا ساتھ دینے لگیں۔
لیکن زید کی آنکھیں تو جیسے صرف اسی کے لئے تھیں۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 2

رقص ختم ہو چکا تھا اور وہ مبہم سا اسے دیکھ رہا تھا۔

ارے ہوش میں آکہاں کھو گیا...

تقی اسے بلانے لگا تو یکدم ہوش میں آیا۔

سیٹج اب خالی تھا وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

وہ چاروں وہاں سے نکلنے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ویسے یار ایک سے بڑھ کر ایک تھیں ساری....

جنید نشے میں جھومتے ہوئے کہنے لگا تو رضانے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارا جس سے وہ لڑکھڑا گیا۔

واقعی یار ان میں سے ایک بھی مل جائے تو بات بن جائے...

وہ خباثت سے کہنے لگا۔

زید ان کی باتوں پہ سر جھٹکتا نام دیکھنے لگا تو رات کے تین بج رہے تھے۔

اس نے زبان دانتوں تلے دبالی.... موبائل بھی گھر چھوڑ آیا تھا۔

ویسے یار مجھے تو وہ ناگن بڑی پسند آتی....

تقی نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور زید کو وہ مورنی....

بابا..... جنید بات کر کے خود ہی قہقہہ لگانے لگا۔

اب ایسی بھی بات نہیں.... زید نے اپنا مقدمہ لڑنا چاہا۔

ہاں... ہاں... دیکھا تھا تو کیسے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ لڑکی ایک دم پھر سے زید کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئی۔

وہ ان تینوں کو نظر انداز کرتا اپنی کارڈ رائیو کرنے لگا۔

جنید بھی اس کے ساتھ تھا جب تک وہ اس کے گھر کے سامنے پہنچا وہ زیادہ شراب پینے کی وجہ سے سوچکا تھا۔

چوکیدار نے اسے گاڑی سے نکالا تو وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

تم لوگ واپسی کے لئے تیار ہو یا نہیں....

وہاں کے سیکورٹی گارڈز میں سے ایک میک اپ روم میں جھانکتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اسے تو موقع چاہیے یہاں دجھانکنے کا....

عنایہ کی پشت اس کی جانب یونے کی وجہ سے وہ شکل بنا کر جویریہ کو کہنے لگی۔

ہاں ہم آرہے ہیں....

وہ اسے کہہ کر اپنا سامان جلدی جلدی سمیٹنے لگیں۔

انہیں نکال کر میک اپ روم پہ تالا لگا دیا گیا۔
وہ دونوں اپنے کندھے میں بیگ لٹکائے کلب کے پچھلے دروازے سے نکلیں اور پیدل چلنے لگیں۔

کچھ لڑکیاں وہاں سے پہلے ہی جا چکی تھیں جبکہ چند پرائیوٹ رومز میں تھیں۔

بس سٹیڈ کی طرف بڑھتے وہ آپس میں باتیں کرنے لگیں۔

وہاں وہ روزہ گھنٹے انتظار کرتی تھیں اور پھر پانچ بجے آنی والی بس میں سوار ہوتیں۔

تم نے آج بہت زبردست پرفارمنس دی....

پنجروں کا استعمال انہوں نے آج پہلی بار کیا تھا۔

جانتی ہو تالیہ پول سے اترتے ہوئے گرتے گرتے بچی۔

کیا واقعی....

تالیہ اس سے کچھ سال بڑی تھی اور اس سے پہلے سے وہاں موجود تھی اس کے علاوہ وہاں کی بہترین رقاصہ بھی۔

مجھے تو پتا بھی نہیں لگا پھر کیا ہوا....

عنایہ اس سے پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں اس نے خود کو سنبھال لیا.... لیکن عننا.... میرے خیال سے تمہاری تنخواہ میں کچھ اضافہ ہونے والا ہے....

وہ سٹاپ پہ بیٹھی اسے کہنی مار کر کہنے لگی۔

اسے ویسے بھی پیسوں کی شدید ضرورت تھی پچھلے ماہ کی تنخواہ اس کی ماں کی مہنگی دوائیوں پہ خرچ ہو گئی تھی۔

www.urdu novels mania.com

اگر ایسا ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہو گا....

وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگی اور پھر اپنے بازو گرڑنے لگی۔

موسم بدلنے لگا تھا اور اسے سردی لگ رہی تھی۔

یہاں اسے ماہانہ پچاس ہزار ملتا تھا اور وہ پیسے ان پہ لٹائے جاتے وہ ملا کر تقریباً ساٹھ ہزار ہو جاتے تھے۔

میٹرک تک تعلیم ہونے کی وجہ سے وہ اتنے پیسے کسی اور جگہ سے حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

ان میں ہر طرح کے بل دوسرے اخراجات اور سب سے زیادہ خرچ اس کی ماں کے علاج پر ہی ہوتا تھا۔

جویریہ بارش کے بعد صاف آسمان پہ نکلے چاند کو دیکھ کر گنگنانے لگی۔

اگر ہماری شادی ہو گئی تو میرا بھی اپنا گھر ہو گا اپنی فیملی....
مجھے اپنے گھر والوں کا پیٹ پالنے کے لئے لوگوں کی نظروں کا نشانہ نہیں بننا پڑے گا۔

www.urdu novels mania.com

وہ کھوئی کھوئی سی اسے بتانے لگی۔

عنایہ اپنے گٹھنے تھام کر بیٹھ گئی اور جویریہ کو دیکھنے لگی۔

مجھے نہیں لگتا ہم جیسی لڑکیوں کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن میں پھر بھی تمہارے لئے دعا کروں گی۔

عنایہ اسے دیکھ کر اس کی دائمی خوشیوں کے لئے دعا کرنے لگی۔
جویریہ اس قدر پر امید دکھتی تھی کہ وہ اسے تنبیہ بھی نہ کر پائی۔

امی آپ نے کچھ کھایا....
گھر آتے ہی وہ اپنی ماں کے پاس جا بٹھی جو کہ لیٹی ہوئی تھیں۔

کینسر جیسی مہلک بیماری نے ان کو بے حد کمزور کر دیا تھا۔

اس کی خوبصورت ماں اب صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی۔ جس پہ چمڑی ڈھلک رہی تھی۔
ہاں... ہاں... کھالیا۔

www.urdu novels mania.com

سمینہ نے لیٹے لیٹے مدہم میں کہاں۔

تھکاوٹ اور نیند کی وجہ سے وہ اب جمائیاں لے رہی تھیں۔

جانتی تھی کہ اس کی ماں جھوٹ کہہ رہی ہے۔

وہ ٹوٹے ہوئے کچن میں گئی اور ایک دن پرانا دلیہ پلیٹ میں نکالنے لگی لیکن وہ خراب ہو چکا تھا۔

ناگواری سے پلیٹ کو واپس رکھا اور دودھ کے ساتھ رسک اور دوائیاں رکھ کر اپنی ماں کے پاس لے آئی انہیں زبردستی بٹھا کر وہ کھلایا اور پھر چٹائی پر گر کے سو گئی۔

رات پھر اسے کلب پہنچنا تھا۔

برخوردار ساری رات جاگتے ہو اور پھر دن کو سوئے رہتے ہو یہ کہاں کا طریقہ ہے۔

نورین بیگم اپنے چھوٹے بیٹے کے چہرے سے لحاف کھینچتی کہنے لگیں۔
موم.... زید لحاف دوبارہ کھینچتا پھر سے سو گیا۔

www.urdu novelsmania.com

ٹھیک ہے مت جاگو پھر اپنے بھائی کو بھی جواب دینا کیوں تم اس کے ساتھ وعدہ کرنے کے باوجود آفس نہیں گئے۔

جاری ہے

بساطِ خواب

رانیہ صدیقی

قسط نمبر 3

ضیغم کا ذکر سنتے ہی اس نے منہ لحاف سے نکالا اور کمرے سے نکلتی اپنی ماں کو دیکھا۔

پھر بستر چھوڑ کر بھاگا اور فریش ہو کر کمرے سے نکل گیا۔

گھڑی دوپہر کے بارہ بج رہی تھی جب وہ نیچے آیا۔
سمینہ بیگم اسے ناشتہ کے لئے کہتی رہیں لیکن وہ چابیاں گھماتے بھاگ گیا۔
www.urdu novels mania.com

...

سر.... آپ کے بھائی آئے ہیں۔

پننتالیس سال کے حیدر نے کام کرتے ہوئے ضیغم کو اطلاع دی۔

ایک نظر ٹائم کو دیکھ کر وہ انہیں اسے اندر بھیجنے کو کہنے لگا۔

بھائی..... ایم سوووو سووری....

آفس کا دروازہ کھولتے ہی اس نے اپنے مخصوص انداز میں دیری کے لئے معافی مانگی۔

مجھے تو لگا کہ تم آؤ گے ہی نہیں۔

ضیغم اسے شانوں سے پکڑتا ہوا کہنے لگا۔

آنا تو تھا ہی.... آپ سے وعدہ جو کیا تھا۔

اس کے جواب میں زید مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

بس زرا آنکھ دیر سے کھلی۔

اب وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے کہنے لگا۔

اگر تم رات گھر آجاتے تو یقیناً وقت پہ جاگ جاتے۔

ضیغم تیور چڑھاتے کہنے لگا۔

بھائی وہ....

وہ مزید کچھ بولتا اس سے پہلے ضیغم نے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے اسے روک دیا۔

تم چٹھیاں گزارنے آئے ہو تو ٹھیک ہے انجوائے کرو لیکن اپنے ان اوباش دوستوں کے ساتھ نہیں.... ورنہ میں تمہیں اگلی فلائٹ سے روانہ کر دوں گا....

www.urdu novelsmania.com

اپنے سے بارہ سال چھوٹے زید کو اس نے ایک باپ کی طرح پالا تھا۔

جب وہ بیس سال کا تھا تا عباس صاحب اپنا نک دل کے دورے کی وجہ سے گزر گئے۔

اس وقت تمام ذمہ داری اس کے کندھوں پہ آگئی۔

عباس صاحب کے بزنس پارٹنر کسی مگر مجھ کی طرح اپنے منہ کھولے تھے کہ کب ضیغم کسی غلطی کا مرتکب ٹھہرے اور کب وہ نا تجربہ کاری کا کہ کر عباس کے شیرزپہ بھی قبضہ جمالیں۔

زید تو اس وقت صرف آٹھ سال کا تھا۔ اور سمینہ بیگم تو اپنے شوہر کی اس اچانک موت پہ نڈھال تھیں۔ اس کڑے وقت میں جن کو ان کا مددگار بننا چاہئے تھا وہ لوگ تو ان کی ناکامیابی کی دعا کر رہے تھے۔

پہلے دن جب وہ اپنے باپ کے غم میں چور آفس دیا تو اس کے چاچو اور باقی شیر ہولڈرز نے اسے کوڑیوں کے دام اپنا حصہ انہیں بیچنے کے لئے کہا۔

وہ دن اس کی آنکھیں گھوم گیا وہ جن سے امیدیں لگائے تھا وہی اسے کھانے کو تھے۔

عباس صاحب کے ساتھ وہ اکثر آفس آتا تھا اور کافی معاملات سمجھتا تھا۔ شاید اس کے بابا کو پتا تھا کہ وہ سب لالچی ہیں۔

ان سب کی امید کو خاک میں ملاتے ضیغم نے اپنے باپ کی جگہ کو سنبھال لیا۔

اسی وجہ سے اسے اپنی بزنس کی پڑھائی کو بھی ادھورا چھوڑنا پڑا۔

آج پندرہ سال بعد وہ اس کپنی کا سی۔ای۔ او تھا۔ اور کپنی کے ستر فیصد شیئر اس کے تھے۔

عباس صاحب کی موت سے وہ خود تو تعلیم جاری نہ کر پایا لیکن زید کو اعلاہ تعلیم کے لئے لندن بھیج دیا۔

یہی وجہ تھی کہ زید اس کی عزت اپنے باپ کی طرح کرتا تھا۔

کیا گم ہو گئے....

اس نے زید کو کھوئے ہوئے دیکھا تو چگی بجا کر کہنے لگا۔

زید جو اس مور کی آنکھوں والی کے خیالات میں کھو گیا تھا یکدم ہوش میں آیا۔

کچھ بھی نہیں بھائی.... اور جیسا آپ کہیں میں ان سے نہیں ملوں گا۔

وہ رولنگ پیئر سے ٹیک لگاتا کہنے لگا۔

تین بج چکے تھے جب اسے کچن سے آتی آواز سے جاگ آئی۔

اس نے چارپائی پر دیکھا جو کہ اب خالی تھی۔ وہ پانی سے منہ دھو کر چھوٹا سا صحن پار کرتی کچن کی طرف گئی۔

ہلکی ہلکی بوندہ باندی ہو رہی تھی اس لئے اس نے اپنی رفتار تیز رکھی۔

امی... کیا کر رہی ہیں....

میں تمہارے لئے کچھ بنانے آئی تھی....

آپ جا کر بیٹھیں... میں خود ہی بنالوں گی۔

وہ ان کے نازک جسم کو سہارا دیتی واپس لے آئی۔

www.urdu novelsmania.com

کچن خالی ہے....

اس کی ماں مری ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

جی... میں جا رہی ہوں سو دالینے... ابھی آجاؤں گی آپ یہی رہنا۔

وہ بڑی سی چادر اوڑھ کر چپل پہن کر وہاں سے چل دی۔

اس کی ماں کے علاوہ وہاں کوئی نا جانتا تھا کہ اس کی کام کی نوعیت کیا ہے۔

کبھی اس کی والدہ بھی خوبصورت تھی۔ محبت کی شادی کی تھی انہوں نے جس سے والدین جان کے درپے ہو گئے۔

عنایہ کے والد یا سراسے اسلام آباد لے آئے کیونکہ ان کے گھر والوں نے بھی انہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا۔

کچھ سال تو ٹھیک گزر گئے پر پھر عنایہ کی پیدائش کے بعد انہیں گھر کی یاد تانے لگی۔ ان کی محبت کا اختتام بھی دوسروں کی طرح ہوا ایک ساتھ تین طلاق دے کر وہ انہیں چھوڑ کے واپس چلے گئے۔

www.urdu novelsmania.com

اس کی ماں ایک چھوٹی بچی کے ساتھ اکیلی رہ گئی۔

لیکن انیقہ نے حالات کا مقابلہ بہادری سے کیا۔

شاید یہی وجہ تھی کہ آج وہ حالات کا سامنہ اسی بہادری سے کر رہی تھی۔

گلی کے کونے پہ موجودہ اسفند بھائی کی دکان میں داخل ہوتے ہی وہ تھوڑی سی دال خریدنے لگی۔

مہینہ ختم ہونے کو تھا اور اس کی سیلری بھی اس لئے وہ کافی احتیاط سے کام لے رہی تھی۔

تھوڑی سی دال لے کر واپس آگئی اور اس کا شور بہ بنا کر اپنی ماں کو پلانے لگی۔

ایک کے بعد ایک دن گزر رہا تھا۔ لیکن زید ہر لمحے کے ساتھ اس لڑکی کو پہلے سے زیادہ سوچنے لگا تھا۔

اپنے دل میں وہ اس لڑکی کو ساحرہ کے نام سے مخاطب کرنے لگا تھا۔

گزشتہ رات تو وہ باقاعدہ اس کے خواب میں آئی تھی اور اب وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اسے سوچ رہا تھا۔

www.urdu novels mania.com

کچھ سوچ کر اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور وہاں سے چل دیا۔

عنا....

ہمممممم...

جب کچھ دیر بعد تک جویریہ کچھ نابولی تو اس نے میک اپ چھوڑ کر اسے دیکھا۔

اب بول بھی....

میں نے شادی کر لی....

کیا.....

عنایہ تو حیرت کا مجسمہ بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

تم نے شادی کر لی.... اور بتایا بھی نہیں....

یار سب کچھ اچانک سے ہوا اس کے گھر والے نہیں مانے تو ہم نے کوڈٹ میریج کر لی.... آج میرا یہاں آخری دن ہے۔

www.urdu novelsmania.com

اوہ....

وہ اس سے زیادہ اور کیا کہتی۔ بس وہ یہی دعا کر سکتی تھی کہ واقعی میں وہ شخص اس سے محبت کرتا ہو۔

تم مجھے بھول تو نہیں جاو گی۔

عنایہ اس کے ہاتھ تھام کر کہنے لگی۔
ارے نہیں بیٹی.... ہم رابلے میں رہیں گے نا....

میں تمہارے لئے خوش ہوں....

تالیہ بھی اس وقت میک اپ روم میں موجودا نہیں دیکھ رہی تھی۔

اب بس کرو.... کب تک کرو گی یہ ڈرامہ مجھے تو الٹی ہونے لگی۔

وہ عجیب آوازیں نکال کر کہنے لگی۔

تبھی تم سے ایسی بدبو آتی رہتی ہے۔

عنایہ بھی کہاں خاموش رہنے والی تھی۔

تم.... آخر دو سٹیپ کیا سیکھ لئے خود کو کیا سمجھنے لگی ہو۔

مورنی.... وہ اپنے ہاتھوں کے پنکھ لگاتی جھومنے لگی۔

جو بھی سمجھور ہوگی تو تم اسی گندی نالی کی پیداوار....

تالیہ نے ہمیشہ کی طرح اسے اس کی غربت کا طعنہ دیا۔

جانتی ہو تالیہ....

ایک دن میں تمہیں نکل جاؤں گی بالکل جیسے مور سانپ کو....

اسے بہت مشکل اور مہنگے پاس کے بعد اندر جانے کی اجازت ملی۔

جب وہ پہنچا تو اس کا رقص جاری تھا۔ زید کو اپنی دھڑکن تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

آج وہ چت کالے رنگ کے لباس میں تھی۔ آنکھوں پہ وہی میک اپ....

لیکن آج وہ پول ڈانس کر رہی تھی۔

وہ صوفے پہ بیٹھ گیا۔ بیرہ اس کی طرف بڑھا تو اس نے اسے اشارے سے دور رہنے کا کہا۔

وہ سر جھکاتا اپنی جگہ چلا گیا۔

شاید اس کی یہ ذہنی کیفیت اب ختم ہو جائے۔

وہ صبح کے تین بجے تک وہاں بیٹھا رہا۔

جب واپسی کے لئے کھڑا ہوا تو کسی کو وہاں کے مینجر سے بات کرتے دیکھا۔

www.urdu novels mania.com

مجھے عنا آج پرائیوٹ روم میں چاہئے....

وہ اس کی آواز تو سن سکتا تھا لیکن وہ کس بارے میں بات کر رہے ہیں نہیں جانتا تھا۔

سوری سر.... عنا پرائیوٹ ڈانس نہیں کرتی۔

لیکن تالیہ کر.....

میں نے کہا نا کہ مجھے عنایہ چاہئے....
اس شخص نے اپنی بات پہ زور دے کر کہا۔

اسے جتنے پیسے چاہیے میں دوں گا لیکن مجھے وہ آج پرائیوٹ روم میں چاہئے.... جاو اس سے جا کر کہ دو۔

وہ شخص اپنا کوٹ درست کرنے لگا اور میبلر وہاں سے چل دیا۔

نجانے یہ عناکون تھی لیکن وہ چپکے سے اس میبلر کے پیچھے چل دیا۔

وہ ایک دروازے کے باہر رکا اور ناک کرنے لگا۔

عناباہر آو....

وہ ایک پردے کے پیچھے سے سب دیکھ رہا تھا اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے مزید آسانی ہو گئی تھی۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی لڑکی باہر آئی۔

وہ اس کے لباس کی وجہ سے اسے فوراً پہچان گیا۔

زیدی صاحب تم سے پرائیویٹ روم میں ملنا چاہتے ہیں۔

وہاں سٹیج پہ کسی کو بھی چھونے کی اجازت نہیں تھی وجہ یہ تھی کہ وہ کلب انٹرنیشنل لیول پہ کام کرتا تھا۔ وہاں کا مالک بھی کوئی گورا ہی تھا۔

لیکن پرائیویٹ رومز کا ایسا کوئی اصول نہیں تھا۔

میں نہیں جاتی پرائیویٹ رومز میں تم جانتے ہو.....
پیشانی پہ بل سجائے وہ اسے کہنے لگی۔

میں جانتا ہوں لیکن وہ تمہیں منہ مانگی قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔

ایک پل کو اس نے سوچا لیکن پھر سر جھٹکنے لگی۔

تالیہ کو بھیج دو اس موٹے کے پاس....
لیکن اسے تم پسند ہو۔

تم ہمارے مینجر ہو کہ اس کے.... کہانا نہیں جاؤں گی۔

وہ آخری فیصلہ سنا کر واپس اندر چلی گئی۔
اور وہ مینجر واپس پکٹ گیا۔

عنا..... نائس نیم.....

زید مسکراتا ہوا سرگوشی کرنے لگا۔



جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 4

اگلے دن وہ پھر اوبسٹیڈین کلب موجود تھا۔

اسے لگا تھا یہ صرف دماغی فطور ہے لیکن اس کا دل عنا کو دیکھنے کی چاہ کرنے لگا تھا۔

آج جب اس نے وہاں موجود اپنے جیسے دوسرے لوگوں کو دیکھا تو اس کی نیس پھولنے لگیں۔

وہ جو اسے جانتی بھی نہیں تھی زید اس پہ یوں دوسروں کی نظروں سے غصہ میں آنے لگا تھا۔

...

آج وہ بہت تھک گئی تھی اور واپسی بھی اکیلی کی تھی۔

رات کے تین بجے اکیلے بس سٹینڈ تک جانا اور پھر وہاں دو گھنٹے بس کا انتظار کرنا....

یہ سب آج بہت خوفناک لگ رہا تھا۔

جو یہ اس سے پہلے سٹاپ پہ اتر جاتی تھی اسی وجہ سے اس نے کبھی خوف محسوس نہیں کیا۔

لیکن اب چونکہ وہ کلب کی نوکری چھوڑ چکی تھی تو اسے یہ کام اکیلے ہی کرنا تھا۔

میخبر سے مزید دو گھنٹے رکھنے کی درخواست کی لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ اس کے لئے بیسمنٹ میں پرائیویٹ رومز میں جانا ہوگا۔

وہ اپنے ناخن چبانے لگی یہ گندی عادت وہ آج تک نہیں چھوڑ پائی تھی۔

بیسمنٹ تو وہ کسی صورت نہیں جانے والی تھی اور گر اوڈ فلور لاک کیا جا چکا تھا۔

وہاں کلب آنے والے لوگ اب اس بڑی سی چادر والی لڑکی کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کون پہچانتا تھا کہ وہ وہی عنا ہے جس کے رقص کے وہ دیوانے ہیں۔

وہ کچھ سوچ کر بلڈنگ کے پار کنگ ایریا میں چلی گئی اور وہاں موجود آخری گاڑی کی طرف چل دی پھر ٹیک لگا کر وہاں چھپ کر بیٹھ گئی۔

کم از کم وہاں وہ نظروں سے اوجھل تھی۔

جب بھی کوئی پار کنگ ایریا آتا اس کا دل زور سے دھڑکنے لگتا کہ کہیں کوئی اس کی سمت نا آجائے۔

لیکن پھر فاصلے سے آتی گاڑی کی آواز سن کر پر سکون ہو جاتی۔

سردی کی وجہ سے وہ اپنا بیگ زور سے دبائے ہوئے تھی۔ کم از کم وہ بس سٹینڈ کی نسبت وہاں او جھل تھی۔

اور اگر اسی نے اس سے بد تمیزی کی تو وہ چلا کر کسی کو بلا لیتی۔

تمہارا کب تک ارادہ ہے میری گاڑی کے پاس چھپ کر بیٹھنے کا....

اچانک کسی کی آواز پہ اس نے گردن موڑی۔
www.urdu novelsmania.com

عنائیہ نے اسے پیروں سے دیکھنا شروع کیا اور چہرے پہ اپنی نظروں کو روکا۔

وہ کب وہاں آیا اسے پتا بھی نہیں چلا تھا۔

نیم روشنی میں وہ اسے ٹھیک سے دیکھ نہیں پائی ویسے بھی اس کا چہرہ عنایہ کی طرف تھا جہاں اندھیرا تھا۔

وہ کم از کم چھ فٹ کا تو تھا اور تقریباً اسی کی عمر کا

زید کب سے اسے وہاں بیٹھا دیکھ رہا تھا جب اس سے مزید برداشت نہ ہوا

تو وہ اس کی طرف آگیا۔

اور کتنا پوسٹمارٹم کرو گی میرا.....



وہ اس کی نظریں خود پر پا کر بولا۔

تمہاری گاڑی میرے سامنے کھڑی ہے میں اس کے پیچھے نہیں....

وہ بے رخی سے کہہ کر چہرہ موڑ گئی۔

زید اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ دیکھنے میں تو وہ اب کسی کو بھی دھوکا دے سکتی تھی۔

کہاں وہ ساحرہ اور کہاں یہ چادر میں دبکی لڑکی۔

ویسے میرا نام زید ہے....

وہ اس سے بات کرنے کی کوشش دہرانے لگا۔

تم یہاں کیوں بیٹھی ہو.... گھر نہیں جانا....

دیکھو مسٹر.... تمہیں یہاں رہنا ہے رہو جانا ہے جاؤ....

مجھ سے فری ہونے کی ضرورت نہیں وہ کٹے ہوئے لہجے میں بولی۔

تو ٹھیک ہے میں بھی یہیں ہوں۔

وہ چھلانگ لگا تا بونٹ پہ چڑھ کر بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگا۔

وہ بیس اکیس سالہ لڑکی اب اس کے لئے ایک معمہ بن گئی تھی۔

عناہ مسلسل اس کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی۔
اس نے ایک دوبار اسے گھورا لیکن وہ پھر بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

آخر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور وہاں سے نکلنے لگی۔
اگر وہ آہستہ آہستہ چلتی تو وقت کے قریب وہاں پہنچ جاتی۔

زید نے اسے وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا اور پھر گاڑی سے اتر کر اس میں بیٹھا اور اسے سٹارٹ کرنے لگا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

کیا لفٹ چاہیے آپ کو....

وہ اس کے ساتھ سست روی سے کار ڈرائیو کرتا کہنے لگا۔

نہیں....

آپ پیدل تھک جائیں گی....

عنا نے اسے پھر سے گھورا....

مسئلہ کیا ہے....

مسئلہ یہ ہے کہ میں آپ کو جاننا چاہتا ہوں عننا...

اسے عننا پکارنے پہ وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔

اوہ... تو یہ بات ہے۔

تمہاری دال نہیں گلنے والی۔ اپنا وقت ضائع مت کرو اور کسی اور کلب گرل کو لفٹ کا پوچھ لو۔

وہ سختی سے کہتی اپنے راستے ہوئی۔ ان امیر زادوں کو وہ اچھے سے سمجھتی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

ارے رکو... میں... میں واقعی میں آپ میں دلچسپی رکھتا ہوں۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔ سو یہ کہ دیا۔

بہت رکھتے ہیں.... پھر سے روکھے پن سے جواب دیا گیا۔ اور پھر رفتار تیز کر دی۔

زید اس کے پیچھے جانا چاہتا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر گاڑی کا رخ موڑ لیا۔

آخر وہ یہ کیا کر رہا تھا....

عنایہ نے کچھ دیر بعد پلٹ کر دیکھا تو وہ اب وہاں نہیں تھا وہ سکون کا سانس لینے لگی۔

بس سٹاپ پر پہنچ کر کچھ دیر انتظار کیا اور بس کے آتے ہی اس میں بیٹھ گئی۔

وہ چپکے سے گھر میں داخل ہوتا اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا ایک دم لائٹس آن ہوئیں اور وہاں کا ہر کونہ روشنی سے نہا گیا۔

زید کی آنکھیں ایک دم چندھیا گئیں۔ پھر سامنے دیکھا تو بڑے سے فانوس کے نیچے رکھے گئے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے ضیغم اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کے تاثرات دیکھ کر صاف ظاہر تھا کہ وہ زید کی ان حرکتوں سے بالکل خوش نہیں تھا۔

بھائی... آپ... اس... وقت... یہاں...

آج اسے اپنی خیر نہیں لگ رہی تھی۔

میرا بھی تم سے یہی سوال ہے... زید عباس...

پورا نام... مطلب بھائی واقعی ناراض ہیں۔ وہ دل میں کہنے لگا۔

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

بھائی... میرا دوست کچھ بیمار تھا...

یہ کونسا دوست ہے جو روز رات کو بیمار ہو جاتا ہے؟

مطلب بھائی اس کے کل رات بھی دیر سے آنے سے واقف تھے۔

بھائی... اصل میں...

وہ مزید کوئی بہانہ تراشا اس سے پہلے اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروادیا۔

اگر تم مجھے سچ نہیں بتا رہے تو مطلب صاف ہے زید تم کچھ غلط کر رہے ہو۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا لیکن تم نہیں مانے... تم بالغ ہو اور میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا۔

لیکن صرف اتنا کہوں گا کہ تمہارے ان اقدام سے امی کو تکلیف پہنچتی ہے۔
اب تم اسے میری درخواست سمجھو یا تنبیہ لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو۔

وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھا اور سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

زید نے پہلے سکون کی سانس لی لیکن پھر شرمندگی کے احساسات نے اسے آگھیرا۔

ضیغم نے اس کے سامنے تو بات ختم کر دی لیکن زید کا یہ روز روز دیر سے آنا اسے کھٹک رہا تھا۔

وہ اس معاملے کو اتنی آسانی سے جانے دینے والا نہیں تھا۔

اگلے دن آفس جاتے ہی اس نے اپنی کپنی کے لئے کام کرنے والے سیکورٹی ادارے کو کال کی۔

اور زید پہ نظر رکھنے کا کہا۔

...

زید جب اگلی دوپہر جاگا اور ہال میں آیا تو سمیٹہ بیگم وہیں موجود تھیں اسے دیکھ کر رخ موڑ لیا اور ملازیہ سے بات کرنے لگیں۔

www.urdu novelsmania.com

واہ... اب موم کو بھی منانا پڑے گا۔

وہ ہم کلامی کرنے لگا۔

اور پھر جا کر سمینہ بیگم کو گلے لگالیا۔
جب وہ تب بھی نہیں مانیں تو اس نے انہیں ٹانگوں سے پکڑا اور ہوا میں بلند کر دیا۔
جس پہ وہ اسے ڈانٹنے لگیں اور کچھ دیر بعد ہسنے۔

اگلے ایک ہفتے تک زید نے خود کو عنای کی سوچ سے بچا کر رکھا۔

یہ کیسا فطور تھا جو اس کے ذہن میں بیٹھ گیا تھا۔

وہ اپنے بیڈ پہ لیٹا ریوٹ سے کبھی لائٹس جلاتا اور کبھی بجھاتا۔

www.urdu novels mania.com

کہیں مجھے اسی سے محبت تو نہیں ہو گئی....

نہیں یا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ایک کلب ڈانسر ہے۔ ایسی لڑکی سے مجھے کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔

لیکن وہ میرے اعصاب پہ کیوں چھائی ہوئی ہے۔

وہ جتنا اسے سوچتا اتنا ہی جھنجھلا جاتا۔

گھڑی رات کا ایک بجار ہی تھی۔

کچھ سوچ کر اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور وہاں سے چل دیا۔

...

عناہیہ اپنی پر فار منس کھڑی کر کے ابھی میک اپ روم میں آئی ہی تھی۔

باقیوں کی طرح وہ بھی اپنے پاؤں دبار ہی تھی۔

تبھی ان کی ہیڈ وہاں داخل ہوئی اور عناہیہ کو بلانے لگی۔

www.urdu novels mania.com

عنا... تم سے کوئی ملنا چاہتا ہے۔

وہ اتنا کہہ کر ہی واپس چل دی لیکن اس کا منہ پھول کھا۔

اس نے کمر کے ساتھ باندھی ہوئی بلی کی دم اور سر سے کان ہٹائے اور باہر چل دی۔

یقیناً کوئی نیا فین ہو گا۔

وہ میڈیم کے پیچھے چلتی سائیڈ روم میں آگئی۔
باقی جگہوں کی طرح وہ بھی تاریک تھا۔

وہاں کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ایک دم چونکی۔
یہ تو وہی گاڑی والا تھا۔



عنا... میں زید ہوں..

جانتی ہوں..

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

کلب کے اندر انہیں کسی سے بد تمیزی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ورنہ ان کا کلب کیسے چلتا اور اسے پیسے کہاں سے ملتے۔

تو آپ کو میں یاد ہوں.... اس کا بدلا ہوا انداز دیکھ کر زید کو مزید ہمت ملی

جی بلکل... بھلا آپ کو کوئی کتنی آسانی سے بھول سکتا ہے کوئی۔
وہ اپنی جھوٹی مسکان چہرے پہ بجھیر کر کہنے لگی۔

زید نے اس سے کچھ منٹ ملنے کے لئے ایک بڑی رقم وہاں کے میبخر کو دی تھی۔

اور اب وہ اس کے سامنے تھی تو وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیا کہے۔

آپ بیٹھیں پلیز...

وہ صوفے پہ اشارہ کرتے کہنے لگا تو وہ ایک سائیڈ پر بیٹھ گئی۔

آپ کچھ پیئیں گی...

سامنے پڑی شراب کی بوتلوں کی طرف وہ اشارہ کرتے کہنے لگا۔

نہیں...

وہ اب زچ ہو رہی تھی۔ وہ انتظار میں تھی کہ وہ جلدی اپنی بات مکمل کرے اور وہ اس کے جواب میں نرم لہجہ میں انکار کرے اور وہاں سے جائے۔

لیکن وہ شخص بار بار ہاتھ بالوں میں پھیر رہا تھا۔
وہ ہنسی روکنے کے لیے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبائے لگی۔

دیکھیں میں نے جب سے آپ کو دیکھا ہے میں آپ کو ہی سوچتا ہوں...
مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا... یہ سب میں پہلی بار محسوس کر رہا ہوں۔

اس کے چہرے پہ الجھن واضح تھی۔

www.urdu novels mania.com

لگتا ہے آپ یہاں نئے آئے ہیں۔
اس کی بات پہ زید نے نظریں اٹھا کر عنایہ کو دیکھا۔

میں پہلے تین بار آچکا ہوں... اور اتنے میں ہی آپ کا اسیر ہو گیا۔

کچھ دن بعد محبت کا دعویٰ بھی ہو گا وہ سوچ کر رہ گئی۔

وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ میڈیم زلنٹیں واپس آ گئیں۔

عنائیہ اشارہ سمجھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں اب چلتی ہوں... امید ہے آپ کل پھر مجھے دیکھنے آئیں گے۔
وہ ایک ادا سے کہتی وہاں سے چل دی۔

اس کے سامنے اس وقت چند تصاویر موجود تھیں۔
جن میں اندھیرے کے باوجود وہ اپنے بھائی کو دیکھ سکتا تھا۔
www.urdu novelsmania.com

یہ کونسی جگہ ہے....

وہ اپنے سامنے بیٹھے شخص سے پوچھنے لگا جو کہ آرام سے کافی کے مزے لے رہا تھا۔

اوبسیڈین کلب...

کافی مشہور جگہ ہے یہ تو امراء میں....

وہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھتا کہنے لگا۔

ضیغم اپنی پیشانی پہ انگلیاں پھیرنے لگا۔

ضیغم صاحب آپ اتنا پریشان کیوں ہوتے ہیں اس عمر میں تو لڑکے جاتے ہی ہیں ایسی جگہوں پر....

وہ اس کو پریشانی میں دیکھ کر کہنے لگا۔

لیکن وہ اس وقت کسی گہری سوچ میں تھا۔

میری مائیں تو انجوائے کرنے دیں بچے کو...

اس کی بات پہ ضیغم نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور سخت نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

مشورے کے لئے بات شکریہ... آپ کی فیس آپ کے اکاؤنٹ منتقل کر دی جائے گی...

لیکن میں چاہتا ہوں آپ مسلسل اس پہ نظر رکھیں...

وہ تصویریں واپس کرتا کہنے لگا۔

لیکن کیوں....

میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسی کونسی وجہ ہے جو اسے روزانہ اپنی طرف کھینچتی ہے...

اب اگر آپ کو برانا لگے تو مجھے کچھ کام ہے۔
وہ آفس کے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا۔
www.urdu novels mania.com

جس پہ مقابل نے وہ تصویریں فائل میں رکھیں اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی ضیغم نے اپنا سر سیٹ سے ٹکالیا اور آنکھیں موندھ لیں۔

عننا... عننا... میری بچی...

آئی امی....

وہ ہنڈیا چھوڑتی کمرے کی طرف بھاگی۔

جہاں اس کی ماں درد سے کرا رہی تھی۔

سارہ جسم تکلیف سے ٹوٹ رہا تھا۔

وہ چارپائی سے آدھی نیچے لٹک رہی تھی۔



امی... کیا ہوا آپ کو۔

وہ ان کے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر دوبارہ چارپائی پہ کرنے لگی۔

لیکن وہ بری طرح تڑپ رہی تھیں۔

وہ پانی اور دوائیاں لے کر لوٹی اور انہیں زبردستی کھلانے لگی۔

ان کی طبیعت روز بروز بگڑ رہی تھی۔ اور وہ کچھ بھی نہیں کر پار ہی تھی۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 5



www.urdu novelsmania.com

جب عنایہ کی ماں کی طبیعت ٹھیک نہ ہوئی تو وہ گھر سے باہر بھاگی اور رکشہ کروا کے اپنی ماں کو ہسپتال لے گئی۔

...

موم جلدی کریں وہاں بھی اتنا ٹائم لگے گا۔

زید سمینہ بیگم کو ان کے سالانہ چیک اپ کے لئے ہسپتال لے جا رہا تھا۔

ضمیمہ نے صبح ہی یہ زہرداری اس پہ لگائی تھی۔

آگنی بیٹاجی... آگنی۔

سمینہ بیگم چادر دست کرتیں سیڑھیاں اترنے لگی تو زید انہیں دیکھ کر پورچ میں گاڑی سٹارٹ کرنے چلا گیا۔

...

آپ دیکھیں نامیری امی کو کیا ہوا ہے....

بیٹی جی آپ کو کتنی بار کہیں کہ بنافیس کے چیک اپ نہیں ہو گا۔ آپ انہیں کسی لاوارثوں کے اسپتال لے جائیں۔

وہ کب سے وہاں سے گزرتی ہر ڈاکٹر اور نرس کی منتیں کر رہی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

اور اب اس وارڈ بوائے کی بات سن کر اسے مانو آگ ہی لگ گئی۔

کیسی بے حسی تھی یہ.... کیسے میسا.....

اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گی تو چیختے لگی۔

نہیں ہیں وہ لاوارث نہیں ہیں لاوارث.....

ارد گرد موجود لوگ اس پاگل لڑکی کو دیکھنے لگے۔ لیکن کوئی مدد کو نہ آیا۔

اس کی ماں کب سے ہو سہیل کے احاطے میں تڑپ رہی تھی پروہاں ایسا کوئی نہ تھا جو بنا بیسوں کے اس کا دل لاج کرتا۔

عنا.....

مانوس سی آواز سن کر وہ پلٹی تھی۔
زید اس کے ملگے بیٹے اور روتے ہوئے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔
www.urdu novelsmania.com

کیا تم ٹھیک ہو.....

وہ بھی دوسروں کی طرح اس کی آواز سن کر متوجہ ہوا تھا۔

میری... امی.... ان کا علاج... پیسے....

وہ بے بسی سے اسے سب بتانے لگی۔
ادائیگی ٹوٹ ٹوٹ کر ہو رہی تھی۔

زید اس کے الفاظ سے کچھ تو سمجھ ہی گیا تھا۔

چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں....
عنایہ نے ایک دم اسے حیرت سے دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے کانپنے لگی اس نے وہاں سے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا تھا۔

وہ اس مدد کے بدلے اس کے مطالبہ کا انتظار کر رہی تھی۔
جب اسے سمجھ آئی تو وہ نظریں چرا گیا۔

بدلے میں تم مجھ سے دوستی کرو گی....
وہ خفیف سا مسکراتا کہنے لگا۔

پہلے تو وہ اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی پھر سر ہلا کر اسے اپنے پیچھے آنے کا کہنے لگی۔

اس کی امی ٹھنڈے فرش پر پڑی تھی۔

اس نے سٹریچر منگوایا اور ان کی فیس ادا کی۔

فیس ادا ہوتے ہی ایک وارڈ بوائے اسے وہاں سے لے گیا۔

شکریہ.....

وہ نگاہیں جھکائے کہنے لگی۔



ہم دوست ہیں تو اب دوستی میں اتنا تو چلتا ہے نا.....

وہ اس کی بات پہ مسکرا نے لگی۔ جب کہ اس کا دماغ کہنے لگا کہ دوستی ہمیشہ برابر والوں میں ہوتی ہے۔

لیکن اس نے وہ سوچ جھٹک دی جو بھی تھا اس وقت تو وہ اس کے لئے کسی فرشتہ سے کم نہ تھا۔

زید کا فون بجنے لگا تو وہ اس کی موم کا تھا۔
شاید وہ فری ہو گئی تھی اور اب اسے وہاں ناپا کر کال کرنے لگیں۔

چلو میں چلتا ہوں.... آج رات ملیں گے....

وہ ایک آنکھ دباتا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اور وہ رات کے ذکر پہ مسکرا بھی ناپائی صرف دیوار سے ٹیک لگا کر
آنکھیں بند کر گئی۔

اسے جب سے عنایہ کے حالات کا علم ہوا تھا وہ اس کے بارے میں مسلسل سوچ رہا تھا۔

ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا۔

اس کی بے رنگ زندگی کا اندازہ زید کو آج پہلی بار ہوا تھا۔

اس دن وہ بے صبری سے رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

...

عنایہ جیسے ہی سیٹیج سے اتری اسے ان کی میڈیم دوبارہ اس کمرے میں لے گئی۔

وہاں زید اس کا پہلے سے انتظار کر رہا تھا۔

تمہاری والدہ اب کیسی ہیں....

بہتر ہیں....

ان کی طبیعت کی خرابی کربا و جود اسے چھٹی نہیں ملی تھی ویسے بھی ہفتہ کے آخری دنوں میں وہاں رش زیادہ ہوتا تھا۔

زید کی دلچسپی کے ساتھ ساتھ اب ہمدردی بھی شامل ہو گئی تھی۔

وہ ان احساسات کو کچھ اور سمجھنے لگا تھا۔
www.urdu novelsmania.com

مجھے اچھا نہیں لگا جب وہاں سب تمہیں دیکھتے ہیں...
وہ اس سے جھجھکتے ہوئے کہنے لگا۔

عنایہ اس کی بات سے ایک دم الرٹ ہوئی۔ وہ اس کی شکر گزار تھی لیکن بے وقوف نہیں۔

فورا سمجھ گئی کہ یہ معاملہ کس طرف جا رہا ہے لیکن خاموش رہی۔

زید کی نئی تصاویر اس کے سامنے تھیں...
وہ پچھلے ایک ہفتہ سے مسلسل رات باہر گزار رہا تھا اور اب وہ اس کی وجہ بھی جانتا تھا۔

عناویہ نام ہے اس کا۔
اوبسیڈین کی بہترین ڈانسر ہے۔ آپ کا بھائی روز ڈانس ختم ہونے کے بعد اس سے ملتا ہے۔

اس لڑکی نے اسے اپنے سحر میں گرفتار کر لیا ہے۔
www.urdu novels mania.com

ایک کے بعد ایک تصویر ہر تصویر میں وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ کہاں کی تصویر ہے....
وہ ایک تصویر دیکھ کر پوچھنے لگا جس میں اس لڑکی کی تصویر واضح تھی اور وہ چادر اوڑھے زید کے قریب کھڑی تھی۔

مقابل میں بیٹھے اس شخص نے ایک نظر اس تصویر کو دیکھا اور مسکرائے لگا۔

ہوسپٹل کی ہے.... آپ کے بھائی نے اس کی ماں کا علاج کروایا تھا۔

ضیغم نے اس لڑکی کو نفرت سے دیکھا اور تصویر پھینک کر اب مقابل کو دیکھنے لگا۔

تم نے اچھا کام کیا.... زید کو کوئی شک تو نہیں ہوا؟

بلکل نہیں.... انہیں اس لڑکی کے سامنے کچھ دکھتا ہی نہیں....

ہاں لیکن کلب میں یوں چھپ کر تصاویر لینا کافی مشکل تھا....

www.urdu novels mania.com

گھبراؤ نہیں... تمہیں تمہاری چاہت سے زیادہ نوازا جائے گا۔

وہ اس مغرور شخص کا اشارہ سمجھ کر اٹھنے لگا۔

دوبارہ ضرورت ہوئی تو مجھے یاد کیجئے گا میں آپ کے لئے ہمیشہ حاضر ہوں۔

ضیغم نے اس کی بات پہ سر اثبات میں بلا دیا۔

وہ اپنے بھائی کو اپنی زندگی یوں برباد کرتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ کافی دنوں سے یہ سوچ رہا تھا اور آج عنایہ سے اپنی محبت کا اقرار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

کتنا غصہ آتا تھا اسے رقص کرتے دیکھ کر۔ وہ اسے اس سب سے دور لے جانا چاہتا تھا۔

عنایہ جیسے ہی وہاں آئی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عنایہ... میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں....

زید... میں نے کتنی بار کہا ہے روز روز مت ملا کرو مجھ سے۔

وہ ایک اچھا لڑکا تھا اور وہ ایک بری لڑکی تھی۔

عنا... میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں....

مزید کچھ کہنے والی عنایہ کا منہ ایک دم بند ہوا۔ وہ جانتی تھی کہ ان ملاقات کا اختتام اسی بات پہ ہو گا۔

دیکھو عنا... مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا کہ تم ان غلیظ لوگوں کے سامنے خود کو یوں پیش کرو۔

اس کی بات پہ وہ دانت پیسنے لگی۔

وہ تو ایسے کہ رہا تھا جیسے کہ وہ یہ سب خوشی سے کرتی ہو۔

زید نے اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی کو اس نہایت چت لباس میں دیکھا
جس سے اس کی نسوانیت عریاں ہوتی تھی۔

اس نے عنایہ سے ایک دم نظریں پھیریں جیسے کہ اس کا سراپہ ناقابل برداشت تھا۔

اور وہ لمحہ عنایہ کے ذہن میں اپنا اثر چھوڑتا ہوا چلا گیا۔

تم مجھے پسند کرتے ہو....
اس کی بات پہ وہ پلٹا۔

چاہتے ہو کہ میں یہ کام چھوڑ دوں....
اور پھر تم میرا خرچ اٹھانا چاہو گے....

اس کے بعد میں خود کو تم پہ انحصار پاؤں گی اور شکر گزار بھی۔

اس کے لہجے میں تبدیلی زید نے بخوبی محسوس کی۔

پھر تمہاری فیملی کو پتا چلے گا اور وہ تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔

وہ اب صوفی پہ بیٹھتی اسے بتانے لگی۔

زید نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ جلدی سے آگے بولنے لگی۔

تم مجھ سے کورٹ میرج کرو گے اور ہم کہیں کرائے پہ رہنے لگیں گے۔

اس کے خوبصورت چہرے پہ اب طنزیہ مسکراہٹ پھیلنے لگی کیونکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ یہ سب سچ ہے۔

پھر تمہیں اپنی تمام تر عیاشی جو کہ تم دوسروں کی محنت پہ کرتے ہو وہ سب چھوڑ کر خود جاب ڈھونڈنی ہوگی۔

وہ اٹھ کر اس کے قریب آکھڑی ہوئی اب اس کا لہجہ نرم ہو گیا تھا لیکن باتیں تلخ۔

پھر تمہیں احساس ہو گا کہ تم نے کتنی بڑی بے وقوفی کی ہے اور تم اپنی فیملی کے پاس واپس جانے کے لئے تڑپنے لگو گے۔

www.urdu novels mania.com

اور یوں... یا تو تم مجھے طلاق دے دو گے.... یا تو سرے سے بیوی مانگنے سے انکار کر دو گے۔

محض کچھ منٹوں میں اس نے زید کی آنے والے کئی سالوں کا نقشہ اسے کھینچ دیا تھا۔

جانتے ہو کیوں زید... کیونکہ تمہیں لگتا ہے تم محبت کرتے ہو... یہ صرف وقتی احساس ہے۔

میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

عنایہ نے اس کی بات ان سنی کی اور وہاں سے چل دی۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھ بیڈ پہ ڈاکو منٹس پھیلانے ہوئے تھا جب اس کے دروازے پہ ناک ہوا۔

کم ان....

اپنے کام میں مصروف وہ اندر آنے کی اجازت دینے لگا۔

www.urdu novelsmania.com

زید نے اس کے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

بھائی... آپ مصروف ہیں تو میں بعد میں آجاؤں گا۔

وہ اسے مصروف خیال کرتے کہنے لگا۔

ارے نہیں... آویٹھو.... ویسے بھی میں کچھ بات کرنا چاہتا تھا۔

وہ ضیغم کی بات سن کر سامنے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

جی... کہیں بھائی...

نہیں پہلے تم بتاؤ میری یاد کیسے آئی آج....

اس کی بات پہ وہ چھت کو گھورنے لگا اور پھر ہمت کر کے اپنی بات کہنے لگا۔

بھائی میں کسی لڑکی کو پسند کرتا ہوں.....
www.urdu novelsmania.com

لیپ ٹاپ پہ چلتے اس کے ہاتھ ایک دم رکے۔ ضیغم نے اسے ایک طرف رکھا اور اب مکمل طور پہ زید کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کون ہے وہ....

ہے ایک بس....

کیا کرتی ہے....

وہ جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا۔

ڈانسر ہے... ڈانس ٹیچر چھوٹے بچوں کی....

زید کچھ توقف کے بعد کہنے لگا۔

اوہ....

بھائی م... میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز.... اس کے بغیر نہیں رہ پاؤں گا....

زید میرے بھائی.... مجھے تمہاری خوشی عزیز ہے... تم اس سے کہو ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں اور میں امی سے بات کر لوں گا۔

وہ اس کے کندھے تھام کر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

کیا سچ بھائی.... اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب اتنا آسان تھا۔

ہاں بالکل.... بھلا میں کبھی پہلے تمہاری خوشی میں خوش نہیں ہوا؟

نہیں... بھئی ایسی بات نہیں... آپ بہت اچھے ہیں
وہ اس کے بغل گیر ہو گیا تو ضیغم اس کی کمر تھپکنے لگا۔

میں تو کہتا ہوں آپ بھی اب عروج بھا بھی سے شادی کر لیں کب تک انہیں انتظار کرائیں گے بوڑھے ہونے
لگے ہیں اب آپ۔

www.urdu novelsmania.com

وہ شرارت سے اسے اس کی منگیتر کا نام لے کر کہنے لگا تو وہ مسکرا پڑا

میری شادی کی فکر مت کرو..

وہ اس کے سر پہ پیار دیتا کہنے لگا۔

زید ایک بار پھر اس کے گلے ملا اور خوش ہوتا ہوا چل دیا جبکہ ضیغم ریٹنگ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور کچھ سوچتے ہوئے لان میں دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے وکیل کو کال ملانے لگا۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 6



وہ ایک بازو صوفی کی پشت پہ ٹکائے نظروں کے سامنے موجود لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اپنے ہونٹ چھو رہا تھا۔

رقص ختم ہونے کے باوجود بھی وہ وہیں بیٹھا تھا۔

مسٹر ضیغم میرے ساتھ آئیے پلیز....

وہ کھڑا ہوا اور اپنے کوٹ کو پکڑ کے اسے بند کرنے لگا اور پھر میخمر کے پیچھے چل دیا۔

...

عنا.... تم سے پھر کوئی ملنے آیا ہے۔

یہ تو اب روز روز کی کہانی بن گئی ہے۔

وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔



کیا کرتی ہو بوا تنے بلاوے آتے ہیں۔

تالیہ طنزیہ انداز میں کہنے لگی۔

وہ اسے گھورتی ہوئی باہر چل دی۔

منع کرنے کے باوجود وہ پھر سے آگیا تھا۔

وہ غصہ میں کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کیا۔

کوئی شخص اس کی طرف پشت کر کے کھڑا تھا۔ اور دروازے کی آواز پہ پلٹا۔

وہ زید تو نہیں تھا۔

عنایہ نے اسے پیروں سے سر تک دیکھا۔

وہ لمبے قد کا حامل شخص تھا۔ چوڑا سینہ اور رعب دار شخصیت جو کہ وہ اس کے چہرے سے ہی جان پار ہی تھی۔

عنایہ نے اپنے پیشہ کے مطابق چہرے پہ جھوٹی مسکان سجائی۔

www.urdu novelsmania.com

ہیلو....

ضیغم نے اپنے سامنے کھڑی چست لباس پہنے لڑکی کو سر تا پیر حقارت سے دیکھا۔

اس کا دل کیا تھا وہ اس کی گردن کو اپنے ہاتھ میں لے کر توڑ ڈالے۔

عنایہ نے اس کی حقارت بھری نظر کو خود پہ بخوبی محسوس کیا۔
وہ دوسروں کی طرح اسے غلیظ نظروں سے نہیں دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں اس کے لئے نفرت تھی۔

وہ پلٹا اور صوفے پہ کس شاہانہ انداز سے جا بیٹھا اور اسے بھی سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

عنایہ کے چہرے سے وہ جھوٹی مسکان بھی اب کہیں غائب ہو چکی تھی۔

اگر وہ اسے حقیر سمجھتا تھا تو عنایہ کو بھی وہ ایک آنکھ نہ بھایا۔

مجھے تمہید باندھنے کی عادت نہیں نا ہی میرے پاس فالٹو وقت ہے اس لئے مدعا پہ آؤں گا۔

اس کے بیٹھتے ہی وہ شروع ہوا۔

اس کی آواز مضبوط اور انداز میں مغروریت جھلکتی تھی۔

عنائیہ کی پیشانی پہ بل پڑ گئے۔ اس کی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا خدشہ ظاہر کر رہی تھی۔

میرا بھائی زید.... تم سے شادی کرنا چاہتا ہے... اور میں ایسا نہیں چاہتا...

اوہ... تو وہ زید کا بھائی تھا۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔

اسے زید میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ اس کا ہمدرد تھا اور وہ اس کی شکر گزار تھی اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

لیکن یہ بات وہ اسے بتانے والی نہیں تھی جو اسے خود سے حقیر جانے۔

تو....

www.urdu novels mania.com

عنائیہ بھردو بدو بولی۔

اس کے انداز پہ ضیغم اپنی مٹھیاں بھینچ گیا لیکن پھر اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑنے لگا۔

زندگی کے نشیب و فراز نے اسے بات کچھ سکھایا تھا اور وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے ٹیڑھے راستے اختیار کرنا بھی جانتا تھا۔

تو... یہاں صرف وہی ہوتا ہے جو میں چاہتا ہوں... بہتر ہے کہ تم میرے بھائی سے دور ہو جاؤ۔ آنکھوں میں شرارے لئے وہ سامنے بیٹھی اس بے جیا لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کی خود کی تو کوئی عزت نا تھی۔

نجانے اس کے بھائی کی طرح کتنوں کو بے وقوف بنا چکی تھی۔

اگر وہ اپنی عزت داؤ پہ لگا کر یہ کام کر سکتی تھی تو مقابل کو بھی بھیل سکتی تھی۔

کیا ہے کہ آپ کا بھائی مجھے بہت چاہتا ہے اور میں بھی اسے قسم قیمت نہیں چھوڑوں گی۔

وہ ایک ایک لفظ چاچا کر ادا کرتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

سٹ... ڈاؤن...

اس کی دھاڑ پورے کمرے میں گونجی تھی۔

اور ایک لمحے کے لئے وہ لرزاٹھی تھی۔ آنکھوں میں خوف لئے اسے دیکھنے لگی۔

میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی سو سٹ ڈاؤن...

وہ اسی مغرور انداز میں کہنے لگا۔

عناویہ کا دل اب تیزی سے دھڑکنے لگا تھا وہ کسی کو اپنا دشمن بنانے کی پوزیشن میں نہیں تھی سو بیٹھ گئی۔

میں اچھے سے جانتا ہوں تم جیسی لڑکیوں کی قیمت...

وہ اسے پھر سے انہی نگاہوں سے دیکھنے لگا تو وہ اپنا چہرہ موڑ گئی۔

چھ کنال پہ محیط بنگلہ... تین امپورٹڈ گاڑیاں.... تمہاری کینسر سے مرقی ہوئی ماں کا مکمل علاج....

اس کی باتوں اور معلومات پہ عناویہ کا سانس رکنے لگا اور آنکھیں پھیلنے لگیں۔

وہیں مقابل پہ چہرے پہ ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلنے لگی۔

اس کے علاوہ.... دو کروڑ کیش قیمتی زیورات اور بھی جو تم چاہو....

یہ کہتے ہوئے ٹیبل پہ پڑی فائل وہ اس کی طرف بڑھانے لگا جس پہ پہلے اس کی نظر بھی ناگئی تھی۔
ہر چیز ہر چیز تمہاری ہوگی مگر بدلے میں میرے بھائی کو چھوڑنا ہوگا۔

اس کی آفر نے عنایہ کو سوچنے پہ مجبور کر دیا اس سب سے وہ اپنی زندگی سنوار سکتی تھی۔
مقابل اپنی فتح پہ سہولت سے ٹیک لگا تا بیٹھ گیا۔

www.urdu novels mania.com

جانتا تھا کہ وہ جیت چکا ہے۔

وہ اب سامنے پڑی فائل کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی لیکن اس سے پہلے مقابل نے فائل پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اٹھانے سے روک دیا۔

لیکن میری ایک شرط ہے....

عنائیہ کو اب کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہوگی۔

کنٹریکٹ میرج افکورس....



وہ اسے جتنا ہی نظروں سے کہنے لگا۔ انداز وہی شاہانہ۔

عنائیہ تو ابھی تک اپنی حواس سنبھال نہیں پائی تھی۔

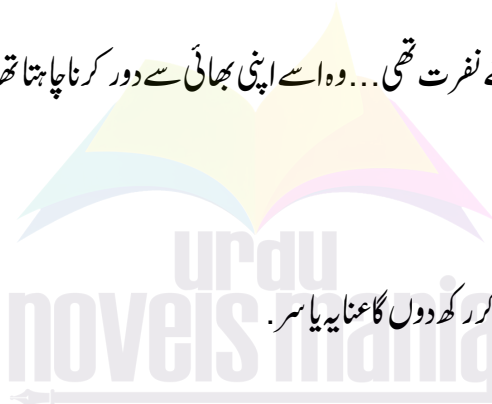
یہ... یہ سب تو مجھے زید سے بھی مل سکتا ہے...

اسے محبت جیسی چیزوں پہ یقین نہیں تھا لیکن وہ جاننا چاہتی تھی کہ مقابل اپنی بات منوانے کے لئے کہا تک جاسکتا ہے۔

وہ یک دم کھڑا ہوا اور اس کی طرف بڑھا۔

دونوں ہاتھ اس کے گرد صوفیہ ٹکا دیئے اور اس پہ جھک گیا۔
عنایہ نے اپنا وجود اس کی قید میں پایا تو حلق تر کرنے لگی۔

اس کی نظروں میں اس کے لئے نفرت تھی... وہ اسے اپنی بھائی سے دور کرنا چاہتا تھا اور خود شادی.... آخر یہ
سب کیا تھا۔



www.urdu novelsmania.com

تو میں تمہیں چٹکی بجاتے مسل کر رکھ دوں گا عنایہ یا سر۔
اس کی سانس پھر سے رکی تھی وہ شخص اس کا پورا نام جانتا تھا جبکہ یہاں سب اسے عننا کے نام سے جانتے تھے۔

اور تمہاری کمزور ماں... بمم سوچنے دو....
ان کے ساتھ تو جانوروں سے بدتر....

زبان سنبھال کر....

وہ جیسے ہی غصے میں بولی اس نے اس کے جبرہ دبوچ لیا۔

تمہارے پاس دو راستے ہیں....

میری آفر قبول کرو اور کنٹریکٹ میرج بھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں سب دے کر دھوکے کے لئے آزاد کر دوں گا۔

اور دوسرا راستہ تم جاننا نہیں چاہو گی....

وہ لہو ہوتی آنکھیں پھاڑے اسے کہنے لگا۔

www.urdu novels mania.com

کل رات تک کا وقت ہے تمہارے پاس اس فائل کو غور سے پڑھو....

اس نے اپنی پکڑ مزید سخت کی تو وہ تلملا اٹھی۔ لگا جیسے ابھی جبرہ ٹوٹ جائے گا۔

اور میرے بھائی سے فاصلہ اختیار کرو۔

اس نے جھٹکے سے عنایہ کو چھوڑا اور سہولت سے دروازے کی طرف چل دیا۔

وہیں عنایہ نے تیزی سے سانس لیا اور پھر اپنے ہاتھ منہ پہ رکھ لئے جس میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔

دروازہ زور سے بند ہوا اور وہ ایک دم اچھل پڑی پھر آنکھیں بند کر کے اپنی تیز دھڑکن درست کرنے لگی۔

وہ سارا دن اپنی ماں کو دیکھتی کچھ سوچتی رہی۔

اس کے ہاتھ میں وہ فائل موجود تھی وہ کئی بار اسے پڑھنے کی کوشش کر چکی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

لیکن اس میں موجود تناویضات انگلش میں تھے اور وہ صرف میٹرک پاس۔

ان لفظوں کو سمجھنا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔

وہ اسے بتا سکتی تھی کہ اسے اس کے بھائی میں کوئی دلچسپی نہیں پھر ایسا کیوں ناکیا۔

شاید اس کی آفر تھی ہی ایسی کہ لاشعوری طور پہ بھی وہ نابتا پائی۔

مادی چیزوں کے ساتھ ساتھ ایک بہت اہم چیز جو سے اس معاہدے سے حاصل ہو سکتی تھی تو عزت اور عہدہ تھا۔

اس کی بیوی ہونے کا عہدہ....

لاچ اس کے دل میں گھر کرنے لگی۔

اس نے ایک دم سر جھٹکا.... وہ شادی نہیں بربادی ہوتی اس نے اس فائل کو گھورا اور پھر سائیڈ پر رکھ کر اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔

اپنی کمزور ماں کو دیکھا تو جیسے سارے خدشے دور ہو گئے۔ اسے اتنا بہترین موقع کبھی ناملتا۔

ساری زندگی تو وہ یہ رقص کرنے سے رہی تھی اور اس کی امی کی طبیعت بھی جگوتی جا رہی تھی۔

اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو وہ کہاں جاتی۔
اگر میں یہ معاہدہ کر لوں تو کوئی ہمیں لاوارث نہیں کہے گا۔

سب ہماری عزت کریں گے...
وہ اب خود سے مخاطب تھی۔

اس نے اپنی ماں کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا اور ان کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔

کینسر کے باعث ان کے سر پہ کوئی بال نارہا تھا۔
وہ کتنے سکون سے سو رہی تھی۔ ان کے رخسار پہ بوسہ لیا اور کچھ فیصلہ کر کے اٹھ گئی۔

www.urdu novelsmania.com

وہ شریف اور باحیا نہیں تھی کیونکہ اس نے ویسا راستہ اختیار نہیں کیا تھا۔

کوئی بھی اسے باحیا نہیں کہہ سکتا تھا۔
لیکن یہی لوگ اس کی جیا کو قائم رکھنے کے لئے مدد کو نہیں بلکہ اسے نوچ لینے کے لئے بڑھتے تھے۔

تو وہ بھی کیوں ان ک نظروں کے لئے بھوکا مری۔
وہ کام جیسا بھی تھا اسے چار دیواری کا تحفظ فراہم کرتا تھا۔

کسی سے شادی اس کے لئے حل نہیں تھا۔ وہ ایک بوا تھا۔

لیکن کنٹریکٹ میرج یہ ایک الگ کہانی تھی اسے وہ سب ملتا جس کی اسے ضرورت اور خواہش تھی۔

ضیغم کے کہنے پہ وہ کسی کام سے کراچی گیا تھا اور پھر ایک دن بعد واپس لوٹا تھا۔

اس ایک دن میں اس نے عنا کو کوئی لاکھوں بار یاد کیا تھا۔

اور اب تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

آخر یہ خوشخبری عنا کو تھی سانی تھی۔

رات کے آٹھ بجتے ہی وہ اوبسیڈین پہنچ گیا تھا۔

سٹیج سے پردے جیسے ہی ہٹے وہ روز کی طرح اپنے رقص کا جادو بکھیرنے کے لئے وہاں موجود تھی۔

میوزک اور اس کا رقص شروع ہو چکا تھا۔

میوزک کی تال پہ رقص کرتی عنایہ پہ اس کے مداح پانی کی طرح پیسہ بہا رہے تھے۔

وہیں ہمیشہ کی طرح زید اس پہ سب سے زیادہ پیسا لٹا رہا تھا اس سوچ کے ساتھ کہ شاید وہ کل ایسا نا کرے۔

میوزک ختم ہوتے ہی اس نے ایک آخری پوز کے ساتھ اپنے رقص کا اختتام کیا۔

www.urdu novels mania.com

تم یہ سب چھوڑ کیوں نہیں دیتی..

وہ جیسے ہی میک اپ روم کی طرف جا رہی تھی روز کی طرح وہ اس کے پیچھے آیا

زید میں نے تمہیں آنے سے منع کیا تھا

میں تمہیں چاہتا ہوں عنایت تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔

اب کی بار وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی
کیا مقام ہے تمہارا... تم اپنے بھائی کے پیسے مجھ پہ نچھاور کرنے والے..... تمہارے پاس اپنا کیا ہے۔

وہ استہزائیہ انداز میں کہنے لگی۔

ضیغم دروازے کے پیچھے کھڑا ان کی ہر بات سن رہا تھا
اس کے جہرے پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ وہاں سے ہٹ گیا

زید کو تو اپنی سماعت پہ یقین نہیں آ رہا تھا یہ اس کی عنایہ تھی نا.... یا پھر شاید وہ ہی اسے اپنی سمجھنے لگا تھا

میرے گھر میں سب راضی ہیں ہماری شادی کے لئے.... اس نے اس کی بات نظر انداز کر کے کہا۔

عنایہ کچھ قدم اٹھاتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

مجھے بتاؤ زید کیا وہ جانتے ہیں کی میں کلب میں ناچتی ہوں.... کیا وہ جانتے ہیں میں لوگوں کی ساتھ ان کے پیٹے کا
دل بھی بھلاتی ہوں....

اس کی باتوں پہ وہ نظریں چرا گیا۔
جب مجھے فرق نہیں پڑتا تو کسی کو اس سے کیا....

ابھی نہیں پڑتا بعد میں ضرور پڑے گا۔

عنا اپنی ضد چھوڑ دو....
نہیں تم ضد چھوڑ دو اور جاو یہاں سے تم تو میرا اصل نام تک نہیں جانتے اپنی اس وقتی دلچسپی کو محبت سمجھ بیٹھے
ہو....
اور ویسے بھی جب تم سے کہیں گنا امیر لوگ مجھ سے محبت کی دعویٰ داریں تو میں تم پر وقت ضائع کیوں
کروں....

www.urdu novels mania.com

اسے اس شخص کے ساتھ ایسا کرتے ہوئے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن ان دونوں کے لئے یہی بہتر تھا۔
اب کی بارزید کو بھی غصہ آنے لگا۔ تو یہ سب پیسوں کے لئے.....

ہاں اب جاویہاں سے....

اس نے بنا کسی تاسف کے کہا لیکن مقابل کے دل پہ کتنی گہری چوٹ دی تھی یہ وہی جانتا تھا

تم پچھتاو گی اپنے فیصلہ پر.... وہ دلبر داشتہ سا کہتا وہاں سے چل دیا۔

زید جا کر بری طرح سے اپنا ہاتھ گاڑی پہ مارنے لگا۔

عنا کا دل رو رہا تھا اسے دکھ دے کر لیکن وہ خود کو یہی سمجھا رہی تھی کہ وہ درست کر رہی ہے۔

میرے خیال سے تم فیصلہ کر چکی ہو....
www.urdu novelsmania.com
جہاں کچھ دیر پہلے زید کھڑا تھا وہیں اب ضیغم موجود تھا۔

اپنا سامان لے آؤ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں چلتی میک اپ روم چلی گئی۔

اور کپڑے بدل کر چہرہ میک اپ سے پاک کرنے لگی۔

تم کہاں جا رہی ہو ابھی تو بس بارہ بجے ہیں....
تالیہ نے اسے تیاری کرتے دیکھا تو پوچھنے لگا۔

جہنم میں جا رہی ہوں.... چلو گی میرے ساتھ....

وہ پلکیں پٹپٹاتی مصنوعی مسکراہٹ سجائے کہنے لگی۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ.... ایسا کیا کیا ہے اس لڑکے کے ساتھ جو تمہارے آگے پیچھے گھومتا ہے کچھ مجھے بھی
بتاؤ....

وہ اس سے رازدارانہ انداز میں پوچھنے لگی۔

جبکہ عنایہ کا ابھی بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ غائب ہو جائے۔

وہ غصہ سے وہاں سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

تالیہ کی اگلی بات سن کر اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا جبکہ وہاں موجود سب اس پر ہنسے لگیں۔

وہ سب ہنسے میں مصروف تھیں جب وہ پلٹی اور قریب کھڑی تالیہ کے منہ پر ایک زوردار مکہ رسید کیا۔

وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر ایک دم چیختی اس سے دور ہوئی۔

خون اس کے ناک سے بہتا ہاتھ سرخ کرنے لگا تھا جبکہ باقی سب لڑکیاں پریشانی سے وہاں کھڑی تھیں۔

ان کا شور سن کر دروازہ کھولتی میڈیم اندر داخل ہوئی اور عنایہ پھرتی سے وہاں سے چلتی بنی۔

تالیہ کو اس کی جگہ پہنچا کر وہ اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

بیگ اپنے کندھے میں لٹکائے وہ پچھلے دروازے سے پار کنگ میں آئی۔

ضیغم گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تو وہ بھی اس

کے ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھی

وہ بار بار اپنے فیصلہ پہ نظر ثانی کر رہی تھی کہیں وہ کوئی غلط قدم تو نہیں اٹھا رہی۔

یہی سوچ سوچ کر اس کی حالت خراب ہونے لگی سارا سفر بھی انہوں نے خاموشی میں طہ کیا تھا

ضیغم نے گاڑی ایک عالی شان بلڈنگ کے سامنے لا کر روک دی اور پھر خود گاڑی سے نکل گیا۔

وہ کرواہٹ خود میں اتارتی اس کی تقلید میں اتر گئی

بلڈنگ کم از کم بارہ منزلہ تھی وہ گردن اکڑا کر اسے دیکھنے لگی جب وہ اس کے اندر داخل ہونے لگا عنایہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چل دی۔

اس نے پوچھا بھی نا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں نا اس نے بتایا تھا اور اب اسے اپنی اس بے وقوفی پہ غصہ آ رہا تھا۔

یہ کونسی جگہ ہے اور ہم یہاں کیوں آئے ہیں....

وہ اس کے قدم کے ساتھ قدم ملانے لگی۔

آفس ہے.... دوسروں کی طرح تمہیں کسی ہوٹل روم میں نہیں لی جا رہا....
 اس کے لہجہ اور نگاہیں دونوں زہریلی تھیں.
 اور اس سے بھی زیادہ زہریلی اس کی بات تھی.

اس کے تو سر پہ لگی تلواروں کی بجھی
 لگتا ہے تمہیں ان کاموں کا کافی تجربہ ہے.....
 وہ سرد انداز اپناتی کہنے لگی.

ضیغم کے قدم وہیں رک گئے اور اس لڑکی کو قاتلانہ نگاہوں سے دیکھنے لگا.

اسے کلائی سے پکڑ کر لفٹ میں کھینچا

وہاں پہلے سے کوئی آدمی کھڑا تھا.

اتر....

اس نگاہیں عنایہ پہ مرکوز رکھے اس شخص سے مخاطب تھا۔

جی.... سر.... مجھے کچھ کہا....

میں نے کہا اتر و لفٹ سے...

اس کی دھاڑ پہ وہ شخص اپنی فائل سنبھالتا لفٹ سے اتر گیا۔

ضیغم نے جلدی سے اوپری منزل کا بٹن دبایا۔

عنایہ کی خالسی ابھی بھی اس کی گرفت میں تھی اور اس کی پکڑ سے اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

www.urdu novels mania.com

چھوڑو میرا بازو....

جیسے ہی لفٹ کے دروازے بند ہوئے اس کی کلائی کی جگہ اب گردن ضیغم کے ہاتھ میں تھی۔

عنا کا سر بری طرح سے لفٹ سے ٹکرایا اور Ops; دبی سی چیخ ہی اس کے لبوں سے نکل پائی۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 7

عنا.....

عنا نے اس آواز پہ تب سے پہلی بار سر اٹھا کر دیکھا تو ایک کرسی کے فاصلہ پہ کوئی اور نہیں بلکہ زیدی صاحب بیٹھے تھے۔

جو کہ جب بھی کلب آتے تھے اس سے پر ایویٹ روم میں ملنے کی ضد کرتے تھے۔

ضیغم تم اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو.....

وہ عنا نے کی طرف اپنی موٹی انگلی سے اشارہ کر کے ایسے کہنے لگا جیسے وہ کوئی ہوائی مخلوق ہو۔

اس کے لہجہ پہ عنا نے صرف آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

کیا... آپ کو کوئی مسئلہ ہے....

کنٹریکٹ پڑھتے ضیغم نے تیور دکھاتے ہوئے پوچھا۔

ہاں... نہیں... میرا مطلب... ضیغم یہ اچھی لڑکی نہیں۔

وہ اسے ایک ہمز کی طرح بتانے لگے۔

اور آپ کو کیسے پتا میں ایک ایک اچھی لڑکی نہیں اٹکل....

تب سے خاموش بیٹھی عنایہ نے معصومیت سے سوال کیا۔

تو وہ اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے اس کے سر پہ سینگ ہوں۔

ضیغم بھی اب ابرو اچکا کر اپنے وکیل کو دیکھنے لگا۔

تو وہ بوکھلا اٹھا۔

ضیغم....

زیدی صاحب اپنی دھنسی ہوئی آنکھوں سے ضیغم کو دیکھنے لگے۔

میرے خیال سے آپ جانیں میں خود ہی سائن کروالوں گا۔

میری بات مانو اس لڑکی کے جال میں مت آؤ.....

زیدی صاحب میری اتنی فکر کرنے کے لئے شکریہ پر میں اپنے فیصلہ خود کر سکتا ہوں

وہ اسے باہر کا راستہ دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں... کنٹریکٹ کی بات کرتے ہیں

ضیغم نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کنٹریکٹ اسے سمجھانے کے لئے کہنے لگا۔

اس کنٹریکٹ کے مطابق اس سب کے بارے میں تم دونوں اور میرے علاوہ کسی کو نہیں بتایا جائے گا۔

مس عنایہ یاسر.... نکاح ہوتے ہی اس کنٹریکٹ پہ آپ دونوں دستخط کریں گے جس کے مطابق زید عباس سے دور رہنے کی مد میں آپ کو مالی مدد دی جائے گی۔

اب وہ ایک پروفیشنل وکیل کی طرح بات کر رہا تھا

جبکہ عنایہ اور ضیغم دونوں کی نظریں ایک دوسرے پہ مرکوز تھیں۔

سات کنال پہ مشتمل دو بنگلے... دو کروڑ جو کہ آپ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کئے جائیں گے اس کے علاوہ امپورٹڈ گاڑیاں....

یہ سب آپ کو دیا جائے گا۔ لیکن شادی کے پانچ سال بعد۔

کیا... پانچ سال بعد کیوں۔

وہ یہ شق سن کر سیدھی ہو بیٹھی۔

اتنے عرصے میں وہ اپنا گزارہ کیسے کرے گی۔

سکون سے بیٹھو اور اسے اپنی بات مکمل کرنے دو۔

اس کا دل تو تھا ٹیبل پہ جو کچھ تھا اس کے سر پہ دے مارے پر خاموش ہو گئی۔

زیدی کو اشارہ کیا تو وہ اپنی بات مکمل کرنے لگا۔

پانچ سال بعد اس لئے کیونکہ آپ دونوں کی شادی کا عرصہ پانچ سال پہ محیط ہو گا۔

اس کے بعد طلاق کے ساتھ یہ سب آپ کو خود ہی منتقل ہو جائے گا۔

طلاق کے بعد آپ دونوں جو بھی کریں کوئی کسی کا پابند نہیں ہو گا۔

ان پانچ سال کے دوران ضنیغم عباس عنایہ یاسر کا مکمل مالی تعاون کریں گے۔
 مطلب تمام اخراجات برداشت کریں گے آپ کی ماں کا علاج کرایا جائے گا۔
 اور چونکہ ضنیغم صاحب کا ایک مقام ہے اس لئے آپ اس عرصے میں کسی سے ناجائز رشتہ نہیں رکھ سکتی۔
 آخری بات اس نے عنایہ کو گھورتے ہوئے کہی۔
 اس کے بعد ضنیغم اسے باقی کی شرائط بتانے لگا۔
 یہ شادی سب کو اصل لگنی چاہیے...
 اگر پانچ سال سے پہلے تم نے کسی سے کوئی رشتہ بنایا تو یہ کنٹریکٹ ٹوٹ جائے گا۔
 اگر طلاق کا فیصلہ کیا تو بھی کنٹریکٹ ختم ہو جائے گا۔
 اور اگر میرے بھائی کو مائل کیا تو بھی جس صورت میں تمہیں ایک پھوٹی کوڑی نہیں ملے گی۔
 بلکہ تم اور تمہاری ماں پہ کئے گئے تمام اخراجات تمہیں مجھے واپس کرنے ہوں گے۔
 اپنی بات مکمل کر کے وہ اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔
 اور عنایہ ایک نئی سوچ میں گرفتار ہو گئی۔
 اسے اس شخص کو صرف پانچ سال جھیلنا ہو گا۔
 مطلب وہ طلاق کے وقت چھبیس سال کی ہوگی اور مالی طور پر مستحکم بھی۔
 یہ بات اس کے لئے خوشی کا باعث تھی۔
 ناجائز رشتہ ناس کا پہلے کسی سے تھانا اسے کوئی ایسا رشتہ بنانا تھا۔

اور زید میں تو اسے پہلے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اسے ان شرائط سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

وہ اپنے دانت پینے لگا تو عنایہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف جھکی۔

آخر یہ شادی سب کو اصل لگنی چاہیے نا۔

وہ آنکھوں میں معصومیت سجائے کہنے لگی۔

زیدی بھی ضیغم کو دیکھنے لگا تو دانت پیتے ضیغم نے اسے انگلی کے اشارے سے یہ شق بھی لکھنے کو کہھا لیکن پھر بھی ایک مسئلہ اسے مل ہی گیا۔

اگر میں ان پانچ سالوں میں کسی سے کوئی رشتہ نہیں رکھوں گی تو یہ بھی نہیں رکھے گا۔
وہ ضیغم کی طرف اشارہ کرتی کہنے لگی۔

اسے زچ کرنے پہ اپنے کامیابی پہ وہ خوب خوش ہوئی۔

جہاں وہ ان پانچ سالوں کو آسان سمجھ رہی تھی وہیں وہ ان پانچ سالوں کو اس لئے ایسا بنا دینے کا ارادہ رکھتا تھا کہ اسے اپنے وجود پہ بھی افسوس ہوتا۔

تو ٹھیک ہے کل نکاح کے ساتھ تم دونوں اسے معاہدے پہ بھی دستخط کرو گے۔

زیدی صاحب اپنا گلا صاف کرتے ہوئے کہنے لگے اور وہاں سے چلے گئے۔

گھڑی کی طرف دیکھا تو وہ رات کا ایک بجار ہی تھی۔

تم جا سکتی ہو... میرا ڈرائیور تمہیں چھوڑ دے گا۔

وہ اس کے نظریں جماتے کہنے لگا تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔
 ٹھیک ہے کل ملیں گے... وہ اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتی چلی گئی۔
 جب گھر پہنچی تو ایتھہ حسب معمول سو رہی تھی۔
 وہ بھی اپنی چارپائی پہ لیٹ گئی لیکن نیند آج اس سے کوسوں دور تھی۔

سورج طلوع ہونے لگا تو وہ ناشتہ بنانے لگی۔
 اتنی دیر ایتھہ بھی جاگ چکی تھیں۔
 وہ ان کے پاس بیٹھ کر ناشتہ کرانے لگی۔

مشکل سے ہی انہوں نے کچھ نوالے کھائے ہوں گے برتن واپس رکھ کر وہ ان کا ہاتھ تھام کر بیٹھ گئی۔

www.urdu novels mania.com

امی... آپ کو مجھ پہ یقین تو ہے نا۔
 اس کے انداز پہ ایتھہ بیگم عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

خود سے زیادہ.... انہوں نے محدود جواب دیا۔

امی....

وہ... میں ناشادی کر رہی ہوں....

وہ جلدی سے بات مکمل کر کے انہیں دیکھنے لگی۔

اس کی سوچ کے برعکس ان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

مجھے خوشی ہے تم نے النے لئے بھی کچھ سوچا میری بچی۔

وہ کانپتا ہوا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر پیار دینے لگیں۔

www.urdu novelsmania.com

امی... ہم آج ہی شادی کر رہے ہیں۔

اب کی بار وہ مزید جھجکتے ہوئے بولی تو اس کی ماں کے تاثرات کچھ بدلے۔

اتنی جلدی کیوں....

بس امی میں اب مزید یہ کام نہیں کرنا چاہتی۔

اس نے بیشتر وجوہات میں سے ایک وجہ بتائی۔

تو کیوں کرتی ہو مت کرو.... ان کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا۔

امی گھر کا کرایہ.... بل اور خوراک اور دوائیاں....

وہ بہت مہنگی ہیں۔

وہ اپنے ناخن دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

پر اب سب ٹھیک ہو جائے گا اس نے مجھ سے آپ کا علاج کروانے کا وعدہ کیا ہے۔

اب کی بارانیتہ کا ماتھا ٹھٹکا۔

کہیں یہ سب تم میری وجہ سے تو نہیں کر رہی....

انہیں لگا کہ کہیں وہ کسی بوڑھے یا کسی سے دوسری شادی تو نہیں کرنے جا رہی۔

نہیں امی... میں یہ ہم دونوں کے لئے کر رہی ہوں۔

لیکن عنایہ....

پلیز امی مجھ پہ بھروسہ رکھیں۔

وہ ان پہ ہاتھ پہ پکڑ مضبوط کرتے ہوئے کہنے لگی تو وہ بھی خاموش ہو گئیں اور اس کے لئے دعا کرنے لگیں۔

شام کا وقت تھا جب وہ اپنے پرانے سے موبائل پہ جویریہ سے بات کر رہی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

اس کے شوہر کے گھر والوں نے جویریہ کو اپنانے سے انکار کر دیا تھا اور وہ اس وقت ایک کرایہ کے گھر میں رہ رہے تھے۔

اور اس کا شوہر کام کی تلاش میں تھا۔

لیکن اس سب کے باوجود وہ خوش لگ رہی تھی۔
 اس کا قصہ ویسے بھی عنایہ جیسا نہیں تھا بلکہ جویریہ کا باپ جو کہ ایک شرابی تھا پیسوں کی لالچ میں زبردستی اس سے
 یہ سب کرواتا تھا اور وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے یہ سب کرتی رہی۔ لیکن اب وہ اس سب سے تھک
 چکی تھی۔

اور اس کی نظر میں شادی وہ واحد حل تھا جس سے وہ فرار حاصل کر سکے۔

عنایہ نے تو اسے کئی بار اپنے گھر آنے کا کہا تھا لیکن وہ نہیں مانی۔

جویریہ تم خوش تو ہونا....

عنایہ میں بہت خوش ہوں.... مجھے معلوم تھا کہ ہمیں مشکلات آئیں گی لیکن میں مطمئن ہوں۔

یہ تو اچھی بات ہے۔

ایک دم دروازہ زور سے بجا تو وہ اچھل کر رہ گئی۔

سنو جویریہ میں بعد میں بات کروں گی۔

اللہ حافظ کہتے وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازے کے پار گرے پیمنٹ کوٹ میں ملبوس ضیغم اس جگہ کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو....

اس کے سوال کا جواب دینے کی جگہ اس نے دوسری گاڑی کی طرف اشارہ کیا تو اس میں سے زیدی کے علاوہ مولوی صاحب بھی اترنے لگے۔



کیا اب ہم یہیں کھڑے رہیں....

وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھتا کہنے لگا تو وہ اپنی حیرت سے باہر نکلی۔

دو اور لوگ جنہیں وہ نہیں جانتی تھی کچھ گفٹ لئے اندر داخل ہوئے۔

یہ سب کیا ہے اس نے ایک بار پھر پوچھا۔

یہ مولوی صاحب ہیں.... جو ہمارا نکاح پڑھوائیں گے....

وہ اس کی عقل پہ ماتم کرتا کہنے لگا تو اس کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

یہاں پہ.....

عنایہ کون ہے....

ان کی آواز سن کر انیتہ بیگم پوچھنے لگی تو ضیغم کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

رکو کہاں جا رہے ہو تم...

اسے اس شخص پہ غصہ آنے لگا جو کہ اس جگہ ایسے پھر رہا تھا جیسے وہ اس کی ملکیت ہو۔

کمرے کے دروازے میں لٹکتا پردہ اٹھاتا وہ اندر داخل ہوا۔

وہاں ایک کمزور عورت چارپائی پہ بیٹھی تھی چہرہ جھریوں سے پھرا تھا اور سر پہ کوئی بال نہ تھا۔

وہ یقیناً اس کی عنایہ کی والدہ تھیں۔ ان کا حال دیکھ کر اسے تب سے پہلی بار ان دونوں پہ ترس آیا تھا۔

وہ جو اس کی ماں پہ اپنا احسان جتانے کی نیت سے آیا تھا اب اس ارادے کو ترک کر گیا اور چہرے پہ ایک نرم مسکراہٹ سجائے ان سے سلام کرنے لگا۔

عنایہ اس کے پیچھے کھڑی اس کے سر کی پشت گھور رہی تھی اسے وہ شخص زہر سے بھی کڑوا لگتا تھا۔

میں ضیغم عباس ہوں.... آپ سے عنایہ کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔

وہ ان کے قریب آتا تہذیب سے کہنے لگا۔

دروازے میں کھڑی عنایہ جہاں حیرت کا مجسمہ بنے کھڑی تھی وہیں انیقہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

اسے وہ شخص ہر لحاظ سے اپنی بیٹی کے لئے بھایا تھا۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری بیٹی کو پسند کیا.... اور اس نیک کام کے لئے مجھ سے اجازت چاہی۔

میری بیٹی کی شادی اس سے ہو جو اسے پسند کرتا ہے اس سے زیادہ مجھے کیا چاہیے۔

وہ عنایہ کو محبت سے دیکھتی کہنے لگیں...

وہ لمحات خوبصورت اور سحر انگیز ہوتے اگر واقعی وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوتے لیکن انیتہ کی باتیں سن کر اس کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

لیکن اگلے لمحے ضیغم کے چہرے پہ پھیلی طنزیہ مسکراہٹ دیکھ کر اس نے اپنا آپ پھر سے مضبوط کیا۔

اگر آپ اجازت دیں تو میں نکاح خواں اور گواہان کو یہاں بلا لوں.... تاکہ آپ کو کوئی مسئلہ نا ہوں۔

اس نے تو تابعداری کی حد کر دی تھی۔

وہ تو محظ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

ج... جی... کیوں نہیں۔

اس کی والدہ اپنے آنسو صاف کرتے کہنے لگی۔

اگر وہ صحت مند ہوتی تو شاید یہ سب کبھی قبول نہیں کرتیں۔

لیکن ان کی بیٹی نے اپنے لئے مشکل راستہ چن لئے تھے اور وہ صبر کرنے والی عورت تھی۔

گواہوں اور نکاح خواں کے ساتھ اس کے لیے لائے گئے تحائف بھی کمرے میں لائے گئے۔

ضیغم کے حکم پر اس وقت وہ خاموشی سے اس کے لائے گئے کپڑے پہن کر تیار ہو آئی۔

ہلکے لیکن نفاست سے کام والے والے کپڑے پہن کر بھی وہ مسکرا پڑی۔

www.urdu novels mania.com

اسے ضیغم سے اس کی ماں کے سامنے ایسے رویہ کی توقع نہیں تھی۔

شاید وہ اتنا بھی برا نہیں تھا... شاید اس کی بھی نیت اچھی لیکن طریقہ عنایہ کی طرح غلط تھا۔

جو بھی تھا اس کی امی خوش تھی اور ابھی کے لئے یہی کافی تھا۔

پہلے ان دونوں نے زیدی کی نگرانی شادی کے معاہدے پہ دستخط کئے اور پھر نکاح نامہ پر۔

سب کے ہاتھ ان کی دائمی خوشیوں کے کئے بلند تھے لیکن ان کی قسمت میں کیا ہونا تھا اس کا فیصلہ تو صرف اس ہستی کا تھا جو سب پہ قادر ہے۔

یار تم نے اچانک یہ شادی کا فیصلہ کیوں کیا.... آٹئی بھی نہیں جانتی۔

اس کے دوست جنہیں وہ گاڑی کے پاس کھڑا روانہ کر رہا تھا آخر سوالات کرنے لگے۔

سب کچھ اچانک ہوا... مجھے وہ پسند آگئی اور اس کی والدہ کو تو تم دیکھ چکے کہ کتنی کمزور ہیں۔

www.urdu novels mania.com

عروج سے منگنی توڑنا اور امی کو راضی کر کے رشتہ کے لئے بھیجنا اس سب میں بہت وقت لگتا جس کی عنایہ کی والدہ کے پاس شاید مہلت نہیں۔

لیکن مجھے تو لگا تھا تم عروج کو چاہتے ہو....

اب سوال اس کے دوسرے دوست نے کیا۔

ضیغم نے ہمشکل اپنے تاثرات کو قابو کیا۔
اگر ایسا ہوتا تو میں عنایہ سے شادی نہیں کرتا۔
اب تم لوگ جاوکل ملیں گے۔

ٹھیک ہے ضیغم... اپنا خیال رکھنا۔
وہ دونوں اسے الوداع کرتے اپنی گاڑی میں بیٹھے اور چل دیے۔

زیدی بھی نکاح خواں کے ساتھ جاچکا تھا تو وہ اب وہاں اکیلا رہ گیا۔

novels mania
www.urdu novels mania.com

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 8

وہ جب واپس آیا تو عنایہ لباس تبدیل کر چکی تھی اسے دیکھتے ہی اس کی پیشانی پہ شکنیں آ گئیں۔

سامان سمیٹ لیا تم نے... جو بھی تمہیں یہاں سے لے کر جانا ہے....

چائے بناتی عنایہ ایک دم پلٹی۔
اس کے چہرے پہ الجھن واضح تھی۔

کیا مطلب... کہاں جانا ہے....

تمہیں میرے ساتھ جانا ہے میرے گھر....
وہ تمسخرانہ مسکراتے کہنے لگا۔

ہم میں ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی تھی....
www.urdu novelsmania.com

شادی کے بعد لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہتی ہے اب تمہیں یہ تو معلوم ہو گا ہی۔

وہ اس کی طرف بڑھتا اپنے ہاتھ اس کے دونوں طرف ٹکاتا کہنے لگا۔

خود کو اس کے حصار میں قید دیکھ کر اسے مزید غصہ آنے لگا۔

میں یہی رہوں گی اپنے گھر....

اسے خدشہ تھا کہ اگر وہ ساتھ گئی تو کہیں وہ اس کی زندگی اس پہ تنگ نہ کر دے۔

تمہاری ماں کو ہو سٹل ایڈمٹ کرنے لے جا رہا ہوں۔ ایسے میں تمہیں میں عیاشی کرنے کے لئے چھوڑ دوں گا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے.... مسز.... ضیغم... عباس....

وہ ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ادا کرنے لگا اور نگاہیں اس پہ نفرت کے تیر چلانے لگیں۔

وہ اس کی بازو دبوتھا اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔
اب جاؤ اور ایک اچھی بیوی کی طرح میری بات مانو۔

اس کا رخ کھولتی ہوئی چائے کی طرف کیا اور بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اس چائے کے قریب لے گیا۔

عنایہ خوف کے مارے اسے خود سے دور دھکیلنے لگی لیکن اپنی ماں کی وجہ سے چیخ بھی ناپائی اور اپنی زبان دانتوں تلے دبالی۔

ورنہ تمہارے اس خوبصورت چہرے کو یہی جلا دوں گا...
وہ اس کے کان کے قریب سرگوشی کرنے لگا۔

خوف کی وجہ سے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

ضیغم نے اس بالوں سے ہی دوبارہ کھینچ کر ایک طرف دھکا دیا اور پھر کچن سے باہر چلا گیا۔

عنایہ کچھ پل وہی کھڑی لرزتی رہی۔ اس کی آنکھیں اسی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔
www.urdu novelsmania.com

زبان زخمی ہو چکی تھی۔ چائے ابل ابل کے برتن سے باہر ہونے لگی تو اسے ہوش آیا۔

وہ چو لہا بند کرتی اپنے میں بھاگ گئی جہاں ایتھہ بیگم بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

...

انہیں دیکھ کر وہ اپنا سانس درست کرنے لگی اور پھر ان کے قدموں میں آ بیٹھی۔

امی.... ضیغم آج ہی رخصتی پا رہا ہے۔

وہ ان کی گود میں سر رکھ کر کہنے لگی۔

ہاں... اس نے مجھ سے اجازت طلب کی تھی اور میں نے دے دی۔

وہ اس کے بالوں میں محبت سے انگلیاں پھیرتی کہنے لگیں۔

اجازت والی بات یہ تو اس کا خون پی گیا لیکن پھر اس کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔

ویسے بھی بیٹیاں اپنے گھر ہی اچھی لگتی ہیں.... اس کا خیال رکھنا عنا... وہ جو کہے اس کی بات ماننا اب وہ تمہارا شوہر ہے۔

عنایہ ان کی گود سے سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگی۔

آپ بھی ساتھ چلیں گی۔ ہم آپ کو کمینسر ہو سپٹل داخل کروائیں گے اور پھر جب آپ ٹھیک ہو جائیں گی تو میرے ساتھ رہیں گی۔

وہ انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

نہیں عنایہ میں یہی ٹھیک ہوں... مجھ بوڑھی اور بیمار کو تم کب تک اپنی زندگی کا کاٹنا بناؤ گی۔

ان کی بات سے اس کا رنگ بدلا تھا۔

آپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہیں۔ آپ میری زندگی کا سہارا میرے جینے کی وجہ ہیں امی۔

وہ بہت کی روتی تھی اور اب اسے یوں روتے دیکھ انہیں دکھ ہونے لگا۔

مجھے معاف کر دو میری بچی... میں بس تمہارے شوہر پہ بوجھ نہیں بننا چاہتی... میں جانتی ہوں یہ علاج کتنا مہنگا ہے۔

آپ کسی پہ بوجھ نہیں سمجھی آپ... اور ضیغم کے پاس بہت دولت ہے تو یہ فکر تو آپ چھوڑ ہی دیں۔

وہ ان کے پاس سے اٹھتی ایک تھیلے میں ان کے اور دوسرے میں اپنے کپڑے ڈالنے لگی۔

عنا...۔

وہ کچھ کہنا کہنا چاہتی تھیں جب عنایہ بول اٹھی۔

بس امی آپ ضد نہیں کریں ورنہ میں بھی نہیں جاؤں گی۔

اپنی ضدی بیٹی کی دھمکی پہ وہ خاموشی اختیار کر گئیں۔

وہ انہیں سہارا دے کر گاڑی تک لائی ضیغم اس وقت فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

www.urdu novels mania.com

انہیں دیکھ کر بند کر دیا۔ دونوں کار میں بیٹھیں تو وہ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

کمینسر ہو سپٹل کے باہر گاڑی روکی اور تینوں اندر چلے گئے۔

انیقہ بیگم کی ماں کے علاج کا بندوبست وہ پہلے ہی کروا چکا تھا لہذا انہیں فوراً ایڈمٹ کر لیا گیا۔

عنایہ نے ان کا پرائیویٹ ہو سہٹل روم اور باقی انتظام بھی چیک کیا تو اسے کچھ تسلی ہوئی۔

لیکن وہ وہاں انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

ضیغم اسے چٹیا سے کھینچ کر باہر نکالنا چاہتا تھا لیکن ضبط کرتا رہا۔

آخر سٹاف اور انیتھ کی بارہا تسلی دینے کے بعد وہ اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوئی۔

باقی کاراستہ بھی انہوں نے اپنی اپنی سوچ میں غاموشی سے گزار دیا۔

رات کے نو بج رہے تھے جب وہ اپنی دلہن کو لے کر اپنے گھر پہنچا۔

ملازم اپنے کوارٹر میں جا چکے تھے۔

صرف ایک چوکیدار ہی گیٹ پہ معذور تھا۔

وہ عنایہ کو نظر انداز کرتا اندر داخل ہوا۔

وہیں عنایہ اپنے سامان والا شاپر سینے سے لگائے اس عالیشان بنگلے کو دیکھ رہی تھی۔

وہ کسی بھی صورت اس جگہ رہنے کے قابل نہیں دھستی تھی ایک دم احساس کمتری نے اسے آگیرا لیکن اپنے تاثرات پہ قابو رکھتی وہ اس کے ساتھ چلنے لگی۔

زید آج پھر اوسپیڈین جانے کے لئے تیار تھا۔

اسے لگتا تھا کہ اگر وہ عنایہ کو بار بار اپنی محبت کا یقین دلائے گا تو ضرور کامیاب ہوگا۔

تیزی سے سیڑھیاں اترتے زید کے قدم ایک دم رکے تھے کیونکہ اس کی محبت اس کے جان سے پیارے بھائی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہو رہی تھی۔

عنا... بھائی.... آپ عنا کو یہاں لے آئے۔

اس کے چہرے پہ خوشی ایک دم پھیلی اور وہ ان کے درمیان فاصلہ کم کرنے لگا۔

لیکن آپ عننا کو کیسے جانتے ہیں۔

ضنیغم جانتا تھا کہ اس کا بھائی جو اس کے لئے سب کچھ تھا وہ کیا پوچھ رہا ہے۔

لیکن اس نے اپنے تاثرات سے یہ بات واضح ہونے نہیں دی بلکہ مکمل انجان بننے لگا۔

تم عنایہ کو جانتے ہو....

اس کے سوال اور انداز سے تو عنایہ نے بھی ایک لمحے کے لئے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔

نجانے یہ شخص اب کیا کرنے والا ہے۔ وہ سوچنے لگی تو ضنیغم سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اس نے اپنا چہرہ ایک دم سیدھا کیا اور سر جھکا گئی۔

ان دونوں کی آواز سن کر سمینہ بیگم بھی وہاں آگئی تھی اور اپنے پیٹے کے ساتھ ایک انجان لڑکی کو دیکھ کر وہیں رک گئی۔

ج... جی بھائی...

زید اب اسے الجھی نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کا نام عنایہ ہے۔

امی... اچھا ہوا آپ بھی آگئیں....

وہ اب باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتا کہنے لگا۔

اس سے ملیں یہ عنایہ ہے... میری بیوی...

اس کے آخری الفاظ پر زید اور سمینہ بیگم دونوں کو دھجکا لگا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

زید کے تو سر پہ مانو بم پھوڑ دیا گیا ہو۔

بس کے قدم بے اختیار پیچھے کو اٹھے جبکہ ضیغم پر سکون دکھائی دیتا تھا۔

یا شاید وہ سب کو دھوکا دے رہا تھا۔

بیوی.... عننا... آپ کی بیوی۔

زید نے حیرت اور دردے ملے جلے تاثرات سے اس سے پوچھا۔

عنایہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کا رنگ سفید ہو چکا تھا۔

ب.... بھائی آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں...

اب اس کا رخ ضیغم کی طرف تھا اور باقاعدہ چیخنے لگا۔

وہیں سعینہ بیگم نے صوفے کی پشت تھام کر خود کو سہارا دیا۔

وہ اس وقت کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

زید میرے بھائی... میں جانتا ہوں یہ شادی میں نے اچانک کی لیکن اس میں اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔

اس نے تو تمام حدیں پار کر دی تھیں۔ عنایہ اب اس کا کھیل کچھ سمجھنے لگی تھی۔

ارے بھاڑ میں گئی آپ کی شادی.... یہ وہی لڑکی ہے جسے میں چاہتا ہوں جس سے میں نے شادی کی خواہش آپ سے ظاہر کی...

اور... اور آپ... آپ نے اپنے بھائی سے اتنا بڑا دھوکا کیا۔

وہ اب رونے لگا تھا۔

عنایہ کو اس کے لئے دکھ ہو رہا تھا۔ وہ خود کو کسی کے لئے تکلیف کی وجہ نہیں بنانا چاہتی تھی لیکن مجبور تھی۔

کچھ دیر تو ضیغم خاموش رہا پھر اس کی طرف بڑھنے لگا لیکن زید اس سے دور ہو گیا۔

کرب کے آثار ضیغم کے چہرے پر واضح تھے۔

زید یقین مانو میں نہیں جانتا تھا.... میں ایسا کیوں کروں گا... مجھے تو معلوم بھی نہیں تھا کہ تم اس کے بارے میں بات کر رہے ہو تو دھوکا کیسے دیتا....

اگر مجھے زرا بھی اندازہ ہوتا تو میں عنایہ کی خود تم سے شادی کرواتا...

اس کی معصومیت کی اداکاری پہ تو عنایہ کا دل کیا کہ تالیاں بجائے اور اسے بہترین اداکار ہونے کا ایوارڈ دے۔

زید نے ایک لمحے کے لئے اپنے بھائی کو دیکھا جس نے واقعی ہمیشہ اس کی ہر خواہش پوری کی تھی اور پھر اس کے پیچھے کھڑی اس لڑکی کو۔

وہ ضیغم کو ہٹاتا غصے پہ عنایہ کی طرف بڑھا۔

کیوں کیا تم نے ایسا... بولو... جاتی تھی کہ تم سے محبت کرتا ہوں شادی کرنا چاہتا ہوں... کیوں دھوکا دیا مجھے۔

اس کی آنکھوں میں غصہ اور نفرت دونوں موجود تھی عنایہ نے بوکھلا کر کچھ قدم پیچھے اٹھائے لیکن وہ پھر اس کی طرف بڑھ گیا۔

www.urdu novelsmania.com

ہاں... بتاؤ عنایہ کیوں دیا تم نے ہم دونوں کو دھوکا۔

زید کے پیچھے کھڑا ضیغم چہرے پہ تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے اس سے پوچھ رہا تھا۔
وہ اسے بری طرح پھنسا چکا تھا۔

م... میں نے کوئی دھوکا نہیں دیا۔

وہ ہمت کرتی اسے جواب دینے لگی۔

گھٹیا لڑکی... ہم دونوں کو اپنی اداؤں سے پھنسیا...

عنایہ کو اس قدر غصہ آیا کہ وہ اسے بتانے لگی کہ گھٹیا میں نہیں تمہارا بھائی ہے۔

شاید ضنیغم اس کی سوچ بھانپ گیا تبھی زید کے سامنے آگیا۔

زید کاش تم مجھے کچھ بتا دیتے تو آج یہ نہیں ہوتا۔ اور تم نے مجھے کہا تھا کہ وہ سکول میں ڈانس ٹیچر ہے جبکہ عنایہ تو نرسنگ کرتی ہے۔

ہماری ملاقات بھی ہو سہل میں ہوئی۔

اس نے ایک اور جھوٹ اپنی کہانی میں جوڑا۔

زرسنگ... ہو سپٹل....

ارے کیسی زرسنگ بھائی... جھوٹی ہے یہ دھوکا دیا آپ کو....

یہ تو ایک کلب میں ناچتی ہے... امیروں کا دل بہلاتی ہے... اس نے ہم دونوں کو دھوکا دیا۔

کیا.... کلب میں....

ضیغم کے تاثر ایسے سے جیسے اسے نجانے کتنا بڑا صدمہ لگا ہے۔

سمینہ بیگم نے بھی اپنے منہ پنہاں رکھ لیا۔

www.urdu novels mania.com

جبکہ عنایہ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اس نے اپنے آپ کو معصوم ظاہر کر کے سارا ملبہ عنایہ کے سر ڈال دیا تھا۔

اسے خود پہ اس کا شکنجہ تنگ ہوتا محسوس ہوا.... وہ ایک انتہائی شاطر انسان تھا۔

وہ خود کو ان دونوں سے دور کرنے لگی۔

اس کا دل کیا وہ بھاگ جائے وہاں سے۔ آنسو اپنے حلق میں اتارنے لگی۔

یہ کیا کہ رہے ہو زید.....

جی بھائی... اوسیدین میں ڈانس کرتی ہے یہ.....

میں تمہاری یہیں جان لے لوں گا.....

زید اس کی طرف خطرناک ارادے سے بڑھا تو سمینہ بیگم ایک دم ہوش میں آئی اور اسے رکنے کے لئے کہتی چلانے لگیں۔

زید نے اسے تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو عنایہ نے اپنی آنکھیں بھیچ لیں۔

جب کچھ ناہوا تو اس نے آنکھیں داکیں۔

زید کا بازو ضیغم کی پکڑ میں تھا۔

میں جانتا ہوں اس نے ہم دونوں کو دھوکا دیا ہے۔

لیکن اب وہ میری بیوی ہے اور تم اس پہ ہاتھ اٹھانے کا حق نہیں رکھتے۔

وہ اسے تحمل سے لیکن مضبوط لہجہ میں کہنے لگا۔

عنائیہ کا دماغ ضیغم کے جھوٹ سے ابھی تک منجمد تھا۔

اس کے لب تک ہلنے سے انکار کر رہے تھے۔

بھائی آپ... آپ اس کا ساتھ دے رہے ہیں...

وہ حقارت سے اسے دیکھتا اپنے بھائی کو کہنے لگا۔

نہیں زید میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو بھی کروں گا وہ میں کروں گا تم نہیں....

زید اسے بے یقینی سے دیکھنے لگا اور اپنا بازو اس سے آزاد کروایا...

جو مرضی کریں لیکن میں یہاں نہیں رکوں گا۔

وہ اپنی بات کہتا وہاں سے چل دیا تو ضیغم اسے رکنے کو کہنے لگا۔

زید کے نارکنے پہ وہ بھی اس کے پیچھے چل دیا تو عنایہ وہاں سمینہ بیگم کے ساتھ اکیلی رہ گئی۔

ان دونوں کے چہرے پہ کرب کے اثرات واضح تھے۔

لیکن عنایہ اپنے حواس سنبھال گئی جبکہ سمینہ بیگم ابھی بھی بے یقینی سے وہیں کھڑی تھیں۔

زید رک جاؤ...

ضیغم نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

نہیں بھائی پیڑ مت روکیں...
وہ اپنا چہرہ چھپاتا کہنے لگا۔

اگر وہ یہاں رہے گی تو میں یہاں نہیں رک سکتا۔

زید تم جانتے ہو میں ایسے اسے نہیں نکال سکتا

جاری ہے



#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 9

کاش کاش کہ میں کبھی جنید کی بات نامانتا... ناہی اس جگہ جاتا اور ناہی کبھی اس سے ملاقات ہوتی۔

وہ خود پہ غصہ ہوتے کہنے لگا۔

ہاں... کاش کہ تم میری بات مان کر اپنے ان آوارہ دوستوں سے دور رہتے....

ضیغم کی بات پہ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا اور انہیں نوچنے لگا۔

میں یہ برداشت نہیں کر سکتا بھائی پلیر... میں اس لڑکی کے ساتھ ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتا۔

ضیغم اپنے بھائی کو غور سے دیکھنے لگا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ زید اتنی جلدی اس سے بد دل ہو گیا۔

ٹھیک ہے میں تمہیں فورس نہیں کروں گا۔ سچ مانو تو میں بھی اس وقت پریشان ہوں...

وہ گاڑی سے ٹیک لگاتا کہنے لگا زید کو اب اپنے بھائی کے لئے برا لگنے لگا۔

اس کو بھی تو عنانے اتنا بڑا دھوکا دیا تھا۔

خیر مجھے چھوڑو... میں خود کو سنبھال لوں گا۔

وہ چہرے پہ کرب کے تاثرات پھیلاتا کہنے لگا۔

تم ایسا کرو فارم ہاؤس یا پھر چاہو پینٹ ہاؤس چلے جاؤ۔

ضیغم اپنے عزیز جان بھائی کو کہنے لگا۔

وہ عنایہ سے جتنا دور رہتا اتنا ہی بہتر تھا۔

اور اس پہ نظر رکھنے کے لئے ضیغم کو اسے اپنے ساتھ گھر لانا پڑا تھا۔

زید خاموشی سے سر اثبات میں ہلانے لگا تو ضیغم اس کا کندھا تھپکتا واپس آ گیا۔

عنایہ نجانے کتنے لمحے وہیں کھڑی رہی سمیٹہ بیگم چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس کی طرف بڑھنے لگی۔

انہیں ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کا بیٹا ایک ناچنے والی کو ان کی بہو بنا لایا تھا۔

وہ تو یہی سمجھتی تھیں کہ ضیغم عروج کو چاہتا ہے۔

کرواہٹ ان کے حلق میں پھیلنے لگی۔ عمر کے اس حصے میں یہ کیسا روگ ملا تھا انہیں۔

عنایہ نے نظروں کا زاویہ بدلا تو ضیغم کی والدہ کو سامنے کھڑا پایا۔

ہلکے رنگ کے سوٹ میں ملبوس وہ ایک نفیس عورت تھی۔

وہ انجانے میں ہی خود کا اس بار عب شخصیت سے مقابلہ کرنے لگی تو شرمندگی سے دوبارہ نظریں جھکا گئی تو تھوک نلگنے لگی۔

کیا زید سچ کہ رہا ہے.... تم... تم... کلب میں....

وہ جو لفظ زبان سے ادا بھی نہیں کر پار ہی تھیں عنایہ وہ کام کرتی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے ضیغم سارا ملبہ اس پہ ڈال کر خود سرخرو ہو گیا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔

وہ... وہ... م... میں...

نہیں رک جاؤ... مت بتاؤ مجھے....

عنایہ ابھی بھی اپنے کپڑوں والا تھیلہ سینے سے لگائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔

وہ بتانا چاہتی تھی کہ یہ سب آپ کے بیٹے کا کیا دھرا ہے لیکن زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔



www.urdu novelsmania.com

جاؤ... اوپر... اوپر جاؤ۔

دائیں طرف پہلا کمرہ ضیغم کا ہے وہاں چلی جاؤ۔

اب جب وہ اپنے حواس کچھ سنبھال چکی تھیں تو چاہتی تھیں کہ وہ اس کی نظروں سے دور ہو جائے۔

جب تک وہ ضیغم سے سارا معاملہ جان نہیں لیتیں اس سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

عنانے دوبارہ نگاہیں اٹھا کر اس عورت دیکھا اور پھر ایک طرف ہوتی ان کے پیچھے موجود سیڑھیوں کی طرف بھاگ گئی۔

عنان کے سینے میں تکلیف ہونے لگی تھی۔

ذلت کی... ہاں وہ یقیناً ذلت کا درد تھا جو ہر سانس کے ساتھ شدت اختیار کر رہا تھا۔

اسے نہیں پتا تھا کہ وہ صحیح کمرے میں آئی کہ غلط لیکن وہاں آتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

نجانے وہ کب تک روتی رہی پھر اپنی آنکھیں رگڑ کر انہیں خشک کیا۔

www.urdu novels mania.com

گہرے سانس لئے اور اب اس کا دماغ چلنے لگا۔

اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ وہ اسے چین سے نہیں رہنے دے گا اور اس نے ان سب چیزوں اور اپنی ماں کے علاج کے آگے کچھ سوچا ہی نہیں۔

وہ کمرے میں ادھر سے ادھر تیزی سے چکر لگانے لگی۔

آج اس سے کوئی پوچھتا کہ تمہیں کس سے نفرت ہے تو وہ بنا رک کے ضیغم عباس کا نام لیتی۔

وہ کمرے کے وسط میں رک کر تب سے پہلی بار اس جگہ کو دیکھنے لگی۔

باقی بنگلہ کی طرح وہ کمرہ بھی عالیشان تھا۔

ایک طرف بیڈ جب کہ اس کے سامنے دو صوفے رکھے تھے۔

اسی طرح سے بائیں طرف ٹیریس تھا اور اس کے علاوہ وہ ایک اور دروازہ دیکھ سکتی تھی جو شاید باتھ روم تھا۔

www.urdu novelsmania.com

پردوں سے لے کر بیڈ ٹیٹ اور صوفے ہر چیز سفید رنگ کی تھی۔

دیواروں پہ اس کی کئی تصاویر لگی تھیں جن میں سے کچھ میں زید اور سمینہ بیگم بھی موجود تھے۔

اور کچھ میں ایک بار عب آدمی جس کی شکل ان دونوں سے ملتی تھی لیکن ان تصاویر میں ضیغم کافی کم عمر دکھائی دیتا تھا۔

وہ اس کی ایک تصویر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

تم ضیغم عباس... تم ایک نہایت ہی شاطر اور گر گٹ کی طرح رنگ بدلنے والے شخص ہو۔

وہ زہر آلود بچے میں کہہ رہی تھی۔

تمہارے گھر والے تمہاری اصلیت سے انجان ہوں گے لیکن میں تمہارا اصل روپ اچھے سے دیکھ چکی ہوں۔

وہ اس کے تصویر کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھوتے ہوئے کہنے لگی۔

کمرے کا دروازہ کھلنے پہ وہ ایک دم پلٹی۔

اسے دیکھ کر ضیغم نے انتہائی پرسکون انداز میں اپنا کوٹ اتارا اور بیڈ پہ پھینک دیا پھر اپنے کف کے بٹن کھولنے لگا۔

عنائیہ خاموشی سے کھڑی اسے اسی زہریلے انداز میں دیکھ رہی تھی۔

لیکن اس وقت اپنی کامیابی پہ ضیغم کا موڈ بہت اچھا تھا اس لئے اسے مزید زنج کرنے کا فیصلہ کیا۔

ٹسک.. ٹسک... ٹسک... تمہارا محبوب تو میری ایک دو باتوں پہ ہی تمہیں گھٹیا کہنے لگا۔

آہستہ سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اسے زید کا رویہ پھر سے یاد دلانے لگا۔

وہ اس کا محبوب تو نہیں تھا لیکن اس وقت عنائیہ کا دماغ میں صرف اس کے لئے غصہ اور دل میں نفرت کے جذبات ابھر رہے تھے۔

میں نے تو کافی کچھ سوچ رکھا تھا لیکن اس کی تو ضرورت ہی نہیں پڑی۔

اب وہ طنزیہ مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرنے لگا۔

نگاہیں عنایہ پہ مرکوز تھیں جن میں فتح ہونے کا خوشی صاف دکھ رہی تھی۔

جانتی ہوا اب تو مجھے اس کنٹریکٹ کو مکمل کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔

وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا کہنے لگا۔

عنایہ اسے ہنوز گھور رہی تھی۔



سوچو اگر میں اس کنٹریکٹ کی کاپی تمہارے بھائی کو دکھاؤں تو.....

عنایہ بازو اپنے سینے پہ باندھتی لچک دار لہجے میں کہنے لگی۔

ضیغم کا ہاتھ جو کہ اس کے بالوں کے قریب تھا اس نے وہ اس کی سمت بدل دی اور ہاتھ اس کے پیچھے تصویریں لگی دیوار پہ لٹکایا۔

اصل معاہدہ ضیغم کے پاس تھا لیکن عنایہ کو اس کی کاپی میسر کی گئی تھی۔

تمہیں لگتا ہے وہ تمہاری شکل بھی دیکھنا گوار کر لے گا تو تم بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو ڈیڑہ....

اس کا لہجہ ابھی بھی ویسا ہی تھا لیکن آنکھوں میں اب شعلہ جگہ لے چکے تھے۔

ویسے تم بہت اچھے اداکار ہو فلموں میں کام کیوں نہیں کرتے۔

عنایہ نے اس کی گردن میں ابھرتی رگیں دیکھ کر بات بدلی۔

لگتا ہے تم بھول گئی ہو میں نے تمہارے اس خوبصورت چہرے کے بارے میں کیا کہا تھا۔

اس کا چہرہ جلادینے کی دھمکی پہ عنایہ اپنی زبان پھر سے دانتوں تلے دبانے لگی۔

ضیغم نے دوسرا ہاتھ بھی اس کے سر کے دوسرے جانب رکھا تو وہ اب بوکھلانے لگی۔

وہ خود کو جتنا بھی مضبوط سمجھتی ہو لیکن جانتی تھی کہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

نجانے تم جیسی کتنی لڑکیاں روز اس شہر میں غائب ہو جاتی ہیں اور کوئی جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتا۔

وہ اس پہ جھکتا ہوا کہنے لگا تو عنایہ کی دھڑکن پھر سے تیز ہونے لگی اور وہ فرار کا راستہ ڈھونڈنے لگی۔

اگر تم آج غائب ہو جاؤ.... جادو کی طرح....

وہ اپنے ہاتھ پہ کسی جادو گر کی طرح پھونک مارتا کہنے لگا۔

اس میں ایک جنون تھا اور عنایہ اس کی جنونیت سے خوفزدہ ہونے لگی تھی۔

تو کوئی تمہیں ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہیں کرے گا۔

اور تمہاری بیچاری ماں تمہارے بارے میں سوچ کے ہی مر جائے گی۔

وہ اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس کرنے لگی تھی۔

ضیغم اسے صاف لفظوں میں دھمکا رہا تھا۔

میرے بھائی کو کچھ کہ کر تو دیکھو تمہارے ساتھ کیا ہوا تم خود نہیں سمجھ پاؤ گی۔

وہ جنونی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا کہنے لگا اور پھر آخری فاصلہ بھی ختم کر دیا۔

عنائیہ اس کی انتہائی قربت پہ ایک دم گھبرائی اور اسے دھکا دینے لگی لیکن اگلے ہی لمحے اسے لگا جیسے اس کے پیچھے موجود دیوار سرک رہی ہو۔

وہ خود اس سے دور کرنے کے لئے کمر سے دیوار کو دھکا دے رہی تھی جیسے اسے توڑ کر گزر جائے گی۔

اچانک دیوار اس کے پیچھے سے ہٹ گئی اور وہ بے قابو ہوتی اس خلا میں گر گئی۔

ضیغم نے اس نقلی دیوار پہ لگا وارڈروب کا بٹن دبایا تھا۔

جس سے وہ دھات اور لکڑی کی دیوار کچھ انچ پیچھے ہٹی اور پھر سلائڈ کرتی ہوئی دوسری دیوار کے پیچھے چلی گئی۔

عنایہ بے قابو ہوتی زور سے وارڈروب کے اندر جا گری۔

اس نے گرتے ہوئے ضیغم کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اسے یوں گرتا دیکھ اسے عجیب تسکین ہوئی۔

عنایہ کو بری طرح سے چوٹ لگی تھی اور اب وہ بیٹھی اپنی کہنیاں دیکھ رہی تھی۔

اس نے مڑ کر دیکھا کہ آخر وہ دیوار وہاں سے ہٹ کیسے گئی لیکن وہاں تو اب ایک اور وسیع کمرہ تھا جہاں کپڑے لٹک رہے تھے۔

www.urdu novelsmania.com

اس نے ضیغم کی طرف دیکھا جو اسے اسی حقارت بھری نظر سے دیکھ رہا تھا۔

وہ ہاتھوں کا استعمال کرتی فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور پھر بال کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

ضیغم اب اسے نظر انداز کرتا اپنا ٹاٹ ڈریس نکالنے لگا۔

جانتی ہو عنایہ تمہاری یہی جگہ ہے.... میرے قدموں میں...

وہ ہنستا ہوا اسے دیکھ کر وارڈروب سے نکلا اور پھر واشروم چلا گیا۔

جبکہ عنایہ اسے دل ہی دل میں بدعائیں دینے لگی اور اپنے زخمی کہنیاں دیکھنے لگا۔

جاری ہے

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

#بساطِ خواب

#رانیہ صدیقی

قسط نمبر 10

وہ اپنے بال تولیہ سے خشک کرتا کمرے میں واپس آیا تو عنایہ موقع پاتے ہی واشروم چلی گئی

اور پھر پانی سے اپنا دو بٹہ گیلا کر کے اسے زخمی کہانیوں پہ لگانے لگی۔

جلن تو کافی ہوئی لیکن برداشت کر گئی۔

واپس آئی تو وہ بیڈ پر نیم دراز اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ضیغم نے ساتھ پڑا تکیہ اٹھایا اور کارپٹ بچھے فرش پہ پھینک دیا۔

یہاں رہنا ہے تو نیچے سونا ہو گا۔ اور ہاں تکیہ دینے کے لئے شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

وہ اسے سپاٹ انداز میں کہنے لگا۔ عنایہ ذہنی اور جسمانی دونوں اطوار سے تھک چکی تھی اور اس سے مزید بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس نے میز پہ پڑا اپنے کپڑوں کا تھیلہ اٹھایا اس میں سے چادر نکالی اور اس تھیلے کو اپنا تکیہ بنا کر چادر تان کر لیٹ گئی۔

رسی جل گئی مگر بل نہیں گئے... ضیغم تو سوچ کر رہ گیا۔

وہیں عنایہ کے لئے وہ دبیز کارپٹ کسی شاہی بستر سے کم نہیں تھا۔

آج جو کچھ ہوا اسے سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

آج کتنے سالوں بعد وہ پوری رات سوئی تھی۔

...

جب وہ جاگئی تو کمرہ خالی تھا۔ گھڑی بھی صبح کے نو بج رہی تھی۔

اسے یقین نہیں آیا کہ وہ ساری رات اتنی گہری نیند میں سوئی رہی۔

جب اسے وارڈروب اور واشروم میں بھی ضیغم نادکھا تو وہ اطمینان سے فریش ہوتی لباس تبدیل کر کے مستقبل کا لائحہ عمل ترتیب دینے لگی۔

یہ تو واضح تھا کہ ضیغم اسے چین سے یہ پانچ سال گزارنے نہیں دیتا۔

ایسے میں وہ اپنی دھمکی کے مطابق اسے غائب کر دیتا تو واقعی کوئی بھی اس کی خبر گیری نہ کرتا۔

اسے اس گھر میں ایک ہمدرد چاہیے تھا۔ زید کا تو شروع سے سوال نہیں اٹھتا تھا۔

تو ضیغم کی ماں کا سوچنے لگی۔ لیکن یہ مشکل کام تھا۔

اور عنایہ کو تو وہی کام کرنے ہوتے تھے جو اس کی مشکلات مزید بڑھائیں۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیاں اترنے لگی

قسمت سے وہ اسے ہال میں ایک سائیڈ پیڈائینگ ٹیبل پہ ناشتہ کرتی دکھ گئیں۔
www.urdu novelsmania.com

پہلے کچھ دیر وہ جھجکتی رہی لیکن پھر ان کی طرف قدم بڑھانے لگی۔

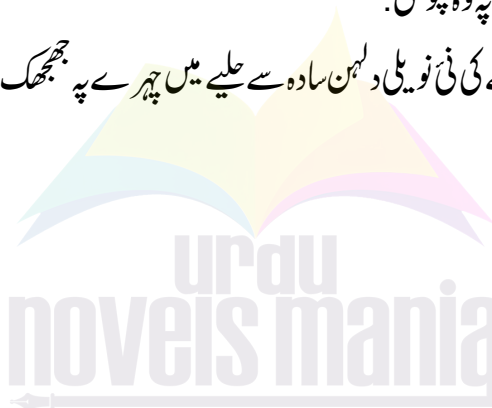
سمینہ بیگم اس وقت اپنی سوچوں میں غرق تھی۔

انہیں ضیغم سے بات کرنی تھی لیکن وہ آج آفس جلدی چلا گیا اور اس وقت وہ اپنے دونوں بیٹوں کے بارے میں سوچ کر انتہائی پریشان ہو رہی تھیں۔

عروج سے ضیغم کی منگنی اسی کے کہنے پہ ہوئی تھی تو پھر اچانک ایسا کیا ہوا کہ اس نے اپنی پسند بدل لی۔

اچانک کسی کے کھانسنے کی آواز پہ وہ چونکی۔

رخ پلٹ کر دیکھا تو ان کے پیٹے کی فی نویلی دلہن سادہ سے حلیے میں چہرے پہ جھجھک کے تاثرات لئے کھڑی تھی۔



امم... کیا میں بیٹھ جاؤں....

وہ ان کے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتی کہنے لگی تو کچھ تو سف کے بعد انہوں نے اسے سر کے اشارے سے اجازت دے دی۔

وہ اس لڑکی کو اپنا تو نہیں سکتی تھیں لیکن کسی روایتی ساس کی طرح کارویہ بھی اختیار کر پائیں۔

عنایہ ان کی اجازت ملنے پہ کرسی کھینچتی بیٹھ گئی۔

اس سے بہتر لباس تو ان کے ملازم زیب تن کرتے تھے۔
سمینہ بیگم ناچاہتے ہوئے بھی سوچ کر رہ گئیں۔

ناشتہ کئی خوشبو سے اس کے پیٹ میں چوہے ناچنے لگے تھے۔ اسے یاد آیا کہ اس نے کل صبح کے بعد سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

لیکن اتنا سب سامنے دیکھ کر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کس سے شروعات کرے۔

سمینہ بیگم نے اس کے ندیدے پن کو کچھ اور ہی سمجھا۔
www.urdu novels mania.com

اگر تمہیں بھوک لگی ہے تو تم ناشتہ کر سکتی ہو....

عنایہ ایک دم ہوش میں آئی اور پھر جیسے اسے اپنا مقصد بھی یاد آیا۔

وہ ان لوازمات سے نظریں ہٹا کر اپنے ناخن دیکھنے لگی۔

اس باوقار خاتون کے سامنے وہ خود کو کتنا کمتر محسوس کر رہی تھی۔

وہ... آٹٹی مجھے نہیں معلوم کہ ضیغم نے آپ سے کیا بات کی۔

وہ کچھ سوچ کر بولنے لگی تو انہوں نے اسے روک دیا۔

میری ضیغم سے کوئی بات نہیں ہوئی۔

وہ کچھ سیکنڈز کی لیکن دوبارہ بولنے لگی۔

آٹٹی مجھے پتا ہے آپ میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہیں لیکن ضیغم جانتا تھا کہ میں کلب میں ڈانسر ہوں۔

اس بات پہ ان کے چہرے کے تاثرات پھر سے بدلے تھے۔

میں نہیں جانتی تھی کہ زید اور وہ بھائی ہیں۔

اور ناہی میں نے کبھی زید کو اپنی طرف مائل کیا بلکہ اسے ہمیشہ روکا ہی تھا۔

چاہے تو آپ اس سے پوچھ کر تصدیق کر لیں۔

جب سمینہ بیگم کچھ نابولیس تو اسے کچھ حوصلہ ہوا اور وہ اپنی بات جاری کرنے لگی۔

اور ضیغم مجھ سے محبت کرنے لگا کہنے لگا میرے بغیر جی نہیں پائے گا آٹھی لیکن میں نے اسے بھی منع کیا۔

کچھ جھوٹ اور اداکاری تو اب وہ بھی دکھا سکتی تھی۔

ضیغم.... اور اس قسم کی باتیں....

اسے اس لڑکی کی باتوں پہ شک ہوا۔

اور اگر وہ محبت کرتا بھی تھا تو وہ یہ کیوں کہے گا کہ وہ انجان تھا کہ تم ایک....

انہوں نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی لیکن وہ سمجھ گئی

تھی۔

میں نہیں جانتی... شاید زید کی وجہ سے....

لیکن آپ خود سوچیں... اگر آپ کے بیٹے کو واقعی یہ بات نامعلوم ہوتی تو وہ اسی وقت مجھے طلاق دے کر فارغ کرتا....

عنایہ نے اندھیرے میں جو تیر چلایا تھا وہ اپنے نشانہ پہ جا لگا تھا۔

سمینہ بیگم جانتی تھیں کہ واقعی وہ ایسا کرتا اس لئے خاموش ہو گئی۔

میں اور میری امی نے اس دنیا کی مشکلات کا اکیلا سامنا کیا ہے۔

وہ اب کہیں کھوئی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

ان کے علاوہ اور کوئی نہیں میرا۔ وہ کمینسر کی لاسٹ سیلج پہ ہیں...

ان کو کوئی بھی فلاحی ادارہ ایڈمٹ نہیں کر رہا تھا۔
وجہ ان کی عمر تھی اور بچکنے کے کم امکان تھے۔

ہم تو گزارا بھی مشکل سے کرتے تھے تو اتنا مہنگا علاج ک
سے کراتے۔

اس کی آنکھوں سے آنسو روانہ تھے۔
ایسے میں نے وہ کام کرنا شروع کیا.... وہ میری مجبوری تھی شوق نہیں....

اس میں صرف اتنی ہی ہمت تھی اسے س کی امی شدت سے یاد آنے لگی تو وہ اٹھ گئی اور بھاگتی ہوئی کمرے میں
چلی گئی۔

www.urdu novels mania.com

وہیں سمینہ بیگم ایک نئی سوچ کا شکار ہو گئیں۔

عنایہ کمرے میں آکر گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو نارمل کرنے لگی۔

کتنی دیر اپنی امی کو سوچتی پھر اچانک ضیغم اور اس کی والدہ کا خیال آیا۔

اس نے جو سب کہا تھا اس سے وہ اس کی ہمدرد تو نا بنتی لیکن عنایہ کو یقین تھا کہ وہ اب اس کی دشمن بھی نہیں بنیں گی۔

ضیغم ابھی گھر میں داخل ہی ہوا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔

اس نے دیکھا تو اس پہ عروج کا نام چمک رہا تھا۔

ہیلو بیڈ سم... کہاں غائب ہو آج کل...

اس کی آواز سن کر ہی ضیغم کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

کچھ نہیں وہی آفس کے کام....

وہ اپنے مخصوص لہجہ میں کہنے لگا۔

عروج... میں تم سے کل ملنا چاہتا ہوں...

وہ اسے عنایہ سے شادی کا بتانا چاہتا اور اس سے کچھ وقت کی مہلت بھی۔ کیونکہ ان پانچ سالوں میں تو وہ عروج سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔

یہ تو بہت اچھا ہے میں بھی تم سے ملنا چاہتی ہوں... جانتے ہو کل رات میں نے ایک بہت عجیب خواب دیکھا....

کیسا خواب...



میں نے دیکھا کہ تم مجھ سے دور جا رہے ہو....

وہ اپنی بات جاری رکھے تھی لیکن ضیغم کی نظریں اب سامنے صوفے پہ بیٹھی سمینہ بیگم پہ مرکوز تھیں۔

ہیلو... ضیغم... کچھ بولو بھی....

کوئی جواب ناپا کر وہ اسے متوجہ کرنے لگی۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں... ابھی مصروف ہوں...

وہ عروج کی کال کاٹ کر ان کی طرف بڑھ گیا۔

امی....

وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتی ہیں تبھی صبح جلدی چلا گیا تھا۔

ضیغم مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے... وہ اسی کا طرح سپاٹ لہجہ میں بولیں تو اس کی پیشانی پہ بل پڑ گئے۔

www.urdu novelsmania.com

وہ ان کے قریب آ کر بیٹھ گیا جی کریں بات...

اگر تم اس سے محبت کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے تو اس کا اظہار کرتے یہ سب ڈرامہ کیوں.... اور عروج اس سے تم نے اپنی مرضی سے منگنی کی اب اسے کیا منہ دکھاؤ گے...

ضیغم کا دماغ تو بس اس محبت والی بات پہ اٹک گیا تھا۔

محبت... آپ کو یہ کس نے کہا....

ظاہر ہے ورنہ تم کیوں اس سے شادی کرو گے...

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتی کہنے لگیں تو کوئی جواب ناپا کر وہ خاموش ہو گیا۔

اس کی خاموشی عنایہ کی باتوں کی تصدیق کرنے لگی تو وہ غصہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

تم نے جھوٹ کیوں کہا کہ تم نہیں جانتے تھے کہ وہ ایک ڈانسر ہے....

اس کے سوال اور غصہ پہ وہ بوکھلایا تھا۔

عنایہ نے سب بتا دیا ہے مجھے... بتاؤ کیوں جھوٹ کہا...

اب کی بار اس کی پیشانی ٹھٹکی تھی۔

کیا کہا آپ کو عنایہ نے...
وہ خود کو قابو کرتا پوچھنے لگا۔

تم میرے سوال کا جواب دو ضیغم.... اپنے بھائی اور مجھ سے کیوں جھوٹ کہا...

میں نے کچھ جھوٹ نہیں کہا...

تو ٹھیک ہے اسے طلاق دے دو اور کل ہی عروج سے شادی کرو گے تم۔

اب کی بار وہ خاموش ہو گیا کیونکہ معاہدے کے مطابق وہ پانچ سال سے قبل طلاق دیتا تو وہ سب جائیداد عنایہ کو فوراً منتقل ہو جاتی اور عروج سے شادی کی صورت میں بھی یہی ہوتا۔

وہ غصہ سے اپنے دانت پکچکانے لگا۔
سمینہ بیگم جو جاننا چاہتی تھیں جان گئی تھیں۔

افسوس ہے مجھے... تم خود کو بچانے کے لئے اس پہ دھوکہ کا الزام لگا رہے تھے....

وہ دکھ سے اسے دیکھتیں وہاں سے چل دیں اور ضیغم کسی آتش فشاں کی طرح کھولتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا۔

ایک زوردار دھکے سے دروازہ کھلا اور دیوار سے جا ٹکرایا۔

ایک دم اس آفت پہ ڈنر کرتی عنایہ چونکی۔

جو کچھ دیر پہلے ہی سمینہ بیگم نے ملازمہ کے ہاتھ بھجوایا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

وہ غصے سے اس کی طرف لپکا اور بازو سے دبوچ کر اسے کھڑا کیا۔

آہ... کیا کر رہے ہو جنگلی کہیں کے چھوڑو میری بازو۔

وہ اس کی حرکت پہ چلا اٹھی تھی۔

تم نے میری امی کو کیا خرافات سنائی
ہے....

وہ اس وقت ایک جنونی انسان لگ رہا تھا۔

اوہ... وہ تو میں نے سوچا کہ کچھ اداکاری کے جوہر مجھے بھی دکھانے چاہیے...
وہ ایک ادا سے کہنے لگی۔

ویسے تمہاری طرح جھوٹ نہیں گھڑتی میں.... ایک دو جھوٹ ہی کہے ہوں گے۔

www.urdu novelsmania.com

اور کنٹریکٹ بھی نہیں توڑا.... اب میری بازو چھوڑو۔

وہ اپنی بات طنزیہ انداز میں مکمل کرتی اب حاکمانہ انداز اپنا رہی تھی۔

وہیں غصہ سے بے قابو ہوتے اس کے غصہ پہ عنایہ نے تیل چھڑکنے کا کام کیا۔

اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں اور لگا جیسے رگیں ابھی پھٹ جائیں گی۔

تم... تمہاری اتنی ہمت...

اس کا ہاتھ ہوا چیرتا ہوا اتنی زور سے اس کے منہ پہ لگا کہ وہاں نشان چھوڑ گیا۔

عنایہ رخسار پہ ہاتھ رکھے صوفے پہ گری اسے دیکھ رہی تھی۔

جبکہ ضنیغم کا غصہ ابھی کسی صورت نہیں تھما تھا۔

عنایہ کے ساتھ یہ پہلی بار ہوا تھا اس لئے اس کا دماغ منجمد ہو گیا تھا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی ابھی وہ کچھ کرتی اس سے پہلے ضنیغم نے ایک بار پھر اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔

تبھی کسی کی آواز پہ اس کا ہاتھ فضا میں ہی رہ گیا۔

سمینہ بیگم بھاگتی ہوئی اس کی طرف آئیں اور عنایہ کا چہرہ دیکھنے لگیں جہاں ہونٹ سے خون بہہ رہا تھا۔

دروازے کی آواز پر وہ وہاں آئی تھیں لیکن اپنے پیٹے کو ایک بے بس لڑکی پہا تھا اٹھا تا دیکھ اب وہ بھی طیش میں آ گئی تھیں۔

ضیغم عباس.. دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے...

وہ اس پر پھٹ پڑیں تو وہ اپنے ہوش میں آیا۔

امی... آپ اس کے لئے مجھ پہ غصہ ہو رہی ہیں اپنے پیٹے پہ...

عنایہ تو ابھی بھی اپنی جگہ پہ گری پڑی تھی اور سب بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

نہیں... میں نے یہ تربیت نہیں دی اپنے پیٹے کو کہ کسی لڑکی پہا تھا اٹھائے... اب جاؤ یہاں سے....

وہ دوبارہ چٹخیں تو ضیغم تن فن کرتا وہاں سے چلا گیا کہ کہیں ان کا بلڈ پریشر ہائی نا ہو جائے

تھپڑ کی وجہ سے اس کا کان بھی درد کر رہا تھا۔

سمینہ بیگم اس کے لئے واشروم سے میڈیکل باکس لے آئیں۔

عنا کو لگا کہ جیسے اس کا جڑہ ٹوٹ گیا ہو وہ منہ کھول کر اسے حرکت دینے لگی۔

سمینہ بیگم اس کا ہونٹ صاف کرنے لگیں جس خون نکل کر اس کی ٹھوڑی تک آچکا تھا۔

جلن کے باوجود اس نے خاموشی سے دوائی لگوائی اور پھر وہ کمرے سے چلی گئیں۔

عنا یہ جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ اگر ضیغم یہ راستہ اختیار کرنا چاہتا تھا تو وہ بھی اس کا منہ توڑ جواب دینے کا ارادہ کر چکی تھی۔

اس نے اپنی بساط سے باہر خواب سجا رکھے تھے لیکن انہیں حاصل کرنے کا راستہ دشوار تھا۔

وہ کتنی دیر بیڈ پہ سونے کی نیت سے لیٹی رہی لیکن چہرے میں اٹھتا درد اور دل میں پیدا ہوتے غصے نے اسے ایسا نا کرنے دیا۔

جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اسے ضیغ یہ غصہ آ رہا تھا کتنی زور سے مارا تھا اسے نے اسے۔

جیسے کوئی سیشل ٹریننگ لیتا رہا ہو مارنے کی۔
وہ آئینے کے سامنے جا کر اپنا چہرہ دیکھنے لگی جہاں اب اس کی انگلیاں واضح ہو رہی تھیں۔

ایک بار پھر وہ غصہ سے کھولنے لگی۔
گہرے سانس لے کر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا یہ غصہ تو اب بدلہ لے کر ہی مٹ سکتا تھا۔
www.urdu novels mania.com

اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا ہر چیز بہت صفائی سے رکھی گئی تھی۔
وہ اس کے وارڈروب کی طرف گئی اور بٹن ڈھونڈنے لگی۔

اور اس دیوار کو جگہ جگہ سے دبا کر چیک کرنے لگی کہ کہیں تو بٹن ہو گا آخر کچھ منٹوں کی تلاش کے بعد اسے وہ بٹن مل ہی گیا۔

اسے دباتے ہی دیوار کچھ انچ پیچھے ہٹ اور پھر سلائیڈ کرتی ہوئی وہاں سے غائب ہو گئی۔

دروازے کے کھلتے ہی وارڈروب میں خود بخود روشنی ہو گئی۔

ضیغ کی مہنگی کپڑے وہاں لٹک رہے تھے۔
اس کے علاوہ اس کی قیمتی گھڑیاں اور کف لنکس مختلف دراز میں موجود تھے۔

وہ ان تمام چیزوں پہ ہاتھ پھیرنے لگی صاف دکھ رہا تھا کہ وہ اپنی چیزوں کو کتنی حفاظت سے رکھتا ہے۔

کچھ سوچ کر اس نے دوبارہ سے رخ اس کے کپڑوں کی طرف کیا اور پھر انہیں باری باری کھینچ کر نیچے پھینکنے لگی

جب آدھے سے زیادہ وارڈروب خالی ہو گیا تو وہ اسے اپنے پیروں کے نیچے اچھے سے روندنے لگی اور پھر اس کے تاثرات سوچ کر ہنس پڑی۔

ابھی تو بس شروعات ہے ضیغم عباس ابھی دیکھو میں کیا کروں گی تمہارے ساتھ....

وہ خیالات میں اس سے کلام کرتی رہی پھر جب وہ کچڑے کسی طرح سے مہنگے نہیں لگ رہے تھے تو اس نے اٹھائے اور ویسے ہی پھینک کر وارڈروب سے نکلنے کے لئے پلٹی۔

زمین پہ گرے کسی کارڈ پہ نگاہ گئی تو وہ اٹھالیا۔

وہ ضیغم کا کریڈٹ کارڈ تھا۔ شاید اس کے کسی کوٹ سے گرا تھا یہ سوچ کر وہ اسے واپس رکھنے کے لئے پلٹی لیکن کوئی شیطانی منصوبہ سوچ کر اسے مسکراتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیا۔

اب اسے اس روٹی جیسے بیڈ پہ اچھی سی نیند آنے والی تھی۔

ضیغم کئی گھنٹے سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتا رہا۔

اس لڑکی کو دیکھ کر وہ سرتاپیر جھلس جاتا تھا۔ اس کی تربیت اور خیالات کہیں بھاگ جاتے تھے اور وہ بس اسے تکلیف میں دیکھنا چاہتا تھا۔

پارکنگ میں گاڑی روکتے اس نے ایک گہری سانس لی اور سیئرنگ پہ پیشانی ٹکالی۔

نجانے اس نے کیوں اتنی شدت سے اس پہ حملہ کیا تھا لیکن وہ لڑکی ہمیشہ کا بھیانک روپ ہی باہر نکالتی تھی۔

وہ کار سے نکلا اور بلڈنگ میں چلا گیا۔

آج رات وہ اپنے پیٹ ہاؤس میں رہنا چاہتا تھا۔ امی بھی ناراض تھیں اور وہ ابھی بھی غصہ میں کہ کیسے انہوں سے عنایہ کا ساتھ دیا۔

ضیغم پیٹ ہاؤس میں آتے ہ صوفے پہ ڈھسا گیا اور پھر پشت صوفے سے ٹکا کر آنکھیں موندھ گیا۔

.....

اگلے دن وہ وہیں سے تیار ہو کر آفس چلا گیا وہیں ناشتہ کیا اور پھر آفس کے کام کرنے لگا۔

دو تین مینگرنڈ بنا کر اس نے عروج کو کال کی۔

بہتر تھا کہ وہ اس سے شادی کے بارے میں جانتی بجائے کسی اور کے۔

آج ہماری یاد کیسے آگئی آپ کو....
وہی اپنے اسی شوخ انداز میں بولی.

عروج.... اگر تم آج فری ہو تو آدھے گھنٹے میں ملتے ہیں.

ہا.... خیریت آج اتنا کرم....

ہاں تم ملو کچھ بات کرنی ہے... میں آدھے گھنٹے تک اسی ریسٹورنٹ میں ملوں گا جہاں ہمیشہ ملتے ہیں.

اس کا لہجہ ہمیشہ سے ہی سنجیدہ تھا لیکن آج تو وہ کچھ زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہا تھا اس لئے عروج نے مزید کوئی فضول بات ناکئی اور اسے سوچنے لگی.

www.urdu novels mania.com

عنائیہ نے نے سنا خاموشی سے سنینہ بیگم کے ساتھ ناشتہ کیا.

ہونٹ پہ زخم سے اسے درد تو کافی ہوا لیکن پیٹ بھی تو بھرنا تھا.

اس نے سوچ لیا تھا کہ ضیغم کے ساتھ کیا کرنا ہے۔
اس لئے سمینہ بیگم سے خود ہی بات کا آغاز کرنے لگی۔

آئی اگر آپ برانا منائیں تو میں اپنی امی سے مل آؤں وہ ہو سہل ہوں گی۔

اخبار پڑھتی سمینہ بیگم نے ایک دم اس کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے ڈرائیور کو لے جانا۔

نہیں میں چلی جاؤں گی مجھے کوئی مسئلہ نہیں.....

لیکن مجھے مسئلہ ہے.... جو بھی ہو جیسے بھی لیکن اب تم ضیغم کی بیوی ہو اس لئے جہاں جاؤ ڈرائیور کو ساتھ لے جانا۔

اور میں کچھ پیسے دیتی ہوں اپنے لئے نئے کپڑے بھی لے آنا۔

اگر ان کا انداز برا نہیں تھا تو کوئی خاص نرم بھی نہیں تھا۔

ج... جی آنٹی مجھے ضیغیم نے اپنا کریڈٹ کارڈ دیا تھا مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں۔

کچھ سوچ کر انہوں نے سر بلایا اور دوبارہ اخبار پڑھنے لگیں جبکہ عنایہ اپنی امی سے ملنے کا سوچ کر خوش ہونے لگی۔

...

انیتہ نے جیسے ہی اپنی بیٹی کو دیکھا ان کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔

لیکن پھر اس کے چہرے اور ہونٹ پہ زخم کا نشان دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔

عنایہ میری بچی.... کیا ہوا تمہیں....

انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اسے سالوں کی مدت کے بعد ملی ہو۔

www.urdu novelsmania.com

وہ کچھ نہیں امی..

جھوٹ مت بولو... کس نے مارا تمہیں... کمزور کے باوجود وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور عنایہ کو اپنے گلے سے لگالیا۔

اس کی آنکھیں بھگنے لگیں لیکن وہ ان پہ ضبط کر گئی۔

امی وہ کلب گئی تھی نا انہیں بتانے کہ میں چھوڑ رہی ہوں تو تالیہ سے مسئلہ ہو گیا.... اس نے نیا جھٹ گھڑا تھا ضیغم کا بتاتی تو وہ مزید پریشان ہو تیں۔

آخر وہ سمجھتی کیا ہے خود کو کیسے جرات کی اس نے ایسا کرنے کی۔
ارے آپ گھبرائیں نہیں میں نے بھی اس کی ناک توڑی تھی۔
وہ خود پہ فخر کرتے کہنے لگی تو انیتہ بیگم اسے گھور کر رہ گئیں۔

ماں بیٹی کبھی گھنٹے آپس میں باتیں کرتی رہیں اور پھر انیتہ بیگم کے کہنے پہ وہ وہاں سے چل دی۔

ڈرامیور بیچارہ اتنے ٹائم سے اس کا انتظار کر رہا تھا اسے جب احساس ہوا تو شرمندہ ہو گئی اور معافی مانگنے لگی۔

ارے.. آپ تو صاحب کی بیوی ہیں.. آپ ایسا کہ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 11

اب یہ بتائیں کہ گھر جانا ہے آپ نے یا کہیں اور...

ان کی خوش اخلاقی پہ وہ مسکرانے لگی۔

جی مار کیٹ چلیں...

کونسی مار کیٹ بی بی جی....



اسلام آباد کی سب سے مہنگی مار کیٹ...

وہ انہیں کہہ کر مسکرانے لگی اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

وہ ریسٹونٹ میں عروج کا انتظار کر رہا تھا وہ ابھی تک نہیں آئی تھی جب اس کا موبائل بپ کرنے لگا۔

اس نے چیک کیا تو اس کے بینک کا میسج تھا وہ اس پہ کلک کرنے لگا تھا کہ اسے عروج اندر آتی دکھائی دی وہ موبائل ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے لئے کرسی نکالنے لگا۔

وہ اپنی کرسی پہ بیٹھ گئی تو وہ بھی اپنی جگہ واپس آ بیٹھا۔

عروج سے اس کی ملاقات ایک سال پہلے اپنے دوست کی بزنس پارٹی میں ہوئی تھی۔

وہ بھی انوائیٹڈ تھا پہلی ہی نظر میں اس کی غیر معمولی خوبصورتی اور کنفیڈنس سے ضیغم کے ساتھ ساتھ وہاں موجود ہر شخص کی توجہ اس پہ تھی۔

www.urdu novelsmania.com

لیکن اپنی انا پرستی کے باعث اس نے اسے دوسری بار دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

آخر پارٹی کے اختتام پہ اس نے خود ہی اپنا تعارف ضیغم سے کرایا۔
اسے وہ ہر لحاظ سے مسز ضیغم بننے کے لئے بہترین پسند نگی تھی۔

اس کے والد چونکہ ضیغم کے دوست کے کو لیگ تھے تو وہ اس کے بارے میں تمام معلومات تک با آسانی پہنچ گیا۔

اس کی والدہ امریکہ سے تھی اور ان کے ساتھ قیام پذیر تھی اب ان کی وفات کے بعد وہ پاکستان اپنے والد کے پاس آئی تھی۔

جب عروج نے اس سے محبت کا اظہار کیا تو اس نے اس سے منگنی کر لی۔

آخر شادی تو کرنی ہی تھی تو عروج سے کیوں نہیں۔

سنہری بال... براون آنکھیں... سیولیس پنک شرٹ اور پیینٹ میں ملبوس وہ اس کے کچھ بولنے کی منتظر تھی۔

جب اس نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

میں شادی کر چکا ہوں....

پہلے تو عروج اس کے مزید کچھ بولنے کی منتظر رہی کہ شاید وہ کوئی مذاق ہے لیکن پھر پریشانی اس کے خوبصورت چہرے پہ ابھرنے لگی۔

ک... کیا مطلب...

آج پہلی بار اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

ضیغم ٹھنڈی آہ بھرتا سیدھا ہو بیٹھا۔

میں شادی کر چکا ہوں عروج... چاہتا تھا کہ تم یہ بات مجھ سے جاناو اس لئے تمہیں یہاں بلایا۔

وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

تم مذاق کر رہے ہو ضیغم.... تم جانتے ہو تم میری توہین کر رہے ہو یہ سب کہ کر...

مختلف جذبات نے اسے بیک وقت آگیرا تھا۔

نہیں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں...

تو کیا ہے... تم۔ تم یہ کیا کہ رہے ہو ضیغم...

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ضیغم اس کی محبت کو یوں رسوا کرے گا۔

دیکھو عروج یہ شادی وقتی ضرورت کے تحت کی گئی ہے... میں چاہتا ہوں تم اس دوران میرا انتظار کرو...

اس کا دل کیا کہ سامنے پڑا پانی اس کے اوپر انڈیل دے تاکہ اسے کچھ سمجھ آئے کہ وہ اسے کتنی تکلیف دے رہا ہے۔

تم ہوش میں تو ہو.... ایک طرف تم مجھے کہ رہے ہو کہ شادی کر لی اور دوسری طرف مجھے اس امید پہ باندھ رہے ہو کہ یہ وقتی ہے۔

www.urdu novelsmania.com

اپنا لہجہ درست کرو عروج....

اس کی اونچی آواز پہ ضیغم نے سخت لہجہ میں اسے باور کروایا۔

وہ مزید کچھ کہنے لگا جب موبائل پہ اس کے بینک کی طرف سے ایک بار پھر میسج آیا لیکن وہ اس سے زچ ہوتا نظر انداز کر گیا۔

دیکھو عروج میں یہ رشتہ نبھانا چاہتا ہوں اور اگر تم بھی چاہتی تو میرا انتظار کرنا ہو گا۔

وہ سپاٹ لہجہ اپناتا حتمی فیصلہ سنانے لگا۔

جہاں ضیغم کے لئے یہ سب پسند کا معاملہ تھا وہاں عروج تو محبت کرتی تھی ضیغم سے۔

نم آنکھوں اور زخمی دل لئے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

کب تک...

آواز اتنی دھیمی تھی کہ وہ بمشکل سن پایا۔

کچھ سال...

اس نے ایسے کہا جیسے یہ کوئی معمولی بات ہو عروج نے پھٹی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

کچھ سال.... اس کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

ایک دم اب ضیغم کا موبائل بجنے لگا اس پہ بینک کا نام چمک رہا تھا۔

وہ جھنجھلاتے ہوئے عروج کی غیر ہوتی حالت کو نظر انداز کرتا کال ریسیدو کرنے لگا۔

یس... واٹس دامیٹر...

وہ غصہ میں بولا تھا۔

سر آپ کے کریڈٹ کارڈ سے ابھی پانچ لاکھ استعمال ہوئے ہیں تو ہم آپ سے کنفرم کرنا چاہتے تھے۔

ضیغم ایک دم سیدھا ہو بیٹھا۔ بینک کا نمائندہ اب اسے کریڈٹ کارڈ کا نمبر بتا رہا تھا۔

عروج اس کی بے حسی پہ خود کو کوس رہی تھی جب وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

بلاک اٹ...

یس سر...

مختصر سی بات کر کے وہ اب دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ضیغہم میں ایسے...

دیکھو عروج میں بعد میں بات کروں گا ابھی مجھے کام ہے۔

وہ بل کے پیسے ٹیبل پر رکھتا اس کی بات سنے بغیر وہاں سے چل دیا۔

جبکہ وہ اس خود سے دور جاتا دیکھتی رہی اور پھر کسی کی پرواہ کئے بغیر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

عنائیہ نے ایک کے بعد ایک مہنگی چیز خریدی تھی۔

آدھے سے زیادہ سامان تو وہ مختلف جگہوں پہ ڈونیٹ کر آئی تھی۔

اور اب مزے سے ٹانگیں میز پہ رکھے آئس کریم کھا رہی تھی۔

اس کے دل میں تو ٹھنڈک پر گئی تھی۔ جب ضیغم آئے گا تو وہ اسے ایک ایک چیز قیمت کے ساتھ بتانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اسے تو پتا بھی نہیں تھا کہ ایک موبائل ڈیڑھ لاکھ کا بھی ہو سکتا ہے۔

اس نے مہنگے کپڑے... جوتے... زیورات.... آئی پیڈ... موبائل... میک اپ اور نجانے کیا کیا خریدا تھا۔

ایک دم دروازہ کھلنے پہ اس نے گردن گھما کر دیکھا ضیغم دروازہ میں کھڑا اسے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی لائی ہوئی چیزیں سارے کمرے میں پھیلی تھیں۔

وہ غصہ سے اس کی طرف بڑھا لیکن خود کو قدرے قابو میں رکھا کہ کہیں پھر سے سمینہ بیگم اس پہ غصہ نہ ہوں۔

تم نے میرا کریڈٹ کارڈ چوری کیا۔

عنایہ بھی اطمینان سے کھڑی ہوئی۔

نہیں تو ڈیئر ہسپینڈ میں نے تو بس ادھار لیا تھا۔
وہ کریڈٹ کارڈ اس کی طرف اچھالتی کہنے لگی۔

بڑے ہی کنجوس نکلے تم تو۔
صرف پانچ لاکھ پہ ہی کارڈ بلاک کروادیا...

وہ اسے زچ کرتی ناک سکیڑتے ہوئے کہنے لگی۔
ضیغم غصے سے آگے بڑھا۔

نا... نا... نا... ایک اور تھپڑ مارا تو کہیں تمہاری والدہ تمہیں عاق ہی بنا کر دیں۔
www.urdu novelsmania.com

عنایہ اسے پچھلی بار کا حادثہ یاد کرواتے ہوئے کہنے لگی۔

ضیغم نے اسے کا بازو دبوچ کر اپنی طرف کھینچا۔
تمہیں لگتا ہے تم میری امی کا استعمال کرو گی اور میں ڈر جاؤں گا... تم بہت بے وقوف ہو....

عنایہ نے خود کو اس کی پکڑ سے آزاد کروایا اور اس سے کچھ قدم دور ہوئی۔

اتنا غصہ کیوں کرتے ہو ڈیئر ہسبینڈ ویسے بھی یہ تو میرا حق ہے آخر کو بیوی ہوں تمہاری....

وہ آنکھیں مٹکاتی کہنے لگی تو ضنیغم کا دل کیا اسے فوراً گھر سے باہر کر دے۔

لیکن پھر اس کے چہرے پہ ایک مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

حق....

جی بالکل... وہ اپنے نئے موبائل پہ کچھ کرتی کہنے لگی۔

اگر حق کی بات ہی ہے تو پھر تو میرے بھی کچھ حق بنتے ہیں...

اس کے بدلے لہجہ نے عنایہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

وہ اپنا کوٹ ایک طرف پھینکتا کسی غلط ارادے سے اس کی طرف بڑھنے لگا تو وہ ایک دم بوکھلاتی ہوئی پیچھے قدم اٹھانے لگی۔

اب کیا ہوا ڈیر وائف... تم نے اپنا حق وصول کیا ہے تو اب میں بھی اپنا حق وصول کروں گا۔

وہ ذو معنی طریقے سے کہتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

ایک دم پیچھے بیڈ کے آجانے سے وہ اس پر گر گئی۔
عنائیہ دوبارہ کھڑی ہوتی اس سے پہلے ضیغم اس کے سامنے کھڑا اپنے کف کھول رہا تھا۔

عنائیہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اسے اپنا خون جسم میں بہتا ہوا سنائی دینے لگا۔
www.urdu novels mania.com

وہ اس پہ جھکا تو عنائیہ چیختے ہوئے ہتھیلیوں اور ایڑیوں کا سہارا لے کر بیڈ پہ چڑھ گئی اور اس سے دور ہونے لگی۔

جبکہ ضیغم بھی اپنے گھٹنوں کا استعمال کرتا ہوا جھک کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

.... دیکھو ضیغم ہم... ہم میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اگر بات نہیں ہوئی تھی تو اس کے خلاف بھی کچھ نہیں کہا گیا...

عنایہ اس کے ارادے جان کے ان بیڈ کے دوسری جانب سے اترنے لگی لیکن ضیغم نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

اور وہ چیختی اس سے پہلے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

عنایہ اب پوری طاقت سے اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کے ہاتھ کی وجہ سے عنایہ کا دم گھٹنے لگا۔

ضیغم نے اسے اپنے وجود سے ڈھک دیا تو اس سے خود کو آزاد کرتی عنایہ کی کہنی یکدم اس کے سینے میں لگی۔

ضیغم ایک دم مچلتی ہوئی عنایہ سے دور ہٹا۔ موقع ملتے ہی وہ اس کی پکڑ سے چھوٹی اور وہاں سے بھاگ گئی۔

جبکہ ضیغم اس کے پیچھے جانے کے بجائے وہیں بیڈ پہ لیٹ گیا اور مسکرا نے لگا۔

اسے عنایہ سے ایسی امید نہیں تھی آخر کو وہ کونسا کوئی پاکباز تھی۔

لیکن پہلی بار کوئی چیز اسے اس میں پسند آئی تھی۔

وہ کافی دیرو میں لیٹا کارڈ اپنی انگلیوں میں گھماتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسے کل ایک ہفتہ کی بزنس ٹرپ کے لئے کینیڈا جانا تھا اس لئے پیکنگ کی غرض سے وارڈروب کی طرف چل دیا۔

جیسے ہی وارڈروب کھلا اس کی پیشانی میں تنی ہوئی رنگیں ابھری تھیں۔

www.urdu novelsmania.com

ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی طوفان یہاں سے گزرا ہو۔

اس کے کپڑے لپیٹے ہوئے ادھر ادھر پھینکے ہوئے تھے۔

کچھ کپڑے لٹک رہے تھے۔

اگلے لمحے اس نے ایک دھاڑ سے ملازمہ کو وہاں طلب کیا۔
وہ بیچاری بھاگتی ہوئی وہاں آئی۔

یہ.... یہ سب کیا ہے۔
ملازمہ بھی آنکھیں پھاڑے اس کے وارڈروب کا حال دیکھ رہی تھی۔

م... مجھے نہیں پتا صاحب جی....
وہ بیچاری گھبراتے ہوئے کہنے لگی۔ ضیغم کا دل کیا اسے کھڑا کھڑا فارغ کر دے لیکن پھر کچھ سیکنڈ گہری سانس
بھرتا رہا اور اس بار قدرے دھیمے لہجے میں بولا۔

اٹھاوا نہیں... لے کے جاویں گے....
وہ بیچاری آگے بڑھتی جلدی سے سامان اٹھانے لگی تو وہ ٹیرس میں آکھڑا ہوا۔

لان میں عنایہ کسی سے فون پہ بات کر رہی تھی اسے دیکھ کر اس کی رگیں پھر سے تنی کچھ لمحے پہلے کے احساسات
اب کہیں نہیں تھے۔

...

جویریہ کیسی ہو تم....

اس کے کال اٹھاتے ہی وہ بولی۔

اسے بار بار ضیغم کی حرکت پہ غصہ آ رہا تھا۔ اور خوف بھی۔

اپنا دھیان اس سے ہٹانے کے لئے وہ جویریہ کو کال کرنے لگی۔

میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیسی ہو....

عنا کو اس کی آواز رندھی ہوئی محسوس ہوئی۔

کیا بات ہے جویریہ... تم مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہی۔

نہیں میں ٹھیک ہوں... تم بتاؤ آٹئی کیسی ہیں۔

امی ٹھیک ہیں یا پر تم سچ بتاؤ کیا بات ہے....

کئی منٹ جویریہ کو فورس کرنے کے آخر جویریہ رونے لگی۔

عنا.... م... میں ٹھیک نہیں ہوں....
اتنا تو عنایہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔

کیا ہوا ہے.... اب کی بار اس کی پیشانی پہ بل نمودار ہوئے۔

علی... علی کو جاب نہیں مل رہی.... اس نے... اس نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا....

وہ اپنی بات مکمل کر کے رونے لگی اور عنایہ مزید فکر مند ہو گئی۔
www.urdu novelsmania.com

لیکن کیوں.... اس میں تمہارا تو قصور نہیں....

میں نہیں جانتی وہ بس آیا اور مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔

عنایہ اسے دلا سے دینے لگی لیکن جویریہ کامان ٹوٹا تھا۔

اچھا سنو کل ملتے ہیں پھر کرتے ہیں کچھ اس مسئلے کا بھی...

کیا کر سکتے ہیں ہم....

وہ تھکے ہوئے انداز میں کہنے لگی۔

کل ملتے ہیں نا اپنی جگہ پہ ویسے بھی مجھے کچھ بتانا ہے....

کل ملتے ہیں نا اپنی جگہ پہ ویسے بھی مجھے کچھ بتانا ہے....

وہ دونوں ملنے کا وقت متعین کرنے لگیں اور پھر عنایہ نے کال کاٹ دی۔

اس نے ایک بار پھر جویریہ کے لئے دعا کرتے ہوئے چہرہ آسمان کی طرف بلند کیا۔

اچانک اس کا دھیان ایک سائیڈ پہ گیا تو ضیغم غصہ کے تاثر لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

نجانے وہ کب سے وہاں کھڑا تھا۔

اسے دیکھتے ہی عنایہ کو اس کی حرکت پھر سے یاد آئی تو وہ جھرجھری بھر کر رہ گئی۔

وہ اپنی مکمل کوشش میں تھی کہ اس کا سامنا کرنا پڑے اس لئے کمرے میں ناگئی۔

پر اب اسے سردی لگ رہی تھی اس امید پر کہ وہ اب سو گیا ہو گیا وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

ضیغم صوفے پہ بیٹھا کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا اسے دیکھ کر عنایہ نے زبان سے اپنے خشک ہونٹ ترکیے۔

دروازہ بند کرتی وہ کچھ قدم اٹھاتی کارپٹ پہ آ بیٹھی۔ جہاں اسے سونا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

میرے وارڈروب کا حشر تم نے بگاڑا تھا.....

وہ فائل سے نظریں اتھائے بنا پوچھنے لگا۔

عنایہ اپنی کامیابی پہ خوش ہوتی اس کے اور خود کے درمیان کا فاصلہ مانیتی پھر اپنا اور دروازے کے درمیان کا فاصلہ دیکھنے لگی۔

مجھے اپنی بات دھرانے کی عادت نہیں.... وہ اب اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کی بات پہ عنایہ دل ہی دل میں دوہری ہو کر ہنسی تھی۔

مجھے تو پتا بھی نہیں تم کیا کہ رہے ہو....
وہ صاف مکاری تھی۔

جھوٹ مت بولو.... اب اس کے لہجہ میں غصہ جھلک رہا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

ہو سکتا ہے کوئی چوہا ہو....

وہ معصوم بنتی کہنے لگی تو ضیغم کی پیشانی پہ بل پڑ گئے۔

وہ جانتا تھا یہ حرکت اسی کی ہے۔

یا کوئی چوہا....

وہ کف موڑتا ہوا اب اس کی طرف بڑھنے لگا تو عنایہ پھرتی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ضنیغم نے اسے بالوں سے دبوچ لیا۔

وہ ایک دم چیخ مارتی ہوئی اپنا ہاتھ بالوں تک لے گئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

ضنیغم نے اسے اپنے قریب کیا اور عنایہ کی پشت اس کے سینے سے ٹکرائی۔

چھوڑو مجھے ورنہ میں آٹٹی کو بلاؤ گی۔

وہ پھنکاری تھی۔



بہمہم.... وہ تو تمہارے محبوب اور میرے بھائی زید کو ملنے گئیں۔

وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتا کہنے لگا۔ صاف جھلک رہا تھا کہ وہ اس سے مخلوط ہو رہا ہے۔

اس کی بات پہ عنایہ کو اپنی حالت کی سنگینی کا ادراک ہوا۔

مم... میں ملازموں کو بلالوں گی۔
اب کی بار اس نے کمزور آواز میں کہا جس پہ اس نے اس کی بال شدت سے کھینچے۔

.....

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 12



اور اس کا چہرہ اوپر کو اٹھ گیا۔

کوشش کر لو....

وہ زہریلی مسکراہٹ لئے کہنے لگا۔
عنایہ پوری قوت سے چیخی لیکن کوئی وہاں موجود ہوتا تب آتا۔

وہ سب کب چلے گئے تھے اسے اپنی سوچ میں اس بات کا احساس تک نہ ہوا۔

ضیغم نے اب اسے جبرے سے دبوچا اور اسے ایک جھٹکے سے اپنی طرف پلٹا۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

بہت ہمت آگئی تھی تم میں.... اب کیا ہوا....

وہ اسے دھکیلتا ہوا دیوار کی طرف لے گیا۔

اس کی کمر اور سر زور سے دیوار سے ٹکرایا۔ وہ تیزی سے سانس لے رہی تھی۔

چھوڑو مجھے.... وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس کا وجود اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

وہ خود کو ٹھنڈا محسوس کر رہی تھی۔ ضیغم اس کا جبرہ دبوچے تھا جس پہ اس کی آنکھوں میں نمکین پانی تیرنے لگا۔

ٹک ٹک ٹک.... کیا ہوا اب مس عناقچہ بول کیوں نہیں رہی....

وہ اس کا چہرہ پہ پکڑ سخت کرتا اپنی طرف کھینچتے کہنے لگا تو اب کی بار اس کے آنسو بہنے لگے۔
وہ لرز نے لگی تھی جسے ضیغم نے فوراً محسوس کیا تھا۔

عنایہ نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لی تو ضیغم اسے غور سے دیکھنے لگا۔
اس کی خوبصورتی کا صحیح ادراک اسے آج ہو رہا تھا۔

اپنے کام کے باوجود اس کے چہرے پہ کش اور معصومیت تھی۔

وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی تو ناچاہتے ہوئے بھی ضیغم کی نظر ان پہ ٹھہر گئی اور پھر اس کی طرف جھکنے لگا۔

اس کی گستاخی پہ عنانے ایک دم آنکھیں وا کیں تو ضیغم اس سے الگ ہوا۔

اگر آئندہ تم نے میری ملکیت کی طرف ہاتھ بڑھایا تو میں بھی تمہاری ملکیت کی طرف بڑھوں گا۔

وہ اسے دھمکاتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔

اس کا سانس اپنی بے خودی پہ تیز ہونے لگا تھا اسے اس لڑکی سے فاصلہ چاہیے تھا وہ جلدی سے پورچ کی طرف گیا اور پھر گاڑی سٹارٹ کرنا وہاں سے چلا گیا آج رات پھر وہ اپنے پینٹ ہاوس ہی رکنے والا تھا۔

عنائیہ تو ایک بت کی طرح ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی وہ اتنی کمزور کیسے ہو سکتی تھی۔

وہ دیوار کس ساتھ وہیں بیٹھتی چلی گئی اور پھر اپنے ہاتھوں سے ہونٹ رگڑنے لگی۔

ابھی بھی وہ اس کا لمس خود پہ محسوس کر رہی تھی جو کہ اس کے لئے تکلیف کا باعث تھا۔

وہ ابھی بھی لرز رہی تھی اور دل تیزی سے دھڑک رہا تھا سانسیں آپس میں الجھنے لگی تھیں۔

وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ گئی کہ اسے ان حالات کا مقابلہ کیسے کرنا ہے۔

اگلے دن صبح کے وقت ہی سمیہ بیگم واپس آ گئیں۔
انہیں ضیغم نے فون پہ اپنے جانے کی اطلاع کر دی تھی جس وجہ سے انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا ورنہ عنایہ وہاں
ایکلی ہوتی۔

ان کے درمیان صرف سرسری سی ہی بات ہو رہی تھی۔
اور زید کی حالت دیکھ تو ان کا دل پھٹا جا رہا تھا۔

انہوں نے اس سے استفسار کیا تھا جس کی زید نے تصدیق کی کہ واقعی عنایہ نے کبھی اس سے کوئی رشتہ بنانے کی
چاہت نہیں کی تھی لیکن اس نے کبھی یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ کسی کو چاہتی ہے۔
شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ صیغم اس سے شادی نہ کرنا تو وہ زید سے کر لیتی۔

www.urdu novels mania.com

ان کے ذہن میں تو یہی آتا تھا۔ جو بھی تھا ان کے پیٹے اس لڑکی کی وجہ سے دکھی تھے جو کہ ان کی سرد مہری کی وجہ
تھی۔

عنایہ اپنے خریدے گئے کپڑے پہنے ان کے پاس آئی۔
آئی کیا میں اپنی دوست سے ملنے چلی جاؤں.....

وہ احترام سے پوچھنے لگی جس کے جواب میں انہوں نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

عناویہ تھوڑی دیر وہاں کھڑی رہی اور پھر وہاں سے پورچ کی طرف چل دی۔

ساری رات وہ ٹھیک سے سو نہیں پائی کہ نجانے وہ واحیات انسان کب واپس آجائے اور اب اسے کار میں نیند آ رہی تھی۔

ڈرائیور نے گاڑی روک کر منزل پہ پہنچنے کہ اطلاع دی تو وہ جہائی روکتی اپنی سستی کو سناتی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

جویریہ پہلے سے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی اس کی طرف گئی اور سامنے والی سیٹ سنبھال لی۔

جویریہ اس میں بدلاؤ دیکھ کر حیران تھی وہیں عناویہ جویریہ کے چہرے پہ پڑے نیلے نشان دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

بہت اچھی لگ رہی ہو... وہ خیف سا مسکراتی کہنے لگی تو عنایہ ہوش میں آئی۔

یہ اس بے غیرت نے کیا ہے تمہارے ساتھ... وہ غصہ میں بولی تو جویریہ جھینپ گئی۔

چھوڑو نا عنایہ... پلیز....

عنایہ کا دل تو تھا کہ اچھی خاصی سناقتی لیکن اس کی حالت دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

تم نے کیا بتانا تھا... وہ بتاؤ...
www.urdu novels mania.com

وہ... وہ میں بے شادی کر لی... عنایہ جلدی سے بولنے لگی جویریہ اسے کچھ لمحے دیکھتی رہی اور پھر چیخ پڑی۔

کیا... تم نے شادی کر لی اور اب مجھے بتا رہی ہو...

وہ سب کچھ بہت جلدی ہوا نا...
جلدی کی پچی تم تو کہتی تھی کہ کبھی شادی نہیں کروں گی...

وہ ایک دھپ اس کے کندھے پہ لگتی کہنے لگی۔

ہاں بس ہو گئی نا....

ویسے کون ہے وہ جس کے لئے تم نے ایک دن میں ارادہ بدل لیا۔

وہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے کہنے لگی۔

ہے ایک چھچھورا.... وہ دل میں کہنے لگی۔

کتنی دیر وہ جویریہ کے سوالات کا جواب دیتی رہی۔

اچھا میں تمہارے لئے کچھ لائی ہوں...

میرے لئے... کیا... جویریہ چونکتی ہوئی پوچھنے لگی۔

عنایہ نے ہینڈ بیگ میں سے ایک ڈبی پیک ٹیبلٹ نکالا اور اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھ دیا۔

پھر ایک کے بعد ایک ڈبیہ نکال کر انہیں کھولنے لگی اس کے اندر سونے کے ایئر رنگز... کنگن... اور انگوٹھیاں تھیں۔

پھر ان کی رسید بھی ساتھ رکھ دی۔ یہ سب میں نے کل ہی لیا ہے تم انہیں واپس کر دو گی تو یہ سارا سامان تین لاکھ کا ہے۔

www.urdu novelsmania.com

جویریہ اب آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔

عنایہ... یہ تم کیا کر رہی ہو اتنا قیمتی سامان مجھے کیوں دے رہی ہو....

کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت ہے۔ یہ زیادہ تو نہیں ہے لیکن ان سے تم یا علی کچھ نا کچھ تو کر ہی لو گے۔

وہ جویریہ کے ہاتھ تھام کر کہنے لگی۔

نہیں عننا... یہ تمہارا ہے میں یہ نہیں لے سکتی۔

نہیں یہ اب تمہارا ہے جویریہ اور ویسے بھی اس اکڑو پہ اس کا کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن تمہارے لئے یہ ایک مثبت تبدیلی لا سکتا ہے... پلیز انکار نہیں کرنا.... میں بہت دل سے دے رہی ہوں۔

عنایہ مجھے بہت برا لگ رہا ہے میں نے اس وجہ سے تو نہیں بتایا تھا۔

مجھے پتا ہے... اور اب ہم ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں تو گئی بھینس پانی میں...

اس کے انداز پہ جویریہ ہسنے لگ گئی اور پھر سر مندرہ شرمندہ سی اس کا شکریہ کرنے لگی۔

آنے والے دنوں میں عنایہ یا تو گھر میں رہتی یا پھر اپنی امی سے ملنے ہو سٹیل چلی جاتی۔

عنایہ کو دیکھ کر وہ خوش ہو جاتیں ان کا دھیان کافی اچھے سے رکھا جا رہا تھا۔

عناویہ کو وہ پہلے کی طرح سفید نہیں لگتی تھیں بلکہ ان کی صحت بحال ہونے لگی تھی جس وجہ سے وہ بے حد خوش تھی اور پرسکون بھی کہ اس کا فیصلہ درست تھا۔

ضیغم کا ایک ہفتہ کا ٹرپ مختلف وجوہات کی بنا پر طویل اختیار کر گیا اور اسے وہاں دو ہفتے تک رکنا پڑا۔

اسے جب بھی موقع ملتا وہ زید اور سمیدہ بیگم کو کال کرتا رہتا۔

اس دوران ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں عناویہ نامی فساد پھوٹ جاتا تو وہ خود کو مزید مصروف کر لیتا۔

اسلام آباد ایئرپورٹ اترتے ہی وہ اپنے ڈرائیور کی تلاش کرنے لگا جب وہ اس کے نام کا بورڈ پکڑے ہوئے دکھا۔

وہ کار میں جا بیٹھا جو اب اس کے گھر کی طرف روانہ تھی۔

شام اب رات میں بدل رہی تھی جب وہ ننگے پاؤں گھاس پہ چل رہی تھی۔

یہ دن اس نے انتہائی سکون سے گزارے تھے وہ لان میں ٹہکتی اپنی گزری ہوئی زندگی کو سوچ رہی تھی۔

ان لوگوں کا رہن سہن سب بہت مختلف تھا۔
انہیں اپنی انا پیاری تھی اور نام نہاد عزت۔

وہیں عنایہ جیسے لوگ انا جیسی چیز کا بوجھ نہیں جھیل سکتے تھے۔

لیکن عزت... وہ ایک الگ ہی سوال تھا۔

اس کا موڈ کافی خوشگوار تھا جب صدر دروازہ کھلا اور گاڑی پورچ میں داخل ہوئی۔

ضیغم گاڑی سے نکلا اور ڈرائیور جلدی سے نکلا اور اس کا بیگ نکال کر اندر چلا گیا۔

عنایہ اسے مبہم سی دیکھنے لگی وہی وہی مغرور ناک....

لیکن وہ پھر بھی مسکرا دی شاید اس لئے وہ اسے اتنے دنوں بعد دیکھ رہی تھی۔

ضیغم کی نظر سائیڈ سے آتی عنایہ کی طرف گئی۔

تو وہ اسے پیشانی پہ بل ڈال کر دیکھنے لگا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو....

اس کے اکھڑ لہجہ پہ بھی اسے برانا لگا۔

ویسے ہی چہل قدمی کر رہی ہوں۔

ضنیغم ابرو اچکا اسے دیکھنے لگا۔

چہل قدمی.... اس وقت... اور وہ بھی ننگے پاؤں...



آج کل وہاں کا موسم خاصا ٹھنڈا ہو چکا تھا تو ایک دم پوچھنے لگی۔

کیا ہو مسٹر ضنیغم میری فکر ہو رہی ہے....

اس کا خوشگوار موڈ ضنیغم نے بھی محسوس کیا تھا۔

نہیں... لیکن تمہاری بیماری پہ ہونے والے خرچ کی ضرور ہو رہی ہے۔

عنا اس کی بات پہ آنھیں گھمانے لگی۔

کچھ نہیں ہو گا... اتنی بھی نازک نہیں بلکہ آؤمل کر چہل قدمی کرتے ہیں۔

اس طرح اسے دعوت دینے پہ ایک لمحہ وہ چونکا کہ آخر اسے کیا ہو گیا۔

لیکن پھر نظر انداز کرتا آگے بڑھنے لگا۔

نہیں تم ہی مبارک ہو یہ سب۔ اور ویسے بھی یہ ننگے پاؤں کو نسی چہل قدمی ہوتی ہے۔

www.urdu novels mania.com

عنا یہ اس کے ساتھ ہو لی۔

ارے ننگے پاؤں ہی تو ہوتی ہے.... جب نرم نرم ٹھنڈی گھاس آپ کے پاؤں کو چھوتی ہے تو مزہ آجاتا ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے ایسے بتا رہی تھی جیسے دنیا میں اس سے بہترین کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔

وہ اسے یک ٹک دیکھے گیا۔

کیا تم بھی ننگے پاؤں گھاس پہ نہیں چلے....

اس کے سوال پہ ضیغم کو اس کو اچھا غاصا سنانا چاہیے تھا لیکن نجانے کیوں وہ انکار میں سر ہلانے لگا۔

عنایہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

تم جھوٹ کہہ رہے ہو.... ایسا کیسے ہو سکتا ہے....

نہیں میں بھی ننگے پاؤں گھاس پہ نہیں چلا....



اس کا مطلب تم نے اتنے اہم احساس سے محروم ہو....

وہ ایک دم اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

اتارو اتارو.... شوز جلدی....

وہ کسی بچے کی طرف پر جوش لگ رہی تھی اور اس کے شوز کے تسمے کھولنے لگی۔

عنا... یہ کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی۔

وہ ایک دم زچ ہوا۔

تم بس اتارو انہیں... وہ اس کا ٹانگ پکڑ کر بلانے لگی تو ضیغم نے شوز اتار دیئے کہ مبادہ اسے گرا ہی نادییئے اور پھر جرابیں اتارنے لگا۔



چلو اب اس طرف چلتے ہیں....

وہ لان کو دوسری طرف اشارہ کرنے لگی۔

ٹھنڈی اور نرم گھاس پہ پاؤں رکھ کر اس نے جھر جھری بھری۔

لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اس نئے احساس سے لطف اندوز ہونے لگا۔

اسے یقین نا آیا کہ وہ اتنے خوبصورت احساس سے نا آشنا تھا۔

مسکراتے ہوئے عنایہ ہی تقلید میں چلنے لگا جب عنانے اسے مسکراتے دیکھا تو اس کی باچھیں مزید کھل گئیں۔

جس پہ ضیغم نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا اور وہ ہسنے لگی۔

ابھی کچھ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ گھاس کو پانی دینے والا سسٹم ایک دم آن ہوا اور ان پہ پانی کی بوچھاڑ ہونے لگی۔

وہ دونوں خود کو بچانے کے لئے بھاگے عنایہ ایک دم گیلی گھاس پہ ہی بیٹھ گئی تو ضیغم اس پہ جھک گیا تا کہ وہ پانی سے بچ جائے۔

وہ کہنیاں گیلی مٹی پہ لکائے پیچھے کو جھکی ہوئی تھی اور ضیغم اپنی ہتھیلیاں اس کے گرد رکھے ہوئے تھا۔

ضیغم کو اس طرح دیکھ اس کی ہنسی چھوٹ گئی اور وہ بھی قہقہہ لگا اٹھا۔

کچھ دیر وہ ایسے ہی لمحات میں کھوئے اسے انجوائے کرتے رہے۔ لیکن پھر جیسے وہ ہال میں لوٹنے لگی اور اس کی قربت پہ عننا کے قبہ دم توڑنے لگے۔

ضیغم بھی ایک دم اس سے دور ہوا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔
دونوں ہی بھیگ چکے تھے اور کپڑوں پہ مٹی لگی تھی۔

عنایہ جلدی سے گھر کے اندر کی طرف گئی اور وہ مٹی اپنے پیروں سے مسلنے لگا پھر اس ساحرہ سے دور رہنے کا عہد کیا اور خود بھی گھر میں داخل ہو گیا۔

ضیغم کے آتے ہی اگلے دن سمینہ بیگم زید کے پاس چلی گئیں۔
اس کی واپسی میں اب کچھ ہی دن باقی تھے اور وہ وقت انہیں اپنے بیٹے کے ساتھ گزارنا تھا۔

اس دوران عنایہ اور ضیغم دونوں ایک دوسرے سے فاصلہ برقرار رکھنے لگے۔

آخر وہ دن بھی آگیا جس دن زید نے واپس جانا تھا۔

اسے وداع کرتے سمیٹہ بیگم کے تو آنسو ہی نہیں رک رہے تھے۔

ضیغم اور وہ دونوں ہی انہیں حوصلہ دے رہے تھے۔

اس کی پرواز کی اعلان ہوا تو وہ جانے سے پہلے آخری بار ان سے ملا۔

موم اپنا خیال رکھنے گا...

وہ ان کی پیشانی کا بوسہ لیتے کہنے لگا۔

تم بھی زید... اپنا بے حد خیال رکھنا سمجھے....

وہ ان سے الگ ہوتا اب ضیغم کے بغل گیر ہو گیا۔

بھائی آپ بھی اپنا اور موم کا دھیان رکھنا.... وہ لڑکی ہماری طرح انہیں دکھنا دے پائے۔

ضیغم اس کا کندھا تھپتھپانے لگا۔

تم بے فکر ہو کر اپنی پڑھائی کرو اور ایسے لوگوں سے دور رہنا۔

زید سر اثبات میں بلاتا وہاں سے چل دیا۔

ڈرائیور کے ذریعے اس نے ایک چٹ اور ڈریس گھر بھجوائی تھی۔

اور عننا سے کھول رہی تھی۔

میری واپسی تک اسے پہن کر تیار رہنا..... ایک بزنس پارٹی میں شرکت لازمی ہے۔

عننا نے وہ کاغذ پھر شے گھورا اور پھر بیڈ پہ پڑی ڈریس دیکھنے رہی۔

www.urdu novelsmania.com

بلیک کلر کا سادہ سا گاؤن اسے منہ چڑھا رہا تھا۔

لیکن اس کے باوجود وہ بہت خوبصورت تھا۔

وہ اسے چھو کر دیکھنے لگی۔

پچھلے کچھ دنوں میں ضیغم اور وہ ایک دوسرے سے سرد مہری کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

وہ صرف امید ہی کر سکتی تھی کہ اس کے یہ پانچ سال اسی طرح گزر جائیں۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 13



رات کو جب وہ لوٹا تو تیار ہو کر عنایہ کا انتظار کرنے لگا۔

وہ جب پہنچا تو اس نے تب تیار ہونا شروع کیا جس پہ اسے بے حد غصہ آیا۔

سمینہ بیگم اسے ہال میں چکر لگاتے دیکھ رہی تھیں۔

ضیغم بیٹھ جاؤ... آجائے گی۔

اس نے ایک بار پھر گھڑی کو دیکھا۔

مجھے وہاں جلدی پہنچنا تھا اور یہ لڑکی....

اسے سیڑھیوں سے اترتا دیکھ وہ اگلا فقرہ بھول گیا۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

ہا کا سامیک اپ اس کے نقوش ابھار رہا تھا۔

ضیغم نے اپنے تاثرات کو قابو میں کیا اور اس کی طرف بڑھا۔

میں تمہاری وجہ سے بہت لیٹ ہو چکا ہوں.....

اس نے اسے بے دردی سے کھینچا اور وہ اس کے ساتھ تیز تیز چلنے لگی۔

گاڑی ایک دم کسی جیولری شاپ کے باہر رکی تو وہ ضیغم کی طرف پلٹی۔

کچھ پوچھتی اس سے پہلے وہ اسے پیچھے آنے کا کہہ کر اتر گیا۔

عنائیہ شال سنبھالتی اس کی تقلید میں شاپ میں داخل ہوئی۔

وہ ایک کاؤنٹر کی طرف برہ رہا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔

تم جاؤ جو پسند آئے لے لو...

وہ اسے تنبیہ کرتا کال اٹھا کر سائیڈ پہ چلا گیا۔

جب دیکھو حکم ہی چلاتا ہے... ہو نہ ملازمہ نہیں اس کی۔

یہ کہتے ہوئے وہ کاؤنٹر کی طرف گئی۔
وہاں ایک سے بڑھ کر ایک چیز تھی لیکن ان کی قیمت دیکھ کر عنایہ کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

اس نے ایک نازک لیکن مقابلہ کم قیمت انگوٹھی پسند کی۔

ابھی وہ پہن کر دیکھ ہی رہی تھی جب ضیغم واپس آیا۔

یہ پسند کیا ہے تم نے....
اس کے چہرے پہ ناگواری واضح تھی۔

کیوں اس میں کیا مسئلہ ہے...
وہ اس انگوٹھی کو دیکھتی کہنے لگی۔

وہ عنایہ کا ہاتھ تھام کر کھینچنے لگا اور مختلف زیورات دیکھ کر انہیں ناپسند کرنے لگا۔

پھر سب سے مہنگی انگوٹھیوں میں سے ایک انگوٹھی پسند کی۔

ہاتھ آگے کرو.....

جب وہ اسے گھورنے لگی تو اس نے زبردستی ہاتھ پکڑا اور انگوٹھی اسے پہنانے لگا۔

یہ ٹھیک ہے.....

پھر اس کے لئے بریلیٹ پسند کیا عنایہ انہیں پہن کر دیکھنے لگی جب ضیغم خوبصورت ایئر رنگ لے آیا۔

ضیغم یہ سب بہت مہنگا ہے.....

تو تمہیں میری بیوی بھی تو لگنا چاہیے.....
www.urdu novelsmania.com

وہ اس کے کان کی لو پکڑ کر ان میں ایئر رنگ پہنانے لگا۔

چھوڑو... میرے اپنے ہاتھ ہیں۔

وہ جھینپ سی گئی۔

چپ چاپ کھڑی رہو.... وہ اسے ایئر رنگ پہنا کر دوسری ایئر رنگ پہنانے لگا۔

ویسے بھی اب تم ضیغم عباس کی بیوی کے طور پہ قابل قبول دکھو گی ناکہ کسی سلم ایریا کی رہائشی۔

جانتے ہو جب تم منہ کھولتے ہو تو نہایت زہر لگتے ہو۔

خاموش ہی رہا کرو۔



اس کی بات پہ ضیغم نے ایئر رنگ کو اتنی زور سے کھینچا کہ وہ چلا اٹھی۔

تم بھی کم بولا کرو ورنہ کسی دن اس لمبی زبان کی وجہ سے کسی مشکل کا شکار ہو جاؤ گی۔

عنائیہ اسے گھورتی ہوئی وہاں سے چل دی جبکہ ضیغم بل ادا کرنے لگا۔

جب وہ وہاں پہنچے تو ضیغم اس کے گرد اپنی بازو حائل کئے سب سے اس کا تعارف کروا تا رہا۔

مرد اس کی خوبصورتی جبکہ عورتیں اس کی ہیروں کے زیورات سے متاثر ہو رہی تھیں۔

وہ اسے لئے کسی ٹرائی کی طرح شو آف کر رہا تھا۔

جب زیدی ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔

ضیغم صاحب... عننا.... کیسے ہیں آپ....

وہ بات دونوں سے کر رہا تھا لیکن نظریں عنایہ پہ مرکوز تھیں۔

ویسے آج کی شام کافی حسین ہے....

وہ خباثت سے کہنے لگا۔

عنایہ اسے زہر آلود آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

ضیغم نے عنایہ کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے پیچھے کھینچ لیا۔

زیدی کی نظریں ایک دم غصہ سے سرخ ہوتے ضیغم پہ گئیں۔

یہاں سے پلٹو اور جتنا دور ہو سکے اتنا دور چلے جاؤ۔

اور اگر دوبارہ تمہاری نظریں میری بیوی کی طرف آئیں تو تم کچھ اور دیکھنے کے قابل نہیں رہو گے۔

وہ دھیمے مگر سخت لہجے سے اس کا کندھا تھپتھپاتے کہنے لگا۔

زیدی نے عنا کے سامنے اس طرح بے عزت ہونے پہ انہیں غصے سے دیکھا جب عنا نے اسے ایک تمسخرانہ مسکراہٹ سے نوازا۔

www.urdu novelsmania.com

وہ دل میں آگ لئے پلٹا اور وہاں سے چلا گیا۔

اس طرح اس کی عزت بڑھانے پہ عنا یہ آنکھوں میں تشکر لئے اسے دیکھنے لگی۔

ضیغم اسے ہاتھ سے کھینچتا وہاں سے لے گیا۔

تمہارے یہ کرتوت میرے ساتھ نہیں چلیں گے سبھی...
وہ اس کے ہاتھ پہ پکڑ مضبوط کرتا کہنے لگا تو عنایہ اسے پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

کچھ لمحے پہلے کا شکر اب کہیں نہیں تھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو....

شٹ... اپ... آخری بار کہ رہا ہوں عنایہ میرے ساتھ نہیں....

وہ جہا چبا کر کہتا اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر چلا گیا جبکہ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی۔

ضیغم اب مختلف انڈسٹری کے مالکان سے گفتگو میں مصروف تھا۔

جب عنایہ کچھ وہاں اپنی کھڑی تھی۔ اسے ان دوسری خواتین کے ساتھ مل کر جھوٹی شان بنانے کی کوئی خواہش نہیں تھی اس لئے وہ ٹیرس میں چلی گئی۔

رات اپنے پنکھ پھیلا چکی تھی۔ وہ گرل کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور کہنیاں اس پہ لگائیں۔

ایک گہرہ سانس لے کر اس نے اس ٹھنڈی ہوا کو خود میں اتارا۔

نیچے سڑک پہ چلتی گاڑیاں اسے اس بات کا احساس دلارہی تھیں کہ یہ وقت بھی گزر ہی جائے گا۔

...

عروج اپنے بابا کے ساتھ آئی تھی اور کب کی ضیغم کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔

اس کا دل بری طرح جل رہا تھا۔

ان دنوں میں وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گئی تھی لیکن اس کے محبوب کو تو کوئی پرواہ ہی نہ تھی۔

www.urdu novelsmania.com

سنہری بالوں والی عروج آج سب کے لئے ایک مزاق بن کر رہ گئی تھی۔

ضیغم نے اپنی بیوی کو یہاں لا کر اس کا عزت نفس کو بری طرح روندنا تھا۔

خواتین اسے دیکھتیں اور چہل مگوئیاں کرتیں۔

اس کے بابا اسے بار بار واپس چلنے کا کہہ رہے تھے لیکن وہ اپنی محبت کو چور چور ہوتے دیکھنا چاہتی تھی۔

اس کے قدم خود ہی ضیغم کی طرف بڑھنے لگے۔

کسی سے بات کرتے ہوئے ضیغم نے جب خود پہ نظریں محسوس کیں تو اس نے عروج کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

وہ اس شخص سے بات ادھوری چھوڑ کر عروج کی طرف بڑھا اور اسے بازو سے تھام کر ایک طرف لے گیا۔

کیوں لائے تم اسے یہاں....
www.urdu novels mania.com
موقع ملتے ہی ہو وہ اس پہ چلائی تھی۔

مجھے یہاں کوئی تماشہ نہیں چاہیے عروج... آواز نیچی رکھو۔

تم... تم جانتے تھے میں یہاں موجود ہوں گی پھر بھی تم نے ایسا کیا....

وہ دکھی لہجہ میں کہنے لگی۔

اس سب کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے عروج تم اپنی ذہنیت صاف رکھو۔

میری نظروں کے سامنے تم اسے اپنے حصار میں لئے لہرا رہے ہو اور چاہتے ہو کہ کچھ ناسو چوں....

وہ درشتی سے کہنے لگی تو ضیغم نے اس کے رخسار پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا اور سہلانے لگا۔

عروج تم ہی میری بیوی بنو گی... اس سے شادی وقت کی نزاکت کے تحت کی۔

عروج نے اپنے چہرے کا رخ پلٹا اور اس کے لمس سے دور ہو گئی۔
www.urdu novelsmania.com

نہیں ضیغم مجھے تم سے محبت ضرور ہے لیکن میری عزت بھی مجھے عزیز ہے۔

وہ سپاٹ لہجے میں کہتی اپنا بازو اس سے آزاد کرواتی وہاں سے چلی گئی۔

اگر اسے واقعی عروج سے شادی کرنی تھی تو اسے اپنے قول پہ عمل کر کے دکھانا ہو گا۔

ضنیغم کا دوست جو کہ وہیں موجود تھا اس نے عروج کو دکھ سے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا۔

اسے افسوس تھا کہ عروج نے اس کی اور ضنیغم نے عروج کی قدر نہیں کی۔

وہ گرل کے اوپر جھکی ہوئی تھی پھر کچھ سوچ کر اپنی ایڑی والی جوتی اتاری اور گرل پہ پاؤں رکھ کر کھڑی ہونے لگی۔



میم.... یہ آپ کیا کر رہی ہیں....

کسی کی آواز سے وہ یکدم چونکی اور اس آواز کے ذریعے کی طرف پلٹی۔

ایک خوبرونو جوان بیرے کے کپڑوں میں ملبوس اسے دیکھ رہا تھا۔

دیکھیں میم... آپ... آپ جس بھی وجہ سے پریشان ہیں اس کا حل نکل سکتا ہے.... ایسا مت کریں....

وہاں سے دور ہو جائیں

وہ ایسے کہ رہا تھا جیسے اسی بچے سے بات کر رہا ہو۔

عنائیہ اس کی باتیں سمجھنا پائی پھر ایک دم آنکھیں پھیلیں۔

اسے لگا تھا کہ وہ خود کشی کی کوشش کر رہی ہے۔

وہ دوبارہ اپنی جوتی پہننے لگی اور گرل سے کچھ دور ہوتی تو اس بیرے نے سکھ کا سانس لیا۔

www.urdu novels mania.com

وہ ابھی بھی ایک ہاتھ پہ ڈش اٹھاتے ہوئے تھا۔

میں خود کشی نہیں کر رہی تھی... لیکن مجھے خبردار کرنے کا شکریہ۔

وہ اپنی مسکراہٹ دباتی کہنے لگی جب ضنیغم اسے ہی ڈھونڈتا ہوا وہاں آیا۔

ڈیئر ہسینڈ.. یہاں آؤ اس شخص نے تمہاری بیوی کی جان بچائی ہے۔

وہ ذو معنی طریقے سے کہنے لگی۔

اچھا... کیا واقعی...

وہ اس کے ساتھ کھڑا ہو کر بیرے کو دیکھنے لگا۔

عنائیہ نے ڈش میں موبوڈ بوس کا واحد گلاس اٹھایا اور اپنے لبوں کو لگا لیا۔

ہاں بالکل... میرے خیال سے تمہیں اسے اسی مطابق انعام سے نوازنا چاہیے....

ضیغم نے اپنا بازو اس کے کمر کے گرد حماعل کر دیا اور طنزیہ مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا۔

بیرہ کچھ کہنے ہی والا تھا جب وہ بولا۔

اگر اس مطابق انعام دینا ہے تو پھر میں اپنے ساتھ سکے نہیں رکھتا....

اس نے اپنے لفظوں پہ زور ڈالتے ہوئے کہا عنایہ کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی۔

اس طرح اسے شرمندہ کرنے پہ بیرہ بھی کچھ پریشان ہو گیا۔

نہیں میم... یہ تو میرا فرض تھا... مجھے انعام کی ضرورت نہیں....

وہ عنایہ کے چہرے پہ شرمندگی دیکھ کر کہنے لگا۔

دیکھا.... اسے بھی یہی لگتا ہے کہ تم اس قابل نہیں۔

وہ وہاں سے جاتے ہوئے بیرے کو دیکھتا کہنے لگا۔

بیرے نے وہاں سے جا کر سامنے کھڑے زیدی کو سر کا اشارہ کیا اور اپنے راستے چل دیا۔

خباثت سے بھری مسکراہٹ اس کے چہرے پہ پھیل گئی۔

عنایہ نے اپنے چہرے کا رخ پلٹا اور خالی گلاس وہیں سائیڈ پہ رکھ کر وہاں سے جانے لگی۔

جب ضنیغم بھی اس کی تقلید میں وہاں سے چل دیا۔

وہ پھر سے وہاں اکیلی کھڑی تھی اور ضنیغم اپنے دوستوں کے ساتھ۔

اس نے ایک دو عورتوں سے کچھ باتیں کیں لیکن اب اس کا سر بہت چکرا رہا تھا۔

وہ دیوار کا سہارا لیتی اس ہجوم سے باہر نکل آئی اور ریسٹ روم کی طرف چل دی۔

منہ پہ پانی کے چھینٹے مار کر بھی اسے کوئی فرق نہ پڑا بلکہ اس کا اپنے قدموں پہ کھڑا رہنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ وہاں سے نگلی جب کسی نے اس کا ہاتھ دبوچ لیا۔

عنایہ نے ہنسنے سے بچایا۔

آہ... عنابے بی.... آخر کا کتنا اور ترساو گی۔

زیدی کی آواز پہ پلٹی لیکن اسے ایک کی جگہ دو دوزیدی دکھ رہے تھے وہ اپنا سر جھٹکنے لگی اور ہاتھ جھروانے لگی۔

چھوڑو.... میرا ہاتھ....

اپنے دانت پکچکاتے ہوئے وہ پھنکاری۔

اب تو ضد چھوڑ دو.... ضیغم تمہیں جتنے پیسے دیتا ہے میں اس سے دو گنا دوں گا۔

وہ اسے ایک سمت کھینچتا ہوا کہنے لگا۔

تبھی ریٹ روم کی طرف آنے والی ایک عورت نے زیدی کو اس سے زور آزمائی کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اس نے عنایہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

وہ عورت عنایہ پہ ترس کھاتی اسے سہارا دے کر واپس لے آئی۔

ضیغم کی نظر اس پہ گئی تو وہ تیزی سے اس کی طرف آیا۔

کیا ہوا اسے...

وہ اس عورت سے پوچھنے لگا۔

ضیغم... میرا سر...

وہ اپنا سر تھام کر کہنے لگی تو وہ عورت وہاں سے چلی گئی۔



زیدی اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا۔

اچھا چلو یہاں سے چلتے ہیں۔

وہ گرنے لگی تو اس نے ضیغم کی گردن کے گرد اپنے بازو حما مل کر دیئے۔

جبکہ ضنیغم نے بیرے کو کہہ کر پانی منگوایا اور اسے پلایا۔

پھر عنایہ کو لے کر وہاں سے چل دیا۔

جب وہ گھر پہنچے تو تب تک وہ سو گئی تھی۔

ضنیغم نے اسے جگانا چاہا وہ تھوڑا سا کسمائی اور آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

لیکن وہ اس پہ فوکس نہیں کر پار ہی تھی یہ بات ضنیغم نے بھی محسوس کی اور اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔

چاروناچار ضنیغم نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اندر لے گیا۔
www.urdu novelsmania.com

اس کی شال کندھوں سے ڈھلک کر زمین پہ گر گئی۔

بیڈ پہ لٹا کر اس نے اس کی نبض چیک کی وہ بہت سست تھی۔

بالوں کی لٹیں اس کے چہرے پہ پھیل گئی تھیں اور وہ سوئی ہوئی کسی اسپرہ کی مانند لگتی تھی۔

وہ اس کے بال چہرے سے ہٹانے لگا اور پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

رات کے اس اندھیرے میں کون تھا جو اس کے دل میں اٹھتے جذبات کا گواہ بنتا۔

اس نے نظریں اس کے چہرے سے ہٹائیں اور پھر اس پہ جھک کر کان سے ایئر رنگز اتارنے لگا۔

انہیں سائیڈ ٹیبل پر رکھ اور پھر اس کی ہیلز اتار کر خود بھی فریش ہونے چلا گیا۔

اتنے عرصے میں وہ یہ تو جان چکا تھا کہ عنایہ کی نیند اتنی گہری نہیں ہے۔

اور جس طرح اس کی طبیعت اچانک پارٹی میں خراب ہوئی اس سے ظاہر تھا کہ اس نے کچھ نشہ کیا ہے۔

یقیناً وہ ڈانسر کے ساتھ نشہ کی عادی بھی تھی۔

اس نے اپنے دانت بھیج لے اور اپنی سوچوں کا محور بدلنے لگا۔

اگلی صبح جب وہ جاگی تو اس کا سر بری طرح درد کر رہا تھا۔

آنکھیں کھولیں تو روشنی بھی تکلیف کا باعث بن رہی تھی۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر اسے دبانے لگی۔

کب سے کر رہی ہو یہ سب

کسی کی آواز پہ اس نے ہلکی سی آنکھیں کھول کر سامنے کھڑے ضیغم کو دیکھا۔

اس کی آواز اس کے سر پہ کسی ہتھوڑے کی طرح وار کر رہی تھی۔

اس نے اپنا لباس دیکھ تو کچھ دیر بعد اسے کل رات کی پارٹی یاد آنے لگی۔

میں نے پوچھا کب سے کر رہی ہو یہ سب

اب کی بار وہ دھاڑا تو عنایہ کے سر میں درد کی ایک نئی لہر اٹھی۔

آہستہ بولو پلیز....

وہ غصہ سے اس کے پاس آیا اور اسے بازو سے کھینچ کر کھڑا کیا۔

اور پھر دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچ لیا۔

وہ اس حرکت پہ ایک دم بوکھلائی تھی۔



کتنے عرصے سے کرتی آرہی ہو یہ۔

کیا.... سردرد سے سرخ ہوتی آنکھیں لئے وہ اس سے پوچھنے لگی۔

اتنا معصوم مت بنو تم عنایہ... کب سے کرتی آرہی ہو نشہ...

وہ اس کی بات پہ ایسے دیکھنے لگی جیسے سردرد اسے ہو رہا ہے اور دماغ اس کا گھاس چرنے چلا گیا ہے۔

نشہ.... کیا کہ رہے ہو تم....

وہ اس سے اپنا چہرہ آزاد کرواتی دھیمے لہجے میں بولی۔

جھوٹ نہیں ورنہ یہیں الٹا لگا دوں گا۔

وہ دوبارہ دھاڑا تو عنایہ نے سر درد سے سسک کر رہ گئی۔

آہستہ بولو یہیں ہوں میں۔
اور میں کوئی جھوٹ نہیں کہ رہی... اور نامیں سمجھ پارہی ہوں کہ تم کیا کہ رہے ہو۔
www.urdu novelsmania.com

پھر سے وہی بکواس.... اگر نشہ نہیں کرتی تو کل رات نشہ میں کیوں تھی۔ اور اب بھی اس وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے۔

وہ اسے بازو سے جھنجھوڑتا ہوا کہنے لگا۔

عنایہ اس کی بات پہ کل رات یاد کرنے لگی لیکن اسے اس انعام والی بات کے بعد سے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

مجھے نہیں پتا ضیغم اور میں کوئی نشہ نہیں کرتی یقین کرو۔

نجانے کیوں وہ چاہتی تھی کہ ضیغم اس پہ یقین کرے۔

لیکن اس نے اسے ایک جھٹکے سے آزاد کیا اور اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ عنایہ کی گردن دبوچے ہوئے تھا۔

کہا تھا نا جھوٹ نہیں کہنا... وہ چہرہ اس کے قریب کرتا کہنے لگا۔

اور یقین تم جیسی لڑکی پہ.... جو ہر قدم پہ فریب دے۔

اس کے پکڑ میں سختی در آئی تھی۔

عنایہ کے لئے سانس لینا مشکل ہونے لگا تو وہ اس کا بازو نوچنے لگی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا اور ضیغم کا عکس

دھندھلانے لگا۔

دوبارہ یہ حرکت کی تو تمہاری جان لے لوں گا۔

ضنیغم نے اسے فرش سے بلند کر دیا تو اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور ضنیغم کی بازو پہ اس کی پکڑ کمزور ہونے لگی۔

اس نے اسے بیڈ پہ پھینکا تو وہ سانس کھینچتے ہوئے کھانسنے لگی۔ وہ اب سر درد مکمل طور پہ بھول چکی تھی۔ جبکہ ضنیغم اس کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے چل دیا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

اس کے جانے کے بعد وہ اس کی باتوں کو سوچتی رہی۔

اسے کچھ باتیں دھندھلی سی یاد آنے لگی تھیں لیکن کچھ ٹھیک سے یاد نہیں آ رہا تھا۔

آخر تھک ہار کر اس نے اس بارے میں سوچنا ہی بند کر دیا۔

...

وہ جب واپس آیا تو اپنی ماں کو ہال میں پریشان دیکھا۔

کیا بات ہے امی اتنی پریشان کیوں ہیں آپ...

وہ ان کے پاس بیٹھ کر محبت سے کہنے لگا۔

ضیغم.. زید کیسا ہے اس سے بات ہوئی تمہاری....

جی آج صبح ہی ہوئی تھی.. خیریت..

پتا نہیں ایک عجیب سی کشمکش ہے میں نے کل رات بہت برا خواب دیکھا اس کے مطابق۔

امی آپ پریشان نا ہوں سب ٹھیک ہے... وہ ان کا تھمتا کہنے لگا۔

نہیں ضیغم تم نہیں سمجھو گے ایک ماں کی محبت... اور اس کی اپنی اولاد کے لئے پریشانی۔

وہ شفقت سے اس کا رخسار چھوتے ہوئے کہنے لگیں۔

وہ کچھ دیر خاموش رہا لیکن اچانک کسی خیال گے آتے ہی اپنی ماں کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔

اگر آپ چاہیں تو زید کے پاس چلی جائیں۔

اس کے ساتھ رہیں گی تو آپ یوں پریشان بھی نہیں ہوں گی اور وہ بھی سنبھل کر رہے گا۔

اس کے مشورے پر سمینہ بیگم سوچ میں پڑ گئیں۔

بات تو تم ٹھیک کہتے ہوں لیکن تمہیں اکیلا....

ارے امی میں پینتیس سال کا ہوں... شادی شدہ ہوں.... اور پھر یہاں اتنے ملازم بھی ہیں۔

اس کے جواز پہ وہ خاموش ہو گئی۔

ٹھیک ہے... ایسا کرو کچھ دن بعد کی فلائٹ بک کروادو۔

جی امی... جیسا آپ کہیں۔

سعدیہ بیگم اس کی پیشانی کا بوسہ لیتیں خوش رہنے کی دعائی کرتیں اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

جبکہ ضیغم ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھ کر بیٹھ اور انگلی سے اپنے ہونٹ سہلانے لگا۔

چہرے پہ ایک دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔

اب ان کی غیر موجودگی میں عنایہ اکیلی ہو جاتی اور وہ اپنے منصوبہ پہ عمل شروع کر پاتا۔

اس کا مقصد عنایہ کو اتنا نارچر کرنا تھا کہ وہ خود پانچ سال سے پہلے طلاق کا مطالبہ کرے جس سے وہ ساری جائیداد ضیغم عباس کی ہی رہتی۔

بلکہ عنایہ کو الٹا اس دوران اس پہ کتنے جانے والے اخراجات کی بھرپائی کرنا پڑتی۔

جتنا پیسہ اس کی ماں کے علاج پہ خرچ ہو رہا تھا اس لحاظ سے تو وہ تاحیات اس کی غلام بن جاتی۔

اور وہ عروج سے شادی کر کے ایک پرسکون زندگی گزارتا۔

یہ سوچ کر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی اور وہ سمینہ بیگم کے جانے کی خوشخبری عنایہ کو منانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

عنایہ سونے سے پہلے اپنے بال بنا رہی تھی۔
پارٹی والی بات کو اب تک ایک ماہ گزر چکا تھا اور اس دوران وہ ضنیغم سے فاصلہ اختیار کئے تھی۔

اتنے عرصے میں بار بار ذہن پر زور دینے سے اسے زیدی کی حرکت بھی یاد آ گئی تھی۔

اور عنایہ کو یقین تھا کہ اس نے اس کے جوس میں کوئی ملاوٹ کی تھی۔
لیکن جانتے ہوئے بھی اس نے یہ بات محدود رکھی۔ ویسے بھی بتا کر کیا فائدہ ہوتا وہ الٹا اس پہ ہی الزام لگاتا۔

دروازہ کھول کر ضنیغم اندر داخل ہوا تو اس کی نظر بے اختیار اس پہ گئی۔

چہرے پہ خوشی صاف ظاہر تھی۔

لیکن وہ اسے نظر انداز کر گئی۔

مائے ڈیئرِ وائف... ایک خوشخبری ہے تمہارے لئے....

وہ اپنی ٹائی اتار کر پھینکتا ہوا کہنے لگا۔

کیوں.... کیا عذر ائیل تم سے ملنے آرہا ہے۔

وہ بنا کسی لگ لپٹی کے بولی تو وہ غصہ کی جگہ ہنس پڑا۔

اب عنایہ کو کچھ شک ہونے لگا تھا۔

نہیں بلکہ تمہاری زندگی بدتر ہونے والی ہے۔

وہ سٹول کا رخ اپنی طرف کرتا اس کے دونوں جانب اپنے ہاتھ ٹکا کر جھکنے لگا۔

اس کا چہرہ اب عنایہ کے عین سامنے تھا۔

خوبصورت شکلوں کے پیچھے کیسے کردار چھپے ہوتے ہیں وہ اس کی واضح مثال تھا۔

اس کی خاموشی پہ وہ خود ہی اپنی وضاحت کرنے لگا۔

تمہارا بادشاہ... مطلب میری امی زید کے پاس جا رہی ہیں۔

وہ ایک آنکھ دباتا ہوا کہنے لگا اور عنایہ کے چہرے پہ پریشانی کے آثار واضح ہونے لگے۔

وہ اپنے خشک ہونٹوں کو تر کرنے لگی اور ضیغم گنگناتا ہوا اس سے دور ہو گیا۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

اگلے کچھ دنوں تک سمیدہ بیگم کی فلائٹ بک لو گئی اور ضیغم ایئر پورٹ پہ ان کے ساتھ آیا۔
واپسی پہ کچھ کام نیٹا تے ہوئے اسے رات ہو چکی تھی۔

واپس آکر سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

جب سے اسے نشہ والی بات کا علم تھا عنایہ کے لئے اس کے دل میں جاگتے احساسات پھر معدوم ہونے لگے تھے
کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفے پہ بیٹی تھی۔
اسے دیکھتے ہی اٹھ گئی۔

تم آج سے اس کمرے میں نہیں رہو گی....

وہ اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے کہنے لگا۔

ہاں یہی ٹھیک ہے مجھے کوئی گیسٹ روم دے دو

اب چونکہ اس کے خاندان کا کوئی افراد یہاں نہیں تھا تو اس ڈرامے کے بھی ضرورت نہیں تھی۔

وہ اس کی بات پہ مسکراتے لگا۔ اور پھر اس کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

عنایہ کے ایک دم سامنے آگیا تو وہ اس سے دور ہونے لگی لیکن اس کی بازو دبوچ کر ایسا کرنے سے روک دیا۔

تم اس کمرے سے نکلو گی ضرور لیکن گیسٹ روم نہیں رہو گی۔

تو پھر....

اس نے اپنا جملہ مکمل بھی ناکیا تھا جب وہ اسے کھینچتا ہوا ٹیریس تک لے آیا۔
اسے ٹیریس پہ دھکا دیا تو عنانے خود کو گرنے سے بمشکل روکا۔
تم یہاں رو کو گی....

وہ اسے طنز سے کہتا ہوا پلٹا۔

تم پاگل ہو کیا... اتنی سردی میں یہاں...

میں تو نہیں رک رہی تمہیں شوق ہے تو خوش آمدید....

وہ تلخ لہجے میں کہتے ہوئے اس کے سامنے سے ہوتے ہوئے کمرے میں داخل ہونے لگی۔

ضیغم نے اسے اس بار بالوں سے دبوچا

سمجھ نہیں آئی کیا تمہیں.... آج سے تمہارا یہی ٹھکانا ہے....

ورنہ میرے پاس اس سے بھی بدتر ابلشن ہیں۔

وہ اس کے بال کھینچتے ہوئے کہنے لگا تو اس کی چیخ نکل گئی۔

اک بار پھر اسے ٹیریس پہ دھکا دیا اور اب کی بار وہ لڑکھڑاتے ہوئے گر گئی۔

اسے وہیں سردی میں گرا ہوا چھوڑ کر ضیغم نے ٹیریس کا دروازہ بند کر دیا۔

وہ ہتھیلیوں کی مدد سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے پہ ایک زوردار لات رسید کی۔

اور پھر اس طرف پشت کر لی۔

ہر سواند ہیرا اپنے پر پھیلائے تھا اور اسلام آباد میں سردیوں کی یہ لمبی رات اسے کھلے آسمان تلے گزارنی تھی۔

وہ سردی سے بچنے کے لئے اپنے بازو ہتھیلیوں سے گزرنے لگی۔
 سردی کی وجہ سے اس کے منہ سے بھاپ دھویں کی صورت نکل رہی تھی۔
 خود کو گرم رکھنے کے لئے وہ چکر لگانے لگی۔
 لیکن جیسے آج تو اس کی قسمت میں ساری مصیبتیں لکھ دی گئی تھیں۔
 کچھ ہی دیر میں بجلی کڑکنے لگی۔
 اس نے گھبرا کر دروازہ بجانا شروع کر دیا۔
 کچھ دیر بعد ضیغم غصے سے وہاں نمودار ہوا۔
 واہ اپنے نائٹ سوٹ میں تھا اسے وہاں نکال کر خود سکون سے سو رہا تھا۔
 کیا مصیبت ہے تمہیں....
 وہ غرا اٹھا تھا۔
 بارش ہونے والی ہے مجھے اندر آنے وہ پلینز....
 پلینز ضیغم....
 اس کے چہرے پہ سختی دیکھ وہ منمنائی تھی۔
 اس نے عنایہ کو بازو سے پکڑا اور گرل کے پاس لے گیا۔
 پھر ایسا جھٹکے سے اسے گرل پہ پٹخا کے اس کا آدھے سے زیادہ دھڑ گرل کے اس طرف لٹک رہا تھا۔
 اگر ضیغم نے اسے پکڑا نا ہوتا تو وہ گر کر مر جاتی۔

وہ حواس باختہ ہو کر چلانے لگی۔

اب بتاؤ ٹیریس پہ رہنا ہے یا زمین میں چھ فٹ نیچے۔

وہ اپنی پکڑ اس پہ ڈھیلی کرتا ہوا کہنے لگا۔

وہ بری طرح سے چیخ رہی تھی اور اب رونے لگی۔

اوہ... پلیز ضیغم... م... مجھے چھوڑ دو پلیز ایسا مت کرو۔

ضیغم کی اس حرکت نے اسے بری طرح خوفزدہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دیتا ہوں...

اس نے جیسے ہی عنایہ کو چھوڑا وہ گرل کے دوسری پار مزید لٹک گئی۔

اس کے منہ سے ایک دہشت زدہ چیخ نکلی۔

لیکن ضیغم نے اسے دوبارہ تھام کر گرنے سے بچا لیا۔

عنایہ کو اب بری طرح چکر آنے لگی۔

پ... پلیز... ایم سوری... ن... نہیں... کرو...

وہ ہچکیاں بھر کر رونے لگی تو ضیغم نے اسے واپس کھینچا اور اس کے پیروں پہ کھڑا ہوا۔

لرزنے سے اس کا پیروں پہ کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا۔

عنایہ خود کو کانپتی ٹانگوں سے وہاں سے دور کیا اور دیوار سے چپک کر کھڑی ہو گئی

ضیغم آنکھوں میں جنون لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی بارش شروع ہو گئی۔

اس وقت اسے کسی چیز کا احساس نہیں ہو رہا تھا وہ دیوار کے ساتھ پشت ٹکا کر بیٹھتی چلی گئی۔

خوف ختم ہوا تو سردی کی شدت سے وہ بری طرح کانپنے لگی۔

اس کا وجود اب نیلا پڑ چکا تھا دانت آپس میں لکھٹارہے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے دوبارہ دروازہ بجانے کی جرات ناکئی۔

مسل چار گھنٹوں تک وہ ادھر سے ادھر کروٹیں بدلتا رہا۔

رات کا ایک بج رہا تھا اور نیند اس سے کوسوں دور تھی

بارش کی فرش سے ٹکرانے پہ پیدا ہوتی آواز وہ ابھی تک سن سکتا تھا۔

آج اس کا اپنے پلان کی طرف پہلا قدم تھا۔

اتنی سردی میں کہیں مر ہی نا جائے۔

یہ خیال آتے ہی وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ٹیریس کے دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھولتے ہی تیز بارش اور سردی کا اسے شدت سے احساس ہوا۔

اس نے عنایہ کو دیکھا تو وہ فرش پہ بے سدھ گری ہوئی تھی۔

وہ اس کی طرف بڑھا اور بلانے لگا لیکن وہ بیہوش تھی۔

اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا۔

وہ خود بھی بری طرح بھیگ گیا تھا اور سردی سے ایک جھر جھری بھراٹھا۔

اس کا ارادہ اسے اتنی دیر باہر رکھنے کا نہیں تھا لیکن پھر عنائی بد تمیزی سے اسے غصہ آگیا۔

اس نے عنایہ کے بیہوش وجود کو اٹھایا اور کمرے میں لے گیا۔

کمرے میں روشنی کی تو دیکھا کہ وہ سردی سے نیلی ہو چکی تھی۔

اس کے پاؤں رگڑے لیکن اسے ہوش نہ آئی۔ سانس بھی بہت دھیمی تھی۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا پھر ایک بیگ میں اس کے اور اپنے کپڑے ڈالے وہ کندھے پہ لٹکایا اور عنایہ کو

دوبارہ اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

بارش میں اس نے لان کو تیزی سے عبور کیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اسے پچھلی سیٹ پہ ڈالا اور خود ڈرائیونگ

سیٹ پہ آ بیٹھا۔

چوکیدار نے اپنے کیبن سے ہی رموٹ کے ذریعے گیٹ کھلا اور گاڑی زنائے بھرتے ہوئے وہاں سے چل دی۔

ہوسپٹل پہنچتے ہی عنایہ کو ہنگامی بنیاد پہ داخل کر لیا گیا۔

کچھ دیر بعد جب اس کی ڈاکٹر سے بات ہوئی تو اسے بتایا گیا کہ بارش میں بیہوش رہنے سے اس کے پھیپھڑوں میں

پانی بھر گیا ہے۔

اس لئے پانی کو نکالنا ہوگا۔

وہ اپنے ساتھ لائے کپڑے بدل کر وینٹک ایریا میں چلا گیا۔

وہ کبھی بیٹھ جاتا تو کبھی وہیں چکر لگانے لگتا۔

اسے بار بار خیال آتا رہا کہ اگر وہ سو جاتا تو عنایہ تو شاید....

یہ سوچتے ہی اس نے آنکھیں بھیجنے لیں۔

اسے ہوش آئی تو مختلف ٹیوبز خود سے جڑی ہوئی پائیں۔

عنایہ کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ کہاں پر ہیں۔

شکر ہے آپ ہوش میں آئیں۔

ایک لڑکی اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی اور پھر ڈاکٹر کو بلانے کا کہہ کر چلی گئی۔

اسے اتنا تواضع نہ ہو گیا کہ وہ ہسپتال ہے اور یہ بھی کسی حد تک سمجھ گئی کہ کیوں ہے۔

باقی ڈاکٹر نے اسے آکر بتا دیا۔

آپ کی سانس تقریباً رک چکی تھی اور پھیپھڑوں میں پانی بھر چکا تھا۔

شاید اسی لئے اسے سانس لیتے ہوئے تکلیف ہو رہی تھی۔

آپ کے ہسپتال نے بتایا کہ آپ نے خود کو غلطی سے ٹیریس پہ لاک کر لیا تھا۔

ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کہنے لگا جس پہ عنایہ نے دل میں ضیغم کو گالیاں دیں اور آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

وہ چیک اپ کر کے کچھ دور ہوا تو پا کٹ وہاں تھ دیئے ضیغم پہ اس کی نظر گئی جو کہ دروازے میں کھڑا تھا۔

آپ کو کچھ عرصے تک سانس لینے میں مشکل رہے گی ہمیں ڈر ہے کہ نمونیہ نا ہو جائے وہ اسے ریٹ کرنے کا کہ کر ضیغم کی طرف بڑھ گیا۔

کیسی ہے وہ... کوئی مسئلہ تو نہیں....

روم کا دروازہ بند ہوتے ہی اس نے ڈاکٹر پہ سوالات کی بوچھاڑ کی۔

وہ ابھی بھی ہماری نگہداشت میں ہیں آپ گھبرائیں نہیں کوئی خطرے کی بات نہیں۔

ایک دودن میں ہم انہیں ڈسچارج کر دیں گے۔

وہ یہ سن کر سکون کی سانس بھر کر رہ گیا۔

دودن سے وہ آفس اور ہو سپٹل کے درمیان گھن چکر بنا ہوا تھا۔

اس کی غیر موجودگی میں ملازمہ وہاں ٹھہرتی لیکن اسے سکون پھر بھی نہیں تھا۔

اگلے دودن بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا اور وہ واپس آ گئی۔

وہ جو سوچ رہی تھی کہ ضیغم شرمندہ ہو گا اور معافی مانگے گا لیکن نہیں وہی مغروریت۔

اسے گھر چھوڑ کر وہ وہاں سے آفس کے لئے روانہ ہو گیا اور وہ ملازمہ کا سہارہ لیتی اوپر کمرے میں چلی گئی۔

طبیعت کی وجہ سے وہ اپنی امی کو بھی ملنے ناجاسکی۔

ضیغم جب گھر آیا تو اسے بیڈ پہ آرام کرتے پایا۔

فریش ہو کر خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنا کام کرنے لگا۔

ملازمہ دروازہ ناک کرنے لگی تو ضیغم کی اجازت سے اندر آئی۔

وہ میں ہلدی والا دودھ لائی تھی پیپی جی کے لئے۔

وہ خود ہی بستر سے کھڑی ہو گئی اور گلاس پکڑ کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔

ملازمہ خاموشی سے چلی گئی

تو اس نے ناک سکیڑتے ہوئے دو سے تین گھونٹ بھرے۔

ضیغم سر جھٹک کر دوبارہ سامنے رکھی فائل دیکھ کر لیٹ ٹاپ پہ ٹائپ کرنے لگا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف آئی اور ٹیبل کے دوسری طرف کھڑی ہو گئی۔

گلاس میں سے آدھا دودھ اس نے اس کی فائل اور لیٹ ٹاپ پہ انڈیل دیا۔

ضیغم ایک دم ہڑبڑایا اور اس کی طرف دیکھا۔

او پس.... غلطی سے گر گیا۔

وہ آنکھیں نچاتے ہوئے کہنے لگیں۔

ضیغم کی پیشانی پہ بل پڑنے لگے اور وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے....

عناویہ نے بھی پیشانی پہ بل ڈالتے ہوئے اسے دیکھا۔

میں نے تو بس بد تمیزی کی ہے اور تم نے جو بے حسی دکھائی وہ....

وہ اپنا لہجہ قابو میں رکھتے ہوئے بولی۔

ضیغم خود کو قابو میں رکھنے کے لئے گہری سانس لینے لگا۔

عنایہ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ آج واقعی مجھ سے ضائع ہو جاؤ گی۔
وہ اس کی پھولتی رگیں دیکھنے لگی۔

جاہی رہی ہوں...

اس نے پلٹتے ہوئے باقی دودھ بھی انڈیلا اور کمرے سے نکل گئی۔
وہیں ضیغم غصے سے اس کی پشت دیکھتا رہ گیا اور پھر لپٹا پ فرش پہ پٹک دیا۔

ایک ہفتہ تک وہ پہلے کی طرح صحت مند تھی اور اپنی امی سے ملنے ہو سہٹل آئی ہوئی تھی یہاں سے واپسی پہ اس کا
جویریہ سے ملنے کا ارادہ تھا۔

ان دنوں ضیغم نے بھی اسے کوئی خاص تنگ نہیں کیا تھا۔
عنایہ کو لگتا تھا کہ وہ شاید اپنی حرکت پہ شرمندہ ہے۔
www.urdu novelsmania.com

ہو سہٹل سے واپسی پہ وہ کیفے پہنچی اور جویریہ کا انتظار کرنے لگی لیکن اسے دیکھ کر عناکو تو جیسے صدمہ ہی لگ گیا۔

وہ بہت کمزور ہو چکی تھی اور چہرے پہ نیلے نشان واضح تھے۔

جویریہ کیا ہوا تمہیں....

وہ شرمندگی سے اپنا چہرہ چھپانے لئی لیکن عنایہ کے بار بار اسرار پہ اسے بتانا ہی پڑا۔

م.. مجھے معاف کردہ عنایہ جو پیسے تم نے مجھے دیئے تھے وہ علی جوے میں ہار گیا اور پھر میرے پوچھنے پہ۔
وہ نظریں جھکا کر مدہم لہجے میں کہنے لگی۔

تم جانتی تھی اسے جو اکی عادت ہے....

وہ اس کے سوال پہ سرائکار میں ہلانے لگی تو عنایہ ٹھنڈی آہ بھر کے رہ گئی۔

تو تم اب کیا کرو گی....

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

میں نے کل ایک سکول میں انٹرویو دیا ہے وہاں سے کال آنے کا انتظار کر رہی ہوں۔

جویریہ نے گریجویشن کر رہا تھا۔

پے کچھ ہزار ہی ہے لیکن کچھ نا ہونے سے تو بہتر ہی ہے نا اور میں محلہ کی عورتوں کے کپڑے سلائی بھی کر رہی ہوں۔

کل مالک مکان بھی کرایہ مانگ رہا تھا۔

مجھے معاف کر دو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکی....

ایسا مت کہو عنایہ بلکہ معافی تو مجھے مانگنی چاہئے....

آج اس کا کام جلدی ختم ہو گیا تھا تو وہ آفس سے واپس آ گیا۔

www.urdu novelsmania.com

عنایہ کہاں ہے....

اسے کہیں ناپا کروہ ملازمہ سے پوچھنے لگا۔

جی پی جی تو ہسپتال گئی ہیں اپنی امی سے ملنے۔

ملازمہ اس کے سامنے پانی رکھ کر چل دی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی بیوی اتنی دیر تک باہر کیا کر رہی ہوگی جب اسے عروج کے وہاں آنے کی اطلاع دی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ پریشاں سی ہال میں داخل ہوئی۔

اس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ داغ نمایاں تھے جیسے وہ بہت روتی رہی ہو۔

اس کی اس حالت پہ ضیغم کو دکھ ہوا تھا۔

ضیغم مجھے پتا ہے کہ یہاں نہیں آنا چاہئے تھا لیکن مجھے بہت اہم بات کرنی ہے۔

میں آفس گئی تو معلوم ہوا کہ تم گھر کے لئے نکل چکے ہو۔

وہ ادھر ادھر دیکھتی ہوئی اسے کہہ رہی تھی۔

شاید وہ دیکھ رہی تھی کہ عنایہ وہاں موجود تو نہیں۔

وہ یہاں نہیں ہے....

عروج چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

تم جسے تلاش کر رہی ہو وہ یہاں نہیں ہے.... تمہیں جو بھی بات کرنی ہے مکمل آزادی سے کر سکتی ہو۔

عروج کے چہرے پہ تکلیف کے اثرات ابھرے لیکن پھر وہ انہیں چھپا گئی۔

میں نے تمہارے پروپوزل کے بارے میں بہت سوچا۔

www.urdu novels mania.com

وہ وہیں کھڑی اس سے بات کر رہی تھی ضیغم کچھ قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

اور... اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔

ضیغم کو اس بات کی امید نہیں تھی اس لئے اس کے بڑھتے قدم تھم گئے۔

وہ جانتا تھا عروج اسے کتنا چاہتی ہے اور یہ فیصلہ اس کے لئے کتنا تکلیف دہ رہا ہو گا۔

یہ تم کیا کہ رہی ہو....

میں ٹھیک کہ رہی ہوں ضیغم... میں نے تم سے سچی محبت کی اور شاید ہمیشہ کروں گی۔

لیکن یہ رشتہ اب ایک ایسا زخم بن چکا ہے جو جلد ہی ناسور میں بدل جائے گا۔

میں تمہیں یہ انگوٹھی لوٹانے آئی ہوں۔

اس نے ہتھیلی ضیغم کی طرف بڑھادی جس پہ اس کی پہنائی ہوئی خوبصورت انگوٹھی موجود تھی۔

انگوٹھی اٹھانے کی جگہ اس نے عروج کو بازوؤں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

نہیں عروج یہ تمہاری ہے اور تم....

بس بہت ہوا ضیغم.... تم نے جس وجہ سے بھی شادی کی میں نہیں جانتی لیکن میں تمہاری مرضی اور فیصلوں کی عزت کرتی ہوں... تمہیں بھی میرے فیصلہ کی عزت کرنی ہوگی۔

یہ سب پہلے ہی بہت مشکل ہے اسے میرے لئے مزید مشکل مت کرو۔

وہ خود کو اس سے آزاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگی جب ضیغم نے اسے کاچہرہ تھام لیا۔

میں نے تم سے صرف کچھ عرصے کی مہلت مانگی تھی عروج....

اور میں وہ مہلت نہیں دے سکتی.... اب چھوڑو مجھے۔

اب وہ نم آنکھوں سے اس سے التجا کرنے لگی۔

تو ضیغم نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا وہ کچھ لڑکھڑائی لیکن سنبھل گئی۔

عروج نے وہ انگوٹھی پھر سے اس کی طرف بڑھائی تو اب کی بار اس نے وہ خاموشی سے تھام لی۔

عروج تیزی سے پلٹی لیکن عنایہ کو دروازے میں کھڑا دیکھ کر رک گئی۔

شرمندگی اور رقابت کے احساس سے نظریں جھکائے وہ وہاں سے تیزی سے چلی گئی۔

ضیغم کے لئے یہ ایک ناقابل فہم احساس تھا۔ صرف عنایہ صرف اس لڑکی کی وجہ سے عروج نے اس سے رشتہ ختم کر دیا۔



www.urdu novelsmania.com

عنایہ تالیاں بجاتی ہوئی دروازے سے چلتی اندر داخل ہوئی۔
کمال ہے تمہارا ضیغم عباس.... تمہارے زہریلے وجود کے قریب کیا کوئی کبھی خوش رہ سکتا ہے.....

وہ ذو معنی انداز سے کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔

یہ سب تمہارے اس غلیظ وجود کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

وہ اس سب کا ذمہ دار اسے ٹھہرا ہوا تھا۔

عنایہ وہیں رک گئی اور اس کی طرف پلٹی۔
ہاں... تم خود کو اپنے ضمیر کی آواز سے بچانے کے لئے یہ کہہ سکتے ہو۔

غاموش....

وہ تو صرف میرا صرف تھا کہ تم سے شادی کی ورنہ تم جیسی زانیہ عورت کو کوئی منہ بھی نالگاتا۔

اس کی بات سن کر عنایہ کو لگا جیسے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھسک گئی ہو۔

اپنی زبان کو لگام دو ضیغم....

اب وہ بھی غصہ سے غرائی۔

ضیغم اس کی طرف بڑھا اور اس کا فضا چیرتا ہوا عنایہ کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا۔

اگلے ہی لمحے ایک بار پھر سے ویسی آواز گونجی تھی لیکن اس بار ہاتھ عنایہ کا اور چہرہ ضیغم کا تھا.....

اس کے ساتھ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ کسی نے اس پہ ہاتھ اٹھانے کی ہمت کی ہو۔

اس کی اس جرات سے ضیغم جیسے سکتہ میں چلا گیا ہو۔

دوبارہ کبھی ایسی ہمت مت کرنا.... اور مجھے زانیہ کہنے والے پہلے اپنا گریبان تو جھانک لو۔

وہ غصے کہ شدت سے پھٹ گئی تھی۔

اپنے بھائی کو دھوکا دیا اور مجھ سے شادی کی....

اپنی منیگر کو دھوکا دیا....

اور بنا کسی جائزہ رشتے کے اسے اپنی بانہوں میں بھر کر کھڑے تھے...

مجھے چت کپڑوں میں رقص کرتے دیکھ میں زانیہ ہو گئی اور جب تمہاری منیگریٹر چت، سلیو لیس اور گہرے گلے پہن کر گھومتی ہے.....

اپنی خوبصورتی دکھاتی ہے تو وہ عزت دار ہے....

اگر یہی بات ہے تو مجھ میں اور تم دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

وہ اپنی بات مکمل کرتے وہاں سے چل دی۔ آج عنایہ نے ایک منٹ میں اسے اس کی اوقات دکھائی تھی جو اس سے کسی قیمت برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

وہ غصہ سے سیڑھیاں پھلانگتا اس کے پیچھے گیا۔

عنایہ نے ابھی ہینڈ بیگ ٹیبل پر رکھا ہی تھا جب دروازہ کھل کر زور سے بند ہوا۔

وہ لہو ہوتی آنکھوں سے اس کی جانب بڑھا۔

عنا کو کھینچا تو وہ اس کے سینے ٹکرائی وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو دبوچے تھا۔

تم خود کو سمجھتی کیا ہو..... مجھ پہ ہاتھ اٹھایا..... ضیغم پر.....
وہ اس وقت ایک جنونی عالم میں تھا اور غلاط صحیح کا سارا فرق بھول چکا تھا۔

ایک زناٹے دار تھیٹر عنایہ کے چہرے پہ پڑا تو اس کا سر گھوم گیا۔

میں تمہیں بتا ہوں تم جیسی لڑکیوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

عنایہ نے خوف سے اسے دیکھا۔



چھوڑو تم پاگل ہو چکے ہو.....

لیکن ضیغم نے اس کی ایک ناسنی کو بیڑ پہ پٹجا۔

پھر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنایہ نے خود کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن اب وہ ایک جیوان بن چکا تھا۔

اس نے عنایہ کی عرت کو داغدار کر دیا تھا۔

وہ بکھرے بالوں اور پھٹے ہوئے کپڑوں میں بیڈ پہ خود میں سمٹی بیٹھی تھی۔ جبکہ ضیغم کمرے کے دوسری جانب صوفیہ پہ بیٹھا بالوں میں بار بار ہاتھ پھیر رہا تھا۔

عنایہ اپنی ہی کسی سوچ میں غرق تھی آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

عنایہ... ایم ایم سو سوری.....

اس نے اپنا حلق تر کرتے ہوئے کہا: جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو احساس ہوا کہ اس نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔

وہ جو گٹھنوں کے گرد بازو حماعل کئے ہل رہی تھی ایک دم رکی لیکن نظریں ہنوز ایک نقطہ پر مرکوز تھیں۔

میں... میں اپنا غصہ قابو نہیں کر سکتا... ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا مجھے معاف کر دو۔

ضیغم کے چہرے پہ شرمندگی اور تکلیف کے آثار واضح تھے لیکن اب کیا فائدہ تھا جب وہ اس کی روح تک کو تکلیف دے چکا تھا۔

تم مجھے فنا کر کے اب معافی کے طلبگار ہو... کیا مضائقہ ہے یہ۔

اس کے لفظوں میں ضیغم کے لئے نفرت سے بھی بڑھ کر کچھ جھکا تھا۔

فنا..... ایسا مت کہو... جو بھی ہو میں... میں تمہارا شوہر ہوں باقاعدہ نکاح ہوا تھا۔

اس نے اپنی ذبردستی چھپانے کے لئے نکاح جیسے پاک اور حلال رشتے کا سہارا لینا چاہا۔

کسے بے وقوف بناتے ہو تم... وہ نکاح جو تم نے محض مجھے تکلیف دینے اور اپنے ہر ظلم کو جائز بنانے کے لئے کیا۔

www.urdu novels mania.com

ہم میں کوئی محبت کا رشتہ نہیں تھا۔

یادہ نکاح جو تم نے اپنے بھائی کی نظروں میں گرانے کے لئے کیا.... یادہ نکاح جس میں قبول ہے کہنے سے پہلے ہی طلاق کے پیپر زپہ دستخط لئے گئے۔

کیا وہ معاہدہ کسی بھی صورت اس نکاح جیسے پاک رشتے کا حصہ تھا؟

دیکھو عنایہ میں اپنی غلطی مان رہا ہوں لیکن تمہیں بھی اپنی حالت کی نزاکت کا احساس ہونا چاہئے تھا اس میں تم بھی اتنی ہی قصور وار ہو۔

وہ اپنے اسی سپاٹ لہجے سے کہتا وہاں سے چل دیا جبکہ عنایہ کے دل میں صرف ایک ہی خواہش تھی اسے اتنی ہی تکلیف دینے کی جتنی اس نے اسے دی۔

وہ وہاں سے اپنے پیسٹ ہاوس کے لئے چلا گیا۔

اس کے لئے خود سے نظریں ملانا مشکل ہو رہا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

وہ پہلے تو ایسا نہیں تھا جب سے اس کے بابا کی وفات ہوئی تھی اور چھوٹی عمر میں تمام ذمہ داری اس کے کندھوں پہ آگئی تب سے وہ لوگوں کا رویہ دیکھ کر جارجانہ ہو گیا تھا۔

اس کے ڈہن پہ صرف ایک سوچ مسلط تھی کہ جو اس کے سامنے سر اٹھائے اسے مسل دیا جائے۔

عنائیہ سی معاہدہ کر کے اس نے یہی کوشش کی تھی۔

اس کا ارادہ کبھی بھی اس لڑکی کو اس طرح نقصان پہنچانے کا نہیں تھا۔

لیکن آج جب اس نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تو ایک جنونی کیفیت کا شکار ہو گیا جس کیفیت سے وہ خود بھی گھبراتا تھا۔

اور عنائیہ کی حالت دیکھ کر بھی صاف واضح تھا کہ وہ ویسی نہیں تھی جیسا وہ اسے سمجھتا تھا۔

مختلف سوچوں نے اسے بیک وقت آگھیرا تھا۔

اگلی صبح ہوتے ہی اس نے میک اپ سے پھرے پہ موجود نیلے نشان چھپائے۔

www.urdu novels mania.com

اسی طرح بازو پہ موجود نشان کپڑوں کے نیچے ڈھک دیئے۔

میک اپ کی موٹی تہہ کے باوجود اسے اپنی حالت قابل قبول نہیں لگ رہی تھی۔

اس کا یہاں دم گھٹ رہا تھا وہ ڈرائیور کے ساتھ ہو سپٹل روانہ ہو گئی اور اپنی والدہ کے پہلو میں بیٹھ کر کچھ سکون حاصل ہوا۔

ان کی حالت میں آئی بہتری دیکھ کر وہ ہر پل اللہ کا شکر ادا کرتی تھی۔
ڈاکٹر بھی پر امید تھے کہ وہ مکمل صحت یاب ہو سکتی ہیں۔

انیتہ بیگم اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھیں آج ان کی بیٹی خاموش بیٹھی تھی۔ جس سے وہ پریشان ہو گئی تھیں۔

کیا بات ہے عنا... کیا ضیغم سے کوئی بات ہوئی....

ہاں... نہیں... نہیں امی....

جھوٹ مت بولو مجھ سے.... وہ اسے مصنوعی گھوری نوازتے ہوئے کہنے لگی۔
www.urdu novelsmania.com

نہیو امی میں بس سوچ رہی تھی کہ اگر آپ ابھی بھی ہو سپٹل ایڈمٹ نہیں ہوتیں تو کیا ہوتا۔

ارے اب کیوں سوچنا اب تو میں بہتر ہو رہی ہوں....

ہونا ہی ہو گا امی... میں نے اس کے لئے بہت بڑی قیمت ادا کی ہے....

کیا کہ رہی ہو لڑکی میرا دل ڈوبتا جا رہا ہے بتاؤ کیا بات ہے۔

اس کی امی اب مزید پریشان ہو گئی تھیں اور وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اب کیا کہے۔

ان کی بیٹی جب کلب میں رقاصہ تھی تب بھی ایسی باتیں نہیں کی تھیں۔

کچھ نہیں امی آپ تو ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہیں۔
وہ مصنوعی مسکراتے ہوئے کہنے لگی لیکن اس سے وہ انیقہ بیگم کو پرسکون نہیں کر پائی۔

www.urdu novels mania.com

باقی کے وقت اس نے پوری کوشش کی کہ امی ماں کے دل میں پیدا ہوا اشک نکال سکے اور کسی حد تک کامیاب بھی ہو گئی۔

آج وہ ون نعدان کا آمناسا منا ہوا تھا۔ اس دوران عنایہ نے گیٹ روم میں رہائش اختیار کر لی تھی کیونکہ اب ان کا رشتہ پہلے سے بدل چکا تھا وہ اس کے ساتھ ایک کمرے میں نہیں رہ سکتی تھی۔

عنایہ... سیڑھیاں چڑھتی عنایہ اس کی آواز پہ رک گئی لیکن رخ دوسری سمت ہی رکھا۔

میرے کچھ دوست آرہے ہیں تو تم سے بھی ملنا چاہیں گے....

اس نے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

وہ دوبارہ اپنا سفر تہہ کرنے لگی جب اس کی آواز پہ پھر سے رکی۔

انہیں نہیں لگنا چاہئے کہ ہمارے درمیاں کوئی مسئلہ ہے۔

اور میں نے تمہارے اکاؤنٹ کوری اوپن کروادیا ہے۔ اس میں کچھ پیسے بھی جمع کروائے ہیں تمہاری ضرورت کے لئے اگر مزید....

وہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے سیڑھیوں پہ دوڑتی ہوئی وہاں سے چل دی اگر مزید کچھ دیر ٹھہرتی تو یقیناً وہ پھر ست جلا دین جاتا۔

ضیغم شاید اس اکاؤنٹ کی بات کر رہا تھا جس میں اس کی کلب کی پے ٹانسفر کی جاتی تھی۔

وہ اب اسے پیسے کیوں دے رہا تھا یہ سوچ کر وہ غصہ سے سرخ ہو گئی۔

اس کے دوستوں کے سامنے تو وہ اتنی اچھی بیوی بننے والی تھی کہ وہ یاد کرتا۔

جب اس کے دوست آئے تو وہ وہیں ان کا انتظار کر رہا تھا۔

کچھ دیر وہ ان سے باتوں میں مصروف رہا اور پھر وہ ملازم کھانا ڈائیننگ ٹیبل پہ لگانے لگے۔
عناویہ ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی تو اس نے ملازمہ کو اسے بلانے کے لئے بھیجا۔

ملازمہ جلدی سے دروازہ ناک کر کے اسے ضیغم کا پیغام دے کر چلی گئی۔

وہیں عناویہ کی تیاری اس کے آخری مراحل میں تھی۔

اس نے میک اپ سے اپنے چہرے پہ پڑے نشان گہرے کئے بلکہ گردن اور انکھ کے نیچے خود سے بھی بنائے۔

اس کے تھپڑ کے نشان کے علاوہ بھی اپنی پیشانی پہ ایک اور نشان بنایا۔

پھر بال چٹیا سے ہلکے کھینچ کر نکالنے لگی کہ جس سے یہ بھی نالگے کہ اس نے نکالے ہیں اور اس کا کام بھی ہو جائے۔

خود پہ ایک آخری نظر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر کمرے سے نکل آئی۔

اس نے اپنے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے جس میں دو سے تین جگہ وہ خود سوراخ کر چکی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ اترنے لگی جیسے سیڑھیاں اترتے ہوئے اسے بہت تکلیف ہو رہی ہو۔

جب آخری سیڑھیوں پر تھی تو ضیغم کی نظر اس پہ پڑی اور اس کا منہ بے یقینی سے کھل گیا پھر غصہ سے اپنے لب بھینچ لیا۔

اس کے دوستوں کے علاوہ آج اس نے ایک بڑی مچھلی کو بھی مدعو کر رکھا تھا جس سے اسے ڈیل فائنل کرنی تھی۔

وہ شخص تھا تو پاکستانی لیکن اس کا بزنس دہائی میں سیٹ تھا۔
ضیغم کا دل کیا وہ اپنا سر پھاڑ لے۔

ارے ضیغم بھابھی کبھی کبھی.....

جیسے ہی دانیال نے عنایہ کو دیکھا اس کا کب لمبا ہوتا چکا گیا۔
اس کی حالت پہ دانیال کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔
باقی کے تینوں لوگوں کی نظریں بھی اس طرف اٹھیں۔

#بساط خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 19 پارٹ 4

باقی کے دونوں لوگوں کی نظریں بھی اس طرف اٹھیں اور ان اپنا کھانا بھول گیا۔

عنا یہ ہلاسا لنگڑاتی ہوئی ان کی طرف آئی اور سلام کرنے لگی۔

وہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو دیر ہو گئی آپ پلیز ضیغم جی کو کہ دینا کی غصہ نا ہوں۔

وہ ڈرنے کے انداز میں کہنے لگی۔ اس کے دونوں دوست ان کے نکاح میں گواہ بن کر شامل ہوئے تھے اس لئے عنایہ کو فوراً پہچان گئے۔

یہ لڑکی کون ہے ضیغم.....

حسن صاحب جو کہ ضیغم سے بزنس ڈیل کرنے والے تھے عنایہ کی حالت پہ پیشانی پہ بل ڈالے استفسار کرنے لگے۔

جی... میں بیوی ہوں ان کی...

ضیغم کچھ کہتا اس سے پہلے وہ بولی۔

اب کی بار حسن صاحب کی آنکھیں پھیل گئیں اور ضیغم زبردستی مسکرا نے لگا۔

انہوں نے ایک گھوری اسے رسید کی اور نہایت شفقت سے عنایہ سے بات کرنے لگا۔

بیٹیایہ آپ کو اتنی چوٹ کیسے آئیں... کیا کوئی حادثہ ہوا تھا....

ارے نہیں وہ تو.... وہ تو....

وہ گہرائے ہوئے انداز میں ضیغم کو دیکھنے لگی جیدے اس سے ڈر رہی ہو اور وہ غصہ سے سرخ ہونے لگا۔

آپ چھوڑیں نا حسن صاحب....

وہ ان کا دھیان بٹانے کی ناکام کوشش کرنے لگا لیکن وہ کوئی بچہ نہیں تھے۔

رکیں.. مجھے ان سے بات کرنے دیں پہلے....

اب کی بار ضیغم یہ کروڑوں کی ڈیل ہاتھ سے جاتی دیکھ آئیں بند کر گیا۔

کیا یہ آپ کو مارتے ہیں...

وہ ضیغم کی طرف اشارہ کرتے پوچھنے لگا۔

اب تو اس کے دوست بھی ضیغم کو گھور رہے تھے جانتے تھے کہ وہ غصہ کا تیز ہے۔

کبھی کبھی جب... جب وہ آفس سے پریشان گھر لوٹیں... یا ان کے کھانے میں نمک مرچ کم زیادہ تو بس بیلٹ سے مارتے ہیں۔

کیا بیلٹ سے..... دانیال کو تو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔

جی گھبراہٹیں نہیں چمڑے والی سائیڈ سے اتنا درد نہیں ہوتا بلکہ والی سائیڈ سے زیادہ ہوتا ہے۔

کیا ضیغم تم اس بیچاری کو اتنا مارتے ہو.....

حسن صاحب غصے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے عنایہ بس.... زرا زہنیہ عزور ہے تو ایسی باتیں کرتی ہے۔

وہ اسے گھورتے ہوئے کہنے لگا تو وہ سرانکار میں بلانے لگی۔

نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔

بس بہت ہوا ضیغم تمہیں شرم آنی چاہئے.... یہ کنٹرکٹ تو بھول جاؤ تم....

وہ غصہ سے نیکیں ٹیل پہ مارتے چلے گئے ضیغم انہیں بلاتا رہا لیکن وہ نہیں رکے۔

اب اس نے غصہ سے عنایہ کے بال دبوچے تو وہ چیخ اٹھی۔

اس کے دوست جو وہیں موجود سب دیکھ رہے تھے۔

ضیغم کو اسے چھوڑنے کو کہنے لگے۔

دانیال نے اسے باقاعدہ پولیس میں رپورٹ کرنے کی دھمکی دی تو وہ عنایہ کو چھوڑ کر اس کی طرف پلٹا۔

یہ سب جھوٹ کہہ رہی ہے....

ہاں کتنا جھوٹ یہ ہم نے ابھی دیکھ لیا ہے تم سے یہ امید تو نہیں تھی شکر ہے عروج نے یہ رشتہ ختم کر دیا۔

دانیال تم تو میرا یقین کرو وہ اس کی طرف بڑھا لیکن وہ دور ہٹ گیا۔

بلیز ضیغم مجھے تم جیسے شخص کو اپنا دوست کہتے ہوئے شرم آرہی ہے۔

عنایہ دل ہی دل میں خود کو داد دیتی وہاں سے کھسک گئی جبکہ وہ دونوں ضیغم سے برسوں پرانی دوستی ختم کرتے چل دیئے۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 15



وہ سب کے جانے کے بعد عنایہ کے تعاقب گیا آج تو وہ اس کی جان نکال دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اس کے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ لاکڈ تھا۔

عنایہ..... دروازہ کھولو.....

نہیں کھولوں گی جاو یہاں سے....

اسے مزید غصہ آنے لگا تو وہ دروازے کو لات مارنے لگا۔

کھولو اسے ورنہ مجھ سے برا نہیں ہو گا۔ تم میرے ہی گھر میں میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔

تم نے جو کیا میرے ساتھ میں نے اس کا چھوٹا سا بد لالیا اب چلے جاو یہاں سے یہ دروازہ تب تک نہیں کھلے گا جب تک تمہارا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا اور تم شیطان سے انسان نہیں بن جاتے۔

وہ بھی بند دروازے کے پیچھے سے چلائی تھی۔
www.urdu novelsmania.com

تمہاری یہ حرکت مجھے مزید غصہ دلارہی ہے... کھولو اسے...

لیکن اس بار اسے اپنے جواب میں صرف خاموشی ہی ملی۔

ٹھیک ہے تو تم ایسے نہیں مانو گی....

نورین... گیسٹ روم کی اضافی چابی لے کر آو...

وہ وہیں کھڑا دھاڑا تھا۔

دوسری چابی کے نام پہ عنایہ کا کلیجہ مانو اس کے منہ میں آگیا ہو۔

کچھ دیر بعد کسی کے تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آئی اور پھر چابیوں کی۔

عنایہ بیڈ سے اٹھ کر بھاگی اور واشروم میں خود کو لاک کر لیا۔

ضیغم جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اسے عنایہ کہیں نادکھی۔

واشروم کا بند دروازہ دیکھ کر اس طرف گیا اور ناک کرنے لگا۔

مجھے پتا ہے تم یہاں ہو باہر آو۔

وہ اندر خود پہ افسوس کر رہی تھی کہ اسے گھر سے چلے جانا چاہئے تھا۔

دیکھو اگر تم نے مجھے کچھ نقصان پہنچایا تو اب تمہارے دوست بھی تمہارے خلاف گواہی دیں گے اس لئے چلے جاو یہاں سے۔

عنایہ نے اسے اس کے دوستوں کی دھمکی دینی چاہی کچھ دیر باہر خاموشی چھائی رہی اسے لگا کہ شاید وہ چلا گیا ہے۔

لیکن وہ باہر نکل کر چیک کرنے والی تو بالکل نہیں تھی چاہے آج رات یہیں گزارنی پڑتی۔

اس کے دل کی دھڑکن ابھی متواتر ہونے ہی لگی تھی جب کسی نے زور سے دروازے کو لات ماری۔

اور اب اسے یقین ہو گیا کہ وہ نہیں بچے گی۔
www.urdu novelsmania.com

جب وہ باہر نہیں نکلی تو ضیغم نے دروازہ توڑ کر اسے باہر نکالنے کا ارادہ کیا۔

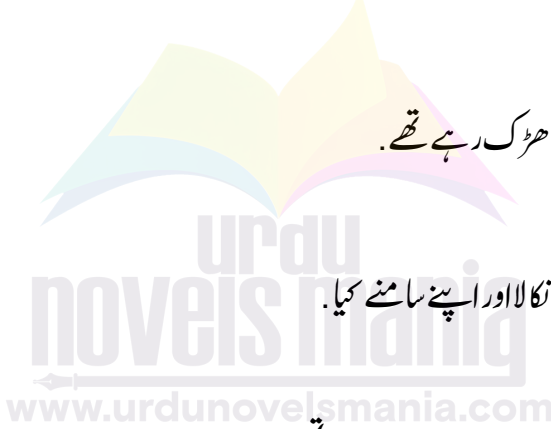
ایک بار پھر اس نے واشروم کے کمزور دروازے کو ککائی۔

تو اسے محسوس ہوا کہ اس کا لاک ٹوٹنے والا ہے۔
ایک تیسری لک کے ساتھ ہی دروازہ زور سے کھلا اور دیوار سے جا ٹکرایا۔

اس کا ٹوٹا ہوا لاک اب دروازے کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

جیسے ہی دروازہ کھلا عنایہ نے چیخنا شروع کر دیا۔

دونوں کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے۔



ضیغم نے اسے کھینچ کر باہر نکالا اور اپنے سامنے کیا۔

رک جاو ضیغم چھوڑو مجھے.... وہ زور زور سے چلا رہی تھی۔

ضیغم چونکہ اپنا زیادہ تر غصہ دروازے پہ نکال چکا تھا اس لئے عنایہ پہ حملہ کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

تم نے یہ اچھا نہیں کیا...

وہ اسے سرخ آنکھوں سے دیکھتا کہنے لگا۔

اور جو تم نے کیا وہ....

کیا کیا میں نے بتاؤ کیا کیا....

تم نے... تم نے میرا....

وہ بات مکمل کرتی اسے سے پہلے ضیغہ نے اس کا جڑہ دبوچ لیا۔

خبردار جویہ گھٹیا لفظ استعمال کیا... نکاح میں ہو تم میرے اور جائز ہو مجھ پہ....

وہ اسے غصہ سے دیکھتا کہنے لگا اور پھر دوبارہ اسے کندھوں سے دبوچ لیا۔

اور ہاں... سمان سمیٹو اپنا میرے کمرے میں شفٹ ہو رہی ہو تم...

عنائیہ کا سانس ایک دم رک گیا تھا۔

وہ آنکھیں پھلائے اسے دیکھنے لگی۔

ک.. کیوں۔

کیونکہ تم اپنا بدلہ لے چکی ہو مجھ سے کسی بھی نرمی کی امید مت رکھنا تم....
اور جب تم مجھ پہ زبردستی کا الزام لگا رہی ہو تو پھر میں بھی یہ پانچ سال کیوں نا اچھے انداز سے گزاروں۔

عناویہ کا دل اسے ایک اور بار تھپڑ لگانے کا کیا لیکن وہ اس کے برعکس چیننے لگی۔

بھی نہیں دور رہو مجھ سے...
www.urdu novels mania.com

اچھا تو مجھے روک کر دکھاو...

وہ ایک دم اس کی گردن پہ جھکا عناویہ نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنا چاہا...

وہ اپنے قدموں پہ جھولنے لگی تھی اگر ضیغم نے اسے نا تھاما ہوتا تو وہ ضرور گر جاتی۔

ضنیغم نے اپنا چہرہ اونچا کیا اور پھر اس کے ہونٹوں کی طرف جھک گیا۔

عنایہ خود کو آزاد کروانے کے لئے تڑپ رہی تھی جب ضنیغم نے اسے دھکا دیتے ہوئے آزاد کیا اور وہ پیچھے دیوار سے جا ٹکرائی۔

وہ تمسخرانہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

اپنا سامان باندھو لڑکی کیونکہ میرا ایسا کرنا تمہیں بالکل پسند نہیں آئے گا۔

وہ اسے دھمکاتے ہوئے وہاں سے چل دیا جبکہ عنایہ اس کے اس روپ سے زیادہ خوفزدہ ہو گئی۔

وہ بیٹھی تو انیقہ بیگم کے پاس تھی لیکن اس کا دماغ کہیں اور ہی تھا۔

وہ بھی اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھیں۔

عنایہ مجھے کچھ بات کرنی ہے...

جی امی کہیں....

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔

تم اور ضیغم بچے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے اس سے تم دونوں کا رشتہ مضبوط ہو گا۔
اپنی طرف سے انہوں نے اسے مسئلہ کا حل بتایا تھا لیکن اس کی آنکھیں پھیل گئی

کیا ہوا... ایسے حیران کیوں ہو شادی کے بعد بچے...

امی آپ کہاں سے یہ سب سوچتی رہتی ہیں آرام کریں اور ہمارا رشتہ جیسا ہونا چاہئے ویسا ہی ہے۔

www.urdu novels mania.com

اور پھر شادی کو وقت کتنا ہوا ہے صرف تین مہینے۔

وہ ان کو بات مکمل کرنے کا موقع دیئے بغیر تیزی سے کہنے لگی۔

ٹھیک ہے... میری مت سننا تم لوگ ٹھہرے نئی نسل کے.... کوئی خوشی مجھے نادینا....

وہ اب ناراض ہوتی کہنے لگیں تو عنایہ ہنس پڑی اور پھر اپنی ماں کو منانے لگی۔

وہ ایک ہفتے سے دوبارہ اس کے کمرے میں رہ رہی تھی۔

ضیغم نے اسے بیڈ پہ تھوڑی سی جگہ دے دی تھی اور خوش قسمتی سے اس کی طرف کوئی پیش قدمی بھی نہیں کی تھی۔

وہ ابھی ابھی جاگی تھی اس لئے بیڈ پہ بیٹھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جب ضیغم وارڈروب سے شرٹ کر بٹن بند کرتے ہوئے نکلا۔

بے شک وہ ایک ہینڈ سم اور قابل مرد تھا۔ بس اگر اس کا غصہ اتنا شدید نہ ہوتا تو عنایہ کو وہ شاید اتنا زہرنا لگتا۔

ضیغم نے اس کی نظریں خود پر مرکوز دیکھیں تو اس کے سامنے آ بیٹھا۔ عنایہ نے جلدی سے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

آج رات ہمیں ایک اہم پارٹی پہ جانا ہے۔ اہم اس لئے کیونکہ وہ ایک فنڈ ریز کرنے والی ہے اور دوسرا یہ کہ وہاں نامور ہستیاں ہوں گی۔

اور تم وہاں اپنا بہترین رویہ اختیار کرو گی سبھی...

وہ اپنے نظریں اس پہ مرکوز کئے تھا۔

اور اگر تم نے کچھ بھی گڑبڑ کی تو اس کا نتیجہ تمہاری پیاری امی بھگتے گی...

اب کی بار عنایہ نے سر ہلادیا کہ وہ کوئی الٹی حرکت نہیں کرے گی۔

گڈ... دوپہر میں تمہاری ڈریس یہاں پہنچ جائے گی اور اس کے ساتھ کچھ جیولری بھی جو پسند آئے وہ لے لینا۔
اس کے علاوہ ایک لڑکی تمہیں تیار کرنے آئے گی اسے تنگ مت کرنا اور میری واپسی تک تیار رہنا....

پچھلی بار عنایہ نے اسے جان بوجھ اور دیر کروئی تھی اس لئے اب وہ پارلر گرل رینج کر رہا تھا۔

عنایہ نے پھر سے کمرے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سر اثبات میں ہلادیا تو پر سکون ہو کر اس کے قریب سے اٹھ گیا۔

لیکن وہاں سے جاتے ہوئے اس کے چہرے پہ ایک پرکشش مسکراہٹ پھیل گئی۔

ابھی وہ دوپہر کا کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئی تھی جب نورین نے اس پار لروالی کڑکی کے آنے کی خبر دی۔

اس نے نجانے اس کے چہرے پہ کون کون سے فٹل شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتی رہی۔

وہ اتنی تعریف پہ آنکھیں گھماتی رہی ابھی ابھی اس کے چہرے پہ کوئی ماسک لگا تھا جب جیولری شاپ سے کوئی آ گیا۔

اس کے سامنے مختلف ڈامنڈ کے سیٹ رکھے گئے۔

میم... آپ کو جو پسند آئے وہ لے لیں...

ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ کسی ایک کو پسند کرنا مشکل تھا۔

واہ... ان امیروں کے بھی الگ ہی مزے ہیں... وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔

پھر اچانک یاد آیا کہ کیسے ضنیغم نے کم قیمت انگوٹھی اتار کر مہنگی انگوٹھی پسند کی تھی۔

اس کے سامنے چھ مختلف ڈیزائن کے سیٹ پڑے تھے۔

یہ سب کتنی مالیت کے ہوں گے....
وہ سرسری انداز میں پوچھنے لگی۔

تقریباً ایک کروڑ کے قریب....



اچھا تو پھر میں سب لوں گی....
میخبر ایک دم حیران ہوا اور اسے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا....

ک۔ کچھ نہیں میڈم....

گڈ.... آپ بل ضیغم صاحب کو بھیج دینا....

ج.. جی لیکن انہوں نے تو ایک سیٹ کا ہی کہا تھا....

وہ پریشانی سے کہنے لگا.

ارے میں بیوی ہوں اس کی... اگر یقین نہیں تو سب اٹھائیں اور چلتے بنیں....

نہیں میم... یہ سب یہیں ہے میں بل انہیں بھیج دوں گا.

عناویہ مسکرانے لگی اور پھر واپس کمرے میں آگئی.

پار لروالی نے اپنا کام شروع کیا تھا جب ضیغم کی کال آنے لگی لیکن وہ اسے نظر انداز کرتی رہی.

اس کی واپسی تک وہ مکمل تیار تھی ضیغم کلرے میں آیا تو اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا.

ایسا لگتا تھا جیسے حور لفظ اسی کے لئے بنا ہو.

لیکن جب ایک کروڑ کا بل یاد آیا تو اسے وہ حور سے چڑیل لگنے لگی۔

یہ تم نے کس خوشی میں اتنی مہنگی چیزیں لیں۔

کیا ہو گیا ہے تم تو بہت مالدار شخص ہونا۔

ضیغم اپنی ٹائی اور شرٹ اتارتے ہوئے اس سے مخاطب تھا۔

عناویہ نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور وہ بھی وارڈروب چلا گیا۔

بیس منٹ بعد وہ مکمل تیار تھا اور عناویہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

تم میرے بینک اکاؤنٹ پہ بہت مہنگی ہو.... اب یہ کس بات کا بدلا تھا یہ بھی بتادو....

وہ اب تک اس کی عادت سے خوب واقف ہو چکا تھا اور ابھی بحث کا وقت نہیں تھا۔

ناہی وہ سامان وہ واپس لوٹانا چاہتا تھا۔

یہ جو تم نے مجھے سکوں سے ملایا تھا اس کا بدلہ ہے وہ آنکھیں تمہارے کمرے سے باہر چلی گئی۔

پہلے تو اسے ایسا کچھ یاد نا آیا لیکن جب ویٹروالی بات یاد آئی تو دانت کچکچاتا اس کے پیچھے چلا گیا۔

پارٹی میں وہ ہر وقت ضنیغم کے ساتھ رہی۔ اس کی ملاقات کئی سیاست دان اور بزنس ٹائیکون سے ہوئی۔

پچھلی بار کی وجہ سے اس نے پانی کے بھی صرف دو گھونٹ لینے پہ ہی اکتفا کیا۔

کچھ وہ پرسکون اس لئے بھی تھی کہ زیدی وہاں نہیں تھا۔ لیکن وہ کہاں جانتی تھی کہ یہ وقتی ہی ہے۔

وہاں اس کی طرح اور بھی کتنے لڑکیاں موجود تھیں ان کی کئی لوگوں سے بات ہوئی اور کافی لوگ اس سے متاثر بھی تھے۔

ضنیغم اب کسی کے ساتھ کوئی ڈیل کے بارے میں بات کر رہا تھا جب بیڈنگ کا عمل

شروع ہوا۔

مختلف لوگ بیڈنگ لگا رہے تھے۔

کچھ لڑکیاں ہال سے اٹھ کر فریش ہونے جا رہی تھیں اسے بھی ریسٹ روم جانا تھا تو وہ ضیغم کو بتا کر کھڑی ہو گئی۔

ہال سے باہر ایک کاریڈور میں نکلی لیکن وہ لڑکیاں نجانے کس طرف گئی تھیں انہیں ڈھونڈنے کے چکر میں وہ کہیں اور ہی نکل آئی۔

انجان جگہ دیکھ کر اس نے واپس گرینڈ ہال جانے کا فیصلہ کیا لیکن کوئی اس کے تعاقب میں وہاں پہنچ چکا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

وہ واپسی کے لئے پلٹی جب دروازے سے کچھ فاصلہ پر کسی انجان شخص کو دیکھا۔

عنایہ اسے نظر انداز کرتی آگے بڑھ گئی۔

تم جیسی لڑکی ضیغم جہانگیر کے ساتھ کیا کر رہی ہے.... اور وہ تمہیں اپنی بیوی کیوں کہہ رہا ہے....

عنایہ ایک دم رک کر اس کی سمت دیکھنے لگی۔ وہ اس شخص کو نہیں جانتی تھی لیکن یقیناً وہ جانتا تھا۔

اتنا مشکل سوال.... چلو میں آسان کر دیتی ہوں... میں اس کے ساتھ اس لئے ہوں کیونکہ میں ضیغم کی بیوی ہوں....

وہ ہونٹ سیٹھ کر طنزیہ انداز میں کہتی پھر سے پلٹی جب اس شخص نے عنایہ کی کلائی مضبوطی سے تھام لی۔

اوبسیدین کی مشہور ڈانس ایک ٹائیکون کی بیوی کیا وہ اس بارے میں نہیں جا....

ابھی وہ اپنی بات جاری رکھے تھا جب عنایہ طیش کے عالم میں پلٹی اور ایک زوردار مکا اس کے ناک پہ رسید کیا۔

ہڈی پہ چوٹ لگنے سے وہ ایک دم اسے آزاد کر کے پیچھے ہٹا۔

خبردار جو دوبارہ میرے راستے میں آئے....

وہ تیزی سے کہتی وہاں سے چل دی جبکہ وہ شخص بھی غصہ میں اس کے پیچھے گیا۔

جب تک وہ واپس آئی بڈنگ ختم ہو چکی تھی ضیغم اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ اسی سمت چل دیا۔

میرے خیال سے ہمیں واپس....

کسی نے اس کی بات بہت بد تمیزی سے کاٹی تھی۔

ضیغم جہانگیر تمہارا اسٹینڈرڈ اتنا کب سے گر گیا کہ تمہیں ناچنے والیوں کو اپنی بیوی کہنا پڑا....

آس پاس موجود لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور عنایہ خود پہ ان کی نظریں محسوس کر کر ہونٹ چبانے لگی۔

www.urdu novels mania.com

جبکہ ضیغم کو ایک سیکنڈ لگا تھا غصہ آنے میں۔

وہ شخص اس کا حریف تھا... یقیناً عنایہ کے بارے میں جانتا تھا۔

یہ کیا بکواس ہے.. معافی مانگو ہم دونوں سے....

وہ خود کو مشکل قابو میں رکھے کہنے لگا۔

بکواس نہیں سچ ہے یہ... تمہاری بیوی ایک کلب ڈانسر ہے.... خود کو نیچتی....

وہ شخص مزید کچھ کہ پاتا اس سے پہلے ضیغم نے غصہ میں اس پہ حملہ کر دیا۔

اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا جبکہ عنایہ کے ساتھ باقی مہمان بھی ایک دم حیران و پریشان ہو گئے۔

میری بیوی پہ الزام لگاتے ہو... تمہاری زبان گدی سے کھینچ لوں گا میں....

عنایہ ہوش میں آئی اور اسے رکھنے کے لئے کہنے لگی لیکن اس پہ جنونیت سوار تھی۔

ایک طرف سے سیکورٹی گارڈ بھاگے آئے اور ضیغم کو اس سے دور کرنے لگی لیکن اسے قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

ضیغم پلیز چلو یہاں سے....

وہ اپنی لہو ہوتی نظریں اسی شخص پہ مرکوز کئے تھا

جاری ہے

بساطِ خواب

رانیہ صدیقی

قسط نمبر 16

آخر کچھ مشقت کے بعد وہ لوگ اسے قابو کر پائے اور ہال سے باہر لے گئے۔
ضیغم نے انہیں دھکا دے کر خود سے الگ کیا اور خود گہرے سانس لینے لگا۔
www.urdu novels mania.com

عنائیہ اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی رہی اسے اس کی جنونیت خوف محسوس ہو رہا تھا۔

ضیغم نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے کھینچتا ہوا پار کنگ میں لے گیا۔

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے وہاں سے نکالنے لگا۔

کچھ لمحے ان دونوں کے درمیان صرف خاموشی چھائی رہی تھی عنایہ کے لئے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ صیغہ نے اس کے لئے کسی اور پہاٹھ اٹھایا۔

وہ اس کو دیکھنے لگی۔

غصہ کی شرٹ سے پیشانی پہ پسینہ کی بوندیں نمودار ہو چکی تھیں۔

اور ہاتھ پائی سے اس کی شرٹ بھی خراب ہو چکی تھی۔

عنایہ نے جھجکتے ہوئے ٹشو پیر نکالا اور اس کی شرٹ صاف کرنے لگی۔

پھر دوسرے ٹشو پیر سے اس کی پیشانی صاف کرنی چاہی لیک اس نے عنایہ کی بازو تھام لی۔

پھر نظر سڑک پہ مرکوز رکھے اس کا ہاتھ اس کی گود میں رکھ دیا تو دوبارہ اس نے ایسی کسی حرکت کی کوشش نہیں کی۔

وہ جب سے گھر لوٹا تھا ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔

عناویہ بیڈ پہ بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی دونوں ابھی بھی اسی لباس میں ملبوس تھے۔

ضیغم اب بس کر دو پلیز تم نے اس کو کافی زخمی کیا تھا اب تو غصہ تھوک دو۔

وہ اس کی بات پہ رکا اور پلٹ کر عناویہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔

ہاں بالکل.... اور تم....

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

وہ اس کی بات پہ ٹھٹکی تھی اور انداز پہ بھی۔

م... میں کیا...

تمہیں کیا ضرورت تھی ہر شخص سے رابطہ رکھنے کے...

اسے تو اپنے کانوں پہ یقین نہ آیا وہ شخص ابھی ابھی اس کے بارے میں یہ سوچ رہا تھا۔

تم... تم پاگل ہو کئے ہو کیا....

ضیغم نے اسے کندھوں سے دبوچا اور اپنے سامنے کھڑا کیا۔

ابھی بتا دو کہ کتنے لوگوں سے تم....

بکواس بند کرو ضیغم....

وہ نم آنکھیں لئے چیختی تھی۔ اس کا عکس دھند ہلا گیا تھا۔
www.urdu novelsmania.com

تمہاری اتنی ہمت کے مجھ سے زبان درازی کرو....

شاید وہ اس پہ باتھ اٹھانے کا ارادہ رکھتا تھا جب وہ دھاڑا ٹھی۔

اگر مجھ پہ ہاتھ اٹھایا تو کاٹ دوں گی وہ ہاتھ....

ابھی کچھ لمحے پہلے جو وہ سوچ رہی تھی کہ شاید وہ بدل رہا ہے وہ سوچ پھر معدوم پڑ گئی تھی۔

منیغم اپنے دانت کچکچانے لگا۔ اور پھر اسے کھینچنے لگا۔

چھوڑو کہاں لے جا رہے ہو مجھے....

لیکن وہ بنا کسی جواب دیئے اسے گیسٹ روم لے گیا۔

اور اندر دھکا دیا اسی اثناء میں اس کی آستین بھی پھٹ گئی۔

تم اس لائق نہیں کہ تم سے نرمی برتی جائے۔ اب یہی بندر ہوگی تم جب تک تمہارا دماغ ٹھکانے نہیں آجاتا اور تم یہ ناجائز رشتے ختم نہیں کر دیتی۔

وہ دروازہ بند کرنے لگا جب عنایہ اس کی طرف لپکی لیکن وہ تب تک کمرے کا دروازہ بند کر چکا تھا۔

عنایہ دروازے کو زور زور سے پیٹنے لگی لیکن کون تھا جو اس کی مدد کو آتا۔

اسے بند کرنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے کمرے کی طرف گیا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔

وہ جانتا تھا کہ عنایہ کا اس سے کوئی رابطہ نہیں لیکن اسے غصہ اسی پہ آتا تھا کہ آخر کیوں اس کا ماضی صاف نہیں تھا۔

وہ اس معاملے میں کمزور تھا بے حد کمزور۔ وہ جانتا تھا کہ کسی ناکسی دن اسے اس سب کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا لیکن تب وہ عنایہ سے صرف نفرت کرتا تھا اور ایسی حالت میں اسے مزید بے عزت کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔

لیکن آج جب ایسا ہوا تو وہ صرف اس شخص کی جان نکالنا چاہتا تھا جس نے اس پہ انگلی اٹھائی۔

www.urdu novels mania.com

اور اب اسے اس رد عمل کی وجہ سے خود پہ غصہ آ رہا تھا۔

وہ لڑکی اسے بھی زید کی طرح پاگل کر رہی تھی اور اس کی یہی سزا تھی کہ وہ بھوکی اور پیاسی وہاں قید رہے... تب تک جب تک وہ نارمل نا ہو جائے۔

اسے وہاں قید میں ساری رات گزر گئی اب وہ انتظار کر رہی تھی کہ کوئی تو اسے آزاد کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔

رونے سے اس کی آنکھوں میں سوزش اتر آئی تھی۔

گھڑی گیارہ بجانے لگی تو اس نے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا کہ آخر کوئی ملازم ہی اسے یہاں سے آزاد کر دے گا۔ لیکن انہیں تو ضیغم نے سختی سے اس طرف جانے کو بھی منع کیا تھا۔

جب وہ تھک گئی تو لڑکھڑاتے قدموں پہ اٹھی اور واشروم میں جا کر منہ ہاتھ دھوئے اور پھر نلکے سے پانی پیا۔

اور پھر باہر آ کر بیڈ کر بیٹھ گئی۔ اپنی سوچوں میں گھرے اس کی کب آنکھ لگ گئی اس کا اسے احساس بھی نا ہوا۔

جب عنایہ کی آنکھ کھلی تو رات کے نو بج رہے تھے۔

پہلے تو اسے یقین نا آیا کہ اسے سوتے ہوئے اتنا وقت ہو گیا لیکن پھر جا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن بے سدھ۔

www.urdu novelsmania.com

اب اسے اس جگہ سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی آخر اسے اب تک قید میں کیوں رکھا گیا تھا پیٹ میں بھی چوہے نا چر رہے تھے۔

وہ زور لگا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی اور پھر اپنے دشمن جان کو پکارنے لگی جب وہ اس کی سداپہ نا آیا۔

تو وہ وہیں زمین پہ ڈھم ہو گئی اس امید کہ ساتھ کہ کبھی تو وہ یہ دروازہ کھولے گا۔

ہر گزرتے گھنٹے کے ساتھ اس کی امید کم ہوتی جا رہی تھی۔ کہیں وہ اسے باقی کے پانچ سال یہیں قید رکھنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا تھا یہ سوچ کر اس کی روح تک کانپ گئی اور وہ اپنے خیالات جھٹکنے لگی۔

اوپر ات بھی بیت گئی اور اگلی صبح بھی آگئی لیک اسے باہر سے کوئی آواز تک نا آئی۔

بھوک نے اب شدت اختیار کر لی تھی وہ مسلسل پانی پی کر اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اب وہ بھی مشکل ہو رہا تھا۔

عنائیہ جیسے ہی کھڑی ہوتی کمزوری سے اس کا سر بری طرح چکرانے لگتا۔

وہ پانی پینے کے لئے اٹھی تھی جب چکر آنے کی وجہ سے پھر سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

کتنی ہی دیروہ سر پکڑ کر بیٹھی رہی۔

ضیغم نے تو اسے یہاں مرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

ان دونوں میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں رہے گی اور اس کا منصوبہ بھی بنالیا تھا۔

مسئلہ صرف یہ تھا کہ وہ منصوبہ وقت طلب تھا اور نجانے ضیغم اسے تب تک زندہ بھی چھوڑتا یا نہیں۔

سوچنے سے اس کے سر میں مزید درد ہونے لگتی تو وہ خیالات جھٹک دیتی۔

سب سے پہلے تو یہاں سے نکلنا تھا وہ دیوار کا سہارا لیتی پھر سے کھڑی ہوئی اور جھولتی ہوئی واشروم گئی۔

پیٹ بھر کر پانی پیا اور پھر سے بستر پہ آگری۔

بھوک کی شدت سے وہ بار بار کروٹیں بدلتی لیکن جلد ہی کمزوری کے باعث اس کی آنکھ لگ گئی۔

جب جاگی تو رات ہونے والی تھی۔

آج اسے یہاں قید میں تیسری رات ہوتی۔ رونے کی اب ہمت نہیں تھی بمشکل وہ دروازہ تک پہنچی اور دونوں

ہاتھوں سے اسے زور زور بجانے لگی۔

لیکن ہمیشہ کی طرح کوئی جواب نا آیا۔

آخر وہ دروازے سے ہی پیشانی ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔

اور پھر پلٹ کر اسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔

آخر آدھی رات کے بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا۔

ضنیغم نے دروازہ کھولا تو کسی وجہ سے وہ ٹھیک سے ناکھلا۔

اس نے زرا زور لگایا تو احساس ہوا کہ دروازہ کے آگے کچھ ہے۔

زرا سا سر آگے کر کے دیکھا تو عنایہ کا بیہوش وجود دروازے کو کھولنے سے روک رہا تھا۔

عنایہ....

ضنیغم نے اس کا نام پکارا اور دوبارہ دروازہ کھولنا چاہا لیکن اس کے وجود میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

وہ آہستہ سے دروازہ کھولنے لگا جیسے ہی اس کے گزرنے ک جگہ بنی ضنیغم نے کمرے میں داخل ہو کر اس زمین

سے اٹھالیا اور اپنے کمرے میں لے گیا۔

بیڈ پر لٹایا اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

دودن میں ہی اس کے چہرے کی رونق غائب ہو گئی تھی۔

اس کی وجہ سے اس نے زید کو دھوکا دیا.... عروج سے رشتہ ختم ہو گیا.... بزنس میں نقصان ہوا اور رتبہ میں

بھی....

پھر بھی اس کا دل اس کی طرف کھپا جاتا تھا۔ لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جن پہ دل کی حاکمیت چلتی ہے۔

بلکہ وہ دماغ سے کام لینے والوں سے تھا۔

اسے اس کا سدباب کرنا تھا۔

عنایہ سے دور ہوا اور پانی لا کر اسے ہوش میں لانے لگا۔

کچھ دیر بعد اسے ہوش آنے لگا ضنیغم کا چہرہ اس کے سامنے تھا۔

عنائیہ کو لگیہ صرف اس کا خیال ہے اور وہ آنکھیں بند کرنے لگی جب اس نے اسے کھینچ کر بٹھایا۔
اٹھو کچھ لاتا ہوں تمہارے لئے....

وہ سخت لہجے میں کہتا چلا گیا تو عنائیہ کو یقین آیا کہ وہ سچ میں وہی شیطان ہے۔

اس کے انداز میں کوئی پیشمانی نہیں تھی بلکہ جھنجھلاہٹ تھی جس سے اس کا ارادہ مزید پختہ ہو گیا۔
کچھ دن ان کے نارمل گزر گئے وہ اپنی امی سے ملنے جانے لگی اور جویریہ سے باتیں کرنے لگی۔
جویریہ کی زندگی اس سے بھی زیادہ کٹھن تھی۔

علی اسے آئے دن مارتا تھا اور کپڑے سلانی کر کے اس کے پاس جو پیسے ہوتے وہ لے جاتا۔
محض ایک وقت کی دال روٹ بھی مشکل ہو رہی تھی۔
وہیں ضیغم اس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

آئے دن وہ اس کے قریب ہونے کے مختلف بہانے ڈھونڈتا۔
ایسا نہیں تھا کہ اس کا انداز بدل گیا تھا۔ وہ اس پہ ویسے ہی طنز کرتا تھا لیکن اس پہلے جب وہ اس کے قریب آتا تھا
تو اس میں نفرت ہوتی تھی۔

اب کچھ اور....

ابھی بھی وہ دونوں ڈنر کر رہے تھے جب عنائیہ نے جگ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

جیسے ہی اس نے جگ تھا ماضیغم نے بھی تب ہی جگ کی طرف ہاتھ اور عنائیہ کہ ہاتھ تھام لیا۔
ان کا بیک وقت جگ کی طرف بڑھنا اتفاق ضرور تھا لیکن اتنی دیر تک اس کا ہاتھ تھامے رکھنا نہیں۔

عناویہ نے اپنا ہاتھ آزاد کروانا چاہا لیکن اس نے نہیں چھوڑا۔

مسٹر ضنیغم... کیا تم مجھے ہیریں کرنے کی کوشش کر رہے ہو....

مسٹر ضنیغم... آپ کی عقل کو اکیس توپوں کو سلام ہے.... کوئی اپنی بیوی کو بھی ہیر لیسمنٹ کا شکار بناتا ہے... پھر چاہے وہ کچھ سال کے لئے ہی ہو۔

عناویہ نے اپنا ہاتھ پھر چھڑوانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

تو کیا فلرٹ کر رہے ہو....

مجھے فلرٹ کی بھلا کیا ضرورت.... اور فلرٹ کے لئے تم ہی رہ گئی ہو کیا....

تو میرا ہاتھ کیوں نہیں چھوڑ رہے....

وہ زچ ہونے لگی۔

تا کے تمہیں اس کی عادت ہو جائے...

اب تم میری بیوی ہو اور مجھ میں اتنا ظرف نہیں کہ میں اپنا حق وصول نہ کروں..

اس کی اس طرح سکون سے کبھی گئی بات سے عناویہ کی بھنویں تو سر سے جا لگیں۔

چھوڑو میرا ہاتھ.... گھٹیا چھچھورے کہیں کے....

وہ اب کھڑی ہو کر جھٹکے سے خود کو آزاد کروانے لگی۔

آرام سے بیٹھ جاؤ عناویہ.... اپنی بازو تڑوانی ہے تو میں ویسے ہی یہ نیک کام سرانجام دے دیتا ہوں۔

وہ رکی اور اسے گھور کر دیکھنے لگی۔

تم یہ سوچ تو ذہن سے نکال ہی دو....

وہ دوسرے ہاتھ کی انگلی اس کی طرف کرتی کہنے لگی۔

ضیغم نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور کھینچ کر اپنے قریب کیا۔

اگر ایسی ہی بات ہے تو میری قربت سے تماری سانس کیوں تیز ہو جاتی ہے۔

عقل کام کرنا چھوڑ دیتی ہے.... دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو جاتی ہے.....

وہ اس پہ جھکتے ہوئے کہنے لگا۔

تم کیسے کہہ سکتے ہو میری دھڑکن بے ترتیب ہو جاتی ہے...

وہ اس کی نبض کو انگوٹھے سے سہلانے لگا۔

اوہ....

یس... اوہ....

کسی غلط فہمی میں مت رہو تم... یہ سب اس لئے کیوں کہ تم سے نفرت کرتی ہوں میں....

چلو یہ بھی دیکھ لیں گے...

وہ اسے آزاد کرتا ہوا اس سے دور ہو گیا۔

اگلے دن سمینہ بیگم کی واپسی نے ان دونوں کو سر پر اثر کر دیا لیکن عنایہ کو کافی سکون ملا۔

ان کے مطابق زید کافی بہتر تھا۔
 انہوں نے یہ بات ضیغم کو کبھی لیکن نظریں عنایہ پہ تھیں۔
 وہ جانتی تھی زید جیسے لوگوں کا پیار چار دن کا چاندی اور پھر اندھیری رات کے مترادف ہوتا ہے۔
 وہ ان سے مل کر واپس آ گئی
 جب ضیغم اس کے پیچھے آ گیا۔
 لگتا ہے تمہیں کافی دکھ ہوا کہ تمہارا پتہ اس کی زندگی سے کٹ چکا ہے۔
 وہ کن اکھیوں سے دیکھتا طنز کے تیر چلانے لگا تو وہ آنکھیں گھما گئی۔
 ہاں... بہت متنتنت... دکھ ہوا... میں اب زندہ کیسے رہوں.... گی....
 وہ کسی دکھی اداکارہ کی طرح کہنے لگی۔
 جبکہ ضیغم کی آنکھوں سے ناپنیدگی جھلکنے لگی۔
 وہ قدم اٹھاتا اس کے سامنے عین پیچھے کھڑا ہو گیا جیسے ہی وہ پلٹی اسے اتنے قریب دیکھ کر چونک گئی۔
 لیکن اس کی پشت پہ ڈرینگ ٹیبل ہونے کی وجہ سے وہ پیچھے نا ہو سکی۔
 ضیغم اس پہ جھکنے لگا اور دونوں ہاتھ اس کے گرد ڈرینگ ٹیبل پہ لگا دیئے۔
 اسے اپنے حصار میں قید کئے ضیغم اس پہ مزید جھکنے لگا۔
 ایسا کیا ہے میرے بھائی میں جو مجھ میں نہیں ہے...
 اس کے سوال سے وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

اس کی عنایہ پہ بے یقینی کوئی نئی بات نہیں تھی لیکن اسے ہر بار تکلیف ہوتی تھی۔
یہ باتیں اسے بھولنے نہیں دیتیں تھیں کہ وہ اس کے لئے کیا ہے۔
اس نے تو کبھی اس سے پوچھا بھی نا تھا بلکہ خود ہی فیصلہ اخذ کر لیا۔
غصہ میں عنایہ اس کا منہ تور جواب دینے لگی۔

تمہارے بھائی میں وہ سب...

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب ضیغم نے اس پہ جھک کر اس کی آواز خود میں قید کر لی۔
اس سے جدا ہو کر وہ اسے مسخرانہ دیکھنے لگا۔

کیا تب تمہاری سانس کبھی ایسے اکھڑی...

وہ اس کا لمس خود پہ محسوس کر رہی تھی۔

اور اس کی سانس کی گرمائش اپنے چہرے پر۔

وہ اس پہ پھر سے جھکا اور اس کی پلکیں ہلکے سے چوم لیں۔

کیا پہلے کبھی تم ایسے شرمائی...

وہ اس کی جھکتی نظریں دیکھ کر کہنے لگی۔

پھر اس نے عنایہ کی ناک کو چوما۔

کیا پہلے دھڑکن یوں بے ترتیب ہوئی۔

اس کا دھڑکن واقعی بے ترتیب ہو چکی تھی۔ حلق اور ہونٹ خشک۔

ضیغم نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما
تو اس نے جھکی ہوئی نظر میں اٹھا کر اسے دیکھا۔

وہ اس پہ جھکا اور پیشانی پہ بوسہ لیا۔

عنایہ اس کے چوڑے سینے کو ہتھیلیوں کی مدد سے دھکیلنے لگی۔
ضیغم...

وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے وہ پھر سے اس پہ جھک گیا اور وہ بھی آنکھیں بند کر گئی۔

جاری ہے

#بساطِ خواب

#رانیہ صدیقی

قسط نمبر 17



اگلے دن جب وہ جاگی تو اکیلی تھی کل کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔

شاید ان دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہو جائے... شاید ضیغم اس کے لئے دل میں احساسات رکھنے لگا ہے۔

وہ لیٹے ہوئے دیوار کو گھورتی مسکرانے لگی لیکن اس رات ضیغم کی واپسی پہ اس کا رویہ عنایہ کے ساتھ ویسا ہی تھا۔
تحقیر آمیز۔

اس کی نظروں میں اپنے لئے حقارت دیکھ کر وہ اپنی جگہ پہ منجمد رہ گئی اور جو بات کرنا چاہتی تھی اس کا ارادہ بھی ترک کر دیا۔

کچھ دن ان اس کا رویہ پھر سے ویسا ہی رہا اور ایک دن وہ دوبارہ اس کے قریب آنے لگا۔

اس کا رویہ کب کیسا ہو جائے عنایہ تو سمجھ ہی نہیں پاتی تھی۔

وہ جو ناچاہتے ہوئے بھی اب ضیغم سے اب نفرت نہیں کر پاتی تھی خود کی کمزوری پہ اپنے آپ کو کوسنے لگی۔

بس اس سب کے دوران وہ اس پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا۔

...

ضیغم جب بھی اس کے قریب جاتا اگلے دن فیصلہ کرتا کہ اب وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا کچھ دن پہلے جیسا رہتا لیکن پھر وہ قسم ٹوٹ جاتی اور وہ اس غلوت اختیار کر لیتا۔

یہ سب کچھ کیا تھا وہ خود ہی پاگل ہونے لگا تھا۔
ہر نئی صبح وہ عنایہ سے نفرت کا اظہار کرتا اور ہر ڈھلتی رات کو وہ کمزور ہو جاتا۔

دن اور مہینے گزرنے لگے اس عرصے میں ان کے درمیان ایک سردیو اور حائل ہو گئی۔
دونوں ہی اپنے جذبات سے انکاری تھے لیکن یہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ انہیں ایک دوسرے کی توجہ اور محبت کی ضرورت ہے۔

عنایہ کی امی اب پہلے سے بہت بہتر تھیں۔ وہیں جویریہ کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔

ضیغم ابھی بھی ویسا ہی تھا دونوں ایک دوسرے پہ طنز کے نشتر چلاتے۔

کئی بار وہ ایک ایک مہینے تک کہیں چلا جاتا۔ عنایہ کے لئے وہ دن ذہنی سکون سے بھرے ہوتے لیکن دل تڑپتا رہتا۔

عروج نے صیغم کے دوست سے منگنی کر لی۔

صیغم اپنے دوستوں کے دلوں سے کسی حد تک میل نکالنے میں کامیاب رہا۔ ان تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ عنایہ ایک کلب ڈانسر ہے اس لئے انہوں نے خود ہی اسے غلط اور صیغم کو سچا مان لیا۔

عنایہ کو لگتا کہ یہ پانچ سال ختم ہی نہیں ہوں گے یا تب ہوں گے جب اس کی جان چلی جائے گی آخر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی شادی کو ایک سال گزر گیا۔

آج ان کی اینیورسری تھی۔ اور وہ پہلے سے زیادہ بکھی ہوئی لگ رہی تھی۔ سمینہ بیگم کچھ دنوں سے اپنے بھائی کے پاس گئی ہوئی تھیں۔

اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روتے۔ کہنے کو تو وہ اسے نہیں مارتا تھا لیکن اپنی بے رخی سے اور استعمال کرنے سے ہر لمحہ وہ دردناک موت مرتی تھی۔

کچھ دنوں سے اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی انقہ بیگم نے بھی نوٹ کیا تھا۔

ان کے کہنے پر چیک اپ کروایا تو خوشخبری کا علم ہوا۔

لیکن اس کے لئے یہ کوئی خوشخبری نہیں تھی۔

ضیغم تو اسے ہی قبول نہیں کرتا تھا تو بچے کو کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پھر بھی اسے بتانا تو تھا ہی۔

جب وہ گھر آیا تو فریش ہونے چلا گیا دونوں خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب اس نے اسے توڑا۔

کل میں نے اپنے دوستوں کو بلایا ہے ڈنر پر۔

اتنے عرصے بعد میرے ان سے تعلقات بہتر ہوئے ہیں....

www.urdu novels mania.com

وہ اسے کن اکھیوں سے دیکھتا کہ رہا تھا مطلب صاف تھا کہ وہ اسے بہترین بیوی بننے کا کہہ رہا تھا لیک عنایہ اس وقت کسی اور سوچ میں گرفتار تھی تو محض سر ہلادیا۔

دونوں جب سونے کی تیاری کر رہے تھے تو وہ یک دم اٹھ بیٹھی۔

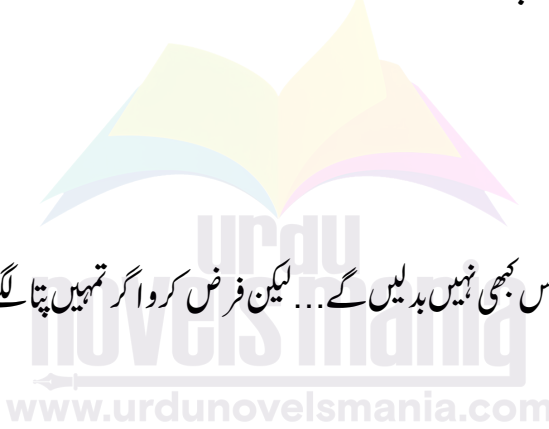
ضیغم تم مجھ سے بہت نفرت کرتے ہونا....

وہ اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

مجھے لگا کہ میں تمہارے لئے اپنے احساسات کے بارے میں کافی صاف گو ہوں۔

وہ اپنے ہونٹ چبانے لگی۔

مجھے پتا ہے کہ تمہارے احساس کبھی نہیں بدلیں گے... لیکن فرض کرو اگر تمہیں پتا لگے کہ ہم... مطلب میں پریکٹس ہوں تو....



ضیغم کی آنکھیں ایک دم پھٹ گئیں۔ وہ اس کی طرف تیزی سے آیا اور اس کی گردن دبوچ لی۔

عناویہ کو ایسی حرکت کی تو توقع نہیں تھی ویسے بھی کئی مہینوں سے اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔

کیا تمہارے ابھی بھی کسی سے تعلقات ہیں... کیا تم ایکسیکٹ کر رہی ہو....

جہاں اس کا دل خون کے آنسو رو یا وہیں وہ زور زور سے سرانکار میں بلائے لگی۔
م.. میں ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔

اس کے شکنجہ میں وہ مشکل سے بولی۔

ایک بات تم کان کھول کر سن لو.... میں کسی اور کے بچے کو کبھی نہیں اپنا وگا اور اگر وہ بچہ میرا بھی ہوا تو بھی تمہیں لگتا ہے تم جیسی عورت کو میں اپنے بچے کی ماں بننے دوں گا.....
نہیں.... میں اسے اس دنیا میں آنے سے پہلے ختم کر دوں گا۔

اس نے اسے دھکا دے کر چھوڑا تو وہ بیڈ پہ گری اور اپنی گردن کے گرد ہاتھ رکھ کر سانس کھینچنے کی کوشش کرنے لگی۔

تمہارے یہ حربے مجھ پہ کام نہیں کریں گے سبھی....

وہ اس کے بارے میں وہیں غلیظ سوچ رکھتا تھا۔

پہلے اسے کچھ امید تھی لیکن اب وہ بھی ختم ہو گئی۔ ضیغم تو صرف ان پانچ سالوں میں اس کو استعمال کرنے کا اور پھر اس سے بور ہو کر دور کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اور اسے لگا کہ وہ بدل جائے گا۔

اک دن وہ اس کے دل میں جگہ بنا لے گی۔
لیکن وہ کتنی غلط تھی۔

اگر وہ واقعی ایسا کرتا... اپنے بچے کو مار دیتا تو... وہ تو اس پہ الزام لگا کر کنٹریکٹ توڑتا اور اسے چلتا کرتا۔

www.urdu novelsmania.com

اب تو اسے اس کنٹریکٹ کی بھی پرواہ نہیں رہی تھی۔

یہ تم نے کیا کر لیا عنایہ کیوں کمزور ہوتی رہی اس بے رحم کے سامنے۔

اسے اس کے ساتھ رہنا ہی نہیں تھا اور اب تو بات ایک ننھی جان کی تھی جسے وہ پیدا ہونے سے قبل ہی قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

...

ضیغم دوسرے کمرے میں آکر ادھر سے ادھر چکر لگانے لگا۔

اسے یقین تھا کہ عنایہ کا دل اس کی دولت پہ آچکا ہے۔

آخر اس نے زید کو بھی دولت کے لئے چھوڑ دیا تھا اور اب سوچتی تھی کہ اس کی اولاد پیدا کر کے ہمیشہ کے لئے یہیں رہ جائے گی۔



ایسا تو وہ کبھی نا ہونے دیتا۔

اس کی اولاد کو ناچنے والی سے پیدا ہونے کا طعنہ ملتا کبھی بھی نہیں۔

www.urdu novelsmania.com

بلکہ اس کی اولاد تو عروج جیسی کسی باعزت عورت کے بطن سے پیدا ہوگی۔

وہ اپنے ہونٹوں کو سرخ لپ اسٹک سے رنگ رہی تھی جب وہ اس کے قریب آیا۔

ضیغم نے اس کے ہونٹوں پہ انگوٹھا رہا اور انہیں مسلتے ہوئے لپ اسٹک اتار دی۔

اپنا یہ حسن کسی اور کو دکھانا میرے دوستوں کو نہیں۔

وہ تحکمانہ انداز سے کہنے لگا۔

کون سے دوست... وہ دوست جو کلب میں آکر میرا قص دیکھتے اور مجھ پر پیسے لٹاتے تھے۔

عنایہ نے بھی طنزیہ انداز میں کہا۔ اس کا اشارہ زیدی اور اس شخص کی طرف تھا جس نے اسے پارٹی میں پہچانا۔

ویسے بھی اس کے سامنے کھڑا وجہہ لیکن بیمار ذہنیت رکھنے والا یہ شخص کبھی نہیں بدل سکتا تھا تو اب وہ بھی اسے خود کو مزید تکلیف دینے کا موقع نہیں دینے والی تھی۔

ضیغم کی غیر موجودگی میں وہ ڈائمنڈ رنگ اور بریلیٹ لے کر انہیں بیچنے گئی تھی لیکن وہ اس سے کچنی کا کوئی کارڈ مانگ رہے تھے جو کہ اس کے پاس نہیں تھا۔

وہ عنایہ کو چور سمجھنے لگے اور وہ بہت مشکل سے وہاں سے نکلی۔

بلیک مارکٹ میں بھی پتا کیا لیکن وہاں وہ تو پتھروں کی قیمت میں لے رہے تھے۔

وہ تمام زیورات اتھینٹیکٹ ڈائمنڈز سے بنے تھے جنہیں وہ ایسے ہی نہیں بیچ سکتی تھی۔

اور یہاں سے جانے کے لئے اسے پیسے چاہئیں تھے۔

ضیغم نے اسے جڑے سے پکڑ لیا دونوں میں ہی کل رات کو لے کر غصہ پایا جاتا تھا۔

چلو وہ تو رقص ہی دیکھتے تھے ورنہ تم سے کیا بعید....

وہ جان بوجھ کر اس پہ ایک بار پھر کتنی آسانی سے الزام لگا گیا۔

تم پچھتاو گے ضیغم جہانگیر...

وہ پلٹا تو عنایہ سخت لہجے میں بولی۔

پکھتا تو میں رہا ہوں... کسی اور کی مصیبت اپنے گلے باندھ کر۔

اور اس طرف پشت کئے جواب دیتا وہاں سے چل دیا۔

عنایہ نم آنکھوں سے اپنا دھند ہلا عکس دیکھنے لگی پھر کچھ دیر بعد وہی سرخ لپ اسٹک لگانے لگی۔

ایک گھنٹے بعد جب وہ میچے آئی کو کھانے کا سلسلہ چل رہا تھا۔

ماحول کافی خوشگوار تھا جو اسے دیکھتے ہی سوگ میں بدل گیا۔

وہ بھی کسی کی پرواہ کئے بنا کر سی لھینچ کر بیٹھ گئی۔

ضیغم اور وہ دونوں اسے نظر انداز کرنے لگے۔

جب ان میں سے ایک نے عنایہ کو مخاطب کیا۔

بھابھی ویسے ابھی ضیغم بتا رہا تھا کہ آپ کسی سکول میں ڈانس ٹیچر تھیں کلب میں نہیں۔ ہم نے آپ کو غلط سمجھا اس کے لئے سوری۔

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا جبکی عنایہ تو ان سے مل ہی دوسری بار رہی تھی۔ وہ ضیغم کو دیکھنے لگا جو نوالہ چباتے ہوئے اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔

نہیں میں کلب میں ہی ڈانسر تھی۔
پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتے اس شخص کے ہاتھ تھے اور وہ کبھی ضیغم اور کبھی اسے دیکھتا۔

بلکہ آپ کے دوست کو تو لگتا ہے بلکہ یقین ہے کہ میں کوئی پرائیویٹ سروس...

www.urdu novels mania.com

عنایہ....

وہ مزید بولتی اس سے پہلے وہ دھاڑ اٹھا... اس لڑکی نے تو قسم کھا رکھی تھی اسے بدنام کرنے کی۔

وہ کرسی سے کھڑی ہوئی اور اس کے طرف جھک گئی۔

بھاڑ میں گئے تم... اور تمہارے دوست... اور یہ جھوٹی شان و شوکت....

ضیغم کو آج وہ پھر حیران کر گئی تھی۔

تم مجھے گندا کہتے ہو پر اصل میں تمہاری سوچ گھٹیا اور بدبودار ہے....

وہ غصہ سے کہتی پلٹی اور بھاگ گئی۔

اس کے جانے کے بعد وہ دونوں اجازت لیتے چلے گئے۔

عنایہ واشروم میں کھڑی دانت صاف کر رہی تھی سائیڈ پہ باتھ ٹب کانلکھ کھول کر اس میں پانی بھر رہی تھی۔

جب یاد آیا کہ وہ کپڑے تو بھول ہی گئی ہے تو منہ صاف کرتی دروازے کی طرف بڑھی۔

کچھ گھنٹے پہلے اس کے دوستوں کے ساتھ ضیغم بھی چلا گیا تھا۔

وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی تو ضیغم سامنے ہی کسی بت کی طرح کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں سرخ اور اعصاب تنے ہوئے تھے۔

عنایہ نے گھبرا کر دروازہ بند کرنا چاہا لیکن اس نے دروازہ پی ہاتھ رکھ کر ایسا کرنے سے روک دیا۔

منع کیا تھا میں نے.... منع کیا تھا کسی بھی ایسی حرکت سے لیکن تمہیں... تم تو میری زندگی کا عذاب بن چکی ہو....

وہ جنونی لہجے میں چیخ رہا تھا اور عنایہ کے لئے اس سے اپنی گردن آزاد کروانا مشکل ہو چکا تھا۔

وہ اسے دھکیلتے ہوئے واشروم میں ہاتھ ٹب کے قریب لے گیا۔
www.urdu novelsmania.com

جس میں سے اب پانی بھر کر باہر نکل رہا تھا۔

دل تو کر رہا ہے تمہیں مار کر یہیں گاڑھ دوں....

ضیغم چھوڑو... م... میرا سانس....

اگلے لمحے اس نے عنایہ کو گھمایا اور رخ پلٹ دیا پھر بالوں سے پکڑا اور اس کا منہ ہاتھ میں بھرے پانی میں ڈال دیا۔

جیسے ہی پانی ناک اور منہ میں گویا وہ بری طرح تڑپنے لگی اور ناخن اس کے ہاتھوں پہ مارنے لگی۔

ضیغم نے اسے پانی سے نکالا تو اس نے یکدم سانس کھینچا۔

تمہاری وجہ سے آج لوگ ہنستے ہے مجھ پر....

ایک بار پھر اس نے عنایہ کو پانی میں غوطہ دیا اور وہ پہلے کی نسبت اپنے حواس کھونے لگی۔

کچھ سیکنڈز بعد اسے پھر باہر کھینچا اور وہ چیخ رہی تھی۔

جو لوگ مجھ سے ڈرتے تھے وہ اب پیٹھ پیچھے میری بیوی کو ناچنے والی کہہ کر ہنستے ہیں۔

اس نے عنایہ کو دوبارہ غوطہ دیا اور اس کے اعصاب ڈھیلے ہونے لگے۔

وہ بیہوش ہوتی اس سے پہلے ضیغم نے اسے گیلے فرش پہ پٹھا اور وہاں سے چل دیا۔

عنایہ کھانتے ہوئے پانی نکالنے لگی اور پھر بیہوش ہو گئی۔

اگلے روز وہ پھر سے کسی بزنس ٹرپ پہ دوسرے شہر چلا گیا عنایہ کے لئے یہ اچھا موقع تھا۔

جویریہ اور وہ دونوں ہی ایک ہی حالت میں تھیں اس نے جویریہ سے ملاقات کی اور سب بتا دیا۔

عنایہ... تم یہ سب مجھے اب بتا رہی ہو جب اتنا کچھ ہو گیا... مجھے لگا ہم دوست ہیں....

ہم دوست ہی ہیں... لیکن تم خود بھی اتنی پریشانیوں کا سامنا کر رہی ہو ایسے میں کیا بتاتی تمہیں...

وہ صحیح ہی تو کہہ رہی تھی... اس لئے جویریہ خاموش ہو گئی لیکن ناراضگی قائم تھی

اچھا نواب تو بتا دیا... معاف کر دو...

کر دیا معاف... اب یہ بتاؤ کیا میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں...

عنایہ اپنے ناخن دیکھنے لگی۔ اسے جویریہ کی مدد تو چاہیے تھ اسی لئے سب بتایا۔

میں اس سے الگ ہونا چاہتی ہوں...

اس نے جویریہ کی نظروں سے کتراتے ہوئے کہا۔

ہاں... لیکن تم نے ہی کہا کہ طلاق لینے سے کنٹرکٹ ختم ہو جائے گا اور اب تک کی ایک ایک پائی لوٹانی پڑے گی... ہم یہ کیسے کریں گے...

وہ پیشانی پہ بل ڈالے عنایہ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

نہیں جویریہ میں طلاق کی بات نہیں کر رہی... الگ سے میرا مطلب ہے کہیں دور چلے جانا جہاں وہ اس دوران مجھے ڈھونڈ نہیں پائے... کیونکہ ایسی کوئی شرط نہیں ہے اس معاہدے میں۔

جویریہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولنے لگی۔

لیکن عننا... اس سب کے لئے پیسے چاہئیں...

یہی تو مسئلہ ہے جویریہ... کچھ ہزار ہیں میرے اکاؤنٹ میں جو ضیغہم نے دیئے لیکن اس سے میں کچھ نہیں کر سکتی مجھے ایک خطیر رقم چاہیے اور اس کے لئے میں نے اس کے خریدے ہوئے زیورات بیچنے کا فیصلہ کیا ہے...

ہم... لیکن کیا ان کی اتنی مالیت ہے...

ہاں ان کی اتنی مالیت ہے کہ میں ایک اچھے علاقہ میں رہائش اختیار کرنے کی ساتھ امی کا علاج بھی کروا سکتی ہوں اور شاید اپنے بچے کے لئے بھی کچھ بچا پاؤں۔

لیکن انہیں چوری کرنے سے ضیغم مجھے نہیں چھوڑے گا اور نا ہی میں کسی بھی جگہ انہیں پیچ سکتی ہوں.... اس کے لئے کوئی ایسا شخص پائیے جو یہ کام کر سکے اور ضیغم کو خبر نہ ہو....

میں تمہاری بات سمجھ رہی ہوں لیکن اس میں میں کیا کر سکتی ہوں....

عنایہ نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا....

تم ہی کر سکتی ہو یہ کام مشکل ہے لیکن میرے پاس ایک پلان ہے اور مجھے اس میں سو فیصد کامیابی کا یقین ہے....

جویریہ اسے ملے جلے تاثرات سے دیکھنے لگی۔ عنایہ نے اسے جیسے ہی اپنا منصوبہ بتایا کچھ سوچتے ہوئے اس نے عنایہ کی مدد کے لئے حامی بھر لی۔

زیدی صاحب... آپ سے ایک لڑکی ملنا چاہتی ہے...

تو میں کیا کروں... اپنا نمٹ ہے اس کے پاس....

نہیں سر... لیکن وہ کہہ رہی ہے کہ وہ کسی تالیہ کی دوست ہے اور آپ اسے پہچانتے ہیں...

تالیہ کے ذکر سے اس کی آنکھیں پھیلیں اور اپنے اسٹینٹ کو اسے آفس میں بھیجنے کا کہا۔

جویریہ نے چہرے پہ میک اپ کی موٹی پرت چڑھائی ہوئی تھی تاکہ اس کی چہرے پہ علی کے دیئے گئے نشانات واضح ناہوں۔

وہ کافی گھبرائی ہوئی تھی لیکن گہری سانس لے کر خود کو پرامتداد ظاہر کرتی اس کے آفس میں داخل ہوئی۔

اس کے سامنے کھڑی اس لڑکی کو وہ کسی حد تک پہچانتا تھا۔ لیکن یہ ضرور سمجھ گیا تھا کہ وہ یقیناً اوبسیدین سے تعلق رکھتی ہے۔

www.urdu novels mania.com

اسے دیکھتے ہی زیدی کے منہ سے پانی نکلنے لگا جسے اس نے دیکھ لیا تھا۔

شاید عنایہ سہی تھی یہ کام اس کی سوچ جتنا مشکل نہیں تھا۔

آو... آو... بیٹھو یہاں...

وہ تیزی سے اٹھتا اسے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگا اور خود اس کے ساتھ والی کرسی قریب کھینچ کر بیٹھ گیا

اسے یہ سب کرتے ہوئے کافی گھبراہٹ ہو رہی تھی لیکن عنایہ کی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

زیدی صاحب

ہاں ہاں بولو

وہ مجھے تالیہ نے بھیجا ہے ... اصل میں مجھے کچھ پیسے چاہئے اس نے بتایا کہ آپ بہت اچھے ہیں سب کی مدد کرتے ہیں

www.urdu novelsmania.com

جویریہ اس کی نظروں سے گھبراتی تیزی سے کہنے لگی۔

زیدی نے اس کے سر اُپے کو اچھے سے دیکھا اور پھر خباثت سے مسکرا نے لگا۔

کتنے پیسے چاہئیں...

وہ دس... دس ہزار... بہت ہوں گے...

ارے بس دس ہزار تم جیسی خوبصورت لڑکی کے لئے تو جان بھی حاضر ہے...
وہ گھٹیا لہجہ استعمال کرنا ذو معنی طریقہ سے کہنے لگا تو جویریہ اپنی مٹھیاں بھینچ گئی۔

نہیں... بس اتنے ہی۔

وہ لہجے میں لچک پیدا کرتی کہنے لگی۔

زیدی اٹھ کر اپنی کرسی کی طرف واپس گیا اور وہاں سے کچھ پیسے نکال کر دینے لگا ساتھ میں ایک کاغذ پہ کوئی
ایڈریس بھی لکھ دیا۔

یہ آٹھ ہزار ہیں آج رات اس پتے پہ آجانا تمہیں تمہاری خواہش سے کہیں زیادہ ملیں گے۔

وہ پیسے اس کے طرف بڑھاتا کہنے لگا۔ جویریہ نے سمجھتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو پیسے پکڑانے کے بہانے وہ اس کا ہاتھ چھونے لگا۔

اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور ایڈریس اور پیسے پکڑ کر چل دی۔

باہر آکر اس نے کئی بار اپنے ہاتھ دھوئے اور پھر عنایہ سے ملنے کی متوقع جگہ کی طرف چل دی۔

ضیغم جب واپس آیا تو عنایہ گھر موجود نہیں تھی۔

چوکیدار کا کہنا تھا کہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے

ہی گئی ہے۔



www.urdu novels mania.com

اس کا نمبر ڈائل کیا تو فون بند تھا۔

نجانے وہ اس کی غیر موجودگی میں کہاں کہاں جاتی تھی۔ یہ سوچ کر اس کی پیشانی پہ بل نمودار ہونے لگے۔

پرسوں وہ اسے کافی بری حالت میں چھوڑ کر گیا تھا لیکن اس نے اسے کدی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

>

اگر وہ تب نہیں جاتا تو شاید واقعی وہ اس کے ہاتھوں قتل ہو جاتی۔

اسے اپنی حرکت پہ افسوس ضرور تھا اور اسے تکلیف دیتے ہوئے اس نے بھی وہ درد برداشت کیا تھا لیکن اس لڑکی کے زندگی میں آتے ہی اس کے تارے نے مانو گردش شروع کر دی تھی۔

وہ اتنا ظالم اور بے حس کب تھا۔

لیکن جو بات وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا وہ یہ کہ کسی شخص کے لئے دل میں بیک وقت نفرت اور محبت دونوں احساسات نہیں رہ سکتے قطعاً نہیں.....

وہ جب مطالبہ جگہ پہنچی تو عنایہ پہلے سے وہاں موجود تھی اسے دیکھتے ہی کھڑی ہوئی اور گلے لگا لیا۔

novels mania
www.urdu novels mania.com

تم ٹھیک تو ہونا جویریہ... اس نے کوئی بد تمیزی تو نہیں کی....

بد تمیزی... تو بہت چھوٹا لفظ ہے اس گھٹیا شخص کے لئے عنایہ....

جویریہ نے آگے پیچھے تین چار گالیاں بھی جڑ دی تھیں۔

خیر ہمارا کام ہو گیا ہے۔

وہ اسے پن میں لگا ہوا سپائے کیم دیتی ہوئی کہنے لگی۔

اور ہاں.... یہ بھی پکڑو....

وہ اسے بیگ سے نکال کر پیسے اور زیدی کا دیا ایڈریس دینے لگی۔

یہ کیا ہے....

وہ پتہ پڑھتے ہوئے پوچھنے لگی۔



یہ ایڈریس ہے جہاں وہ مجھے بلا کر مزید مدد کرنا چاہتا ہے... وہ کہہ کر ایک جھر جھری لے اٹھی۔

عنائیہ خیف سا مسکراہٹ اور پھر سے اس کا شکریہ کرنے لگی جسے برگر کھاتی جو یہ نے ہاتھ دکھا کر اڑا دیا۔

اب... آگے کیا سوچا ہے....

وہ پیسی کے گھونٹ بھرتی پوچھنے لگی۔

اب ہم اس پتہ پر جائیں گے اور کیا....

جویریہ کو ایک دم کھانسی آنے لگ
کیا....

ارے پاگل میرا مطلب تھا کہ ہم جا کر معلوم کریں گے یہ جگہ کہاں ہے اور کیا زیدی یہاں اکثر آتا ہے اور کس
کے ساتھ....



سجھی....

جویریہ نے سکھ کا سانس لیا اور دوبارہ برگر کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔

عنایہ کو اسے دیکھنے کی امید نہیں تھی۔

اسے تو لگا تھا کہ وہ پھر سے کچھ ہفتوں بعد ہی لوٹے گا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو نظر انداز کرنے لگے۔

عنایہ الگ کمرے میں جانے لگی جب وہ بولا۔

کہاں تھی آج سارا دن... یا پھر یوں کہوں کہ کس کے ساتھ۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 18

جہاں بھی تھی یا یوں کہا جائے جس کے ساتھ بھی تھی تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے...
وہ بھی دو بد و بولی...

شاید تم بھول رہی ہو کہ تم بیوی ہو میری تم سے میرا ہی سروکار ہے....

صرف نام کی بیوی.... معاہدے سے بنائی گئی بیوی....

دیکھو ضیغم مجھے تم سے کوئی بحث نہیں کرنی بہتر ہے مجھ سے دور رہو۔

وہ قدم اٹھاتا تیزی سے اس ک طرف بڑھا..

تم نے مجھے سب کے سامنے شرمندہ کیا عنایہ....
 وہ اسے بازو سے پکڑنے لگا جب عنایہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔
 اور تم نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ شرمندگی ایچھے سے ختم کر لی۔
 وہ تیزی سے کہتی ہوئی چل دی۔
 جبکہ ضیغم وہیں کھڑا رہ گیا۔

عنایہ کیا ہم یہ کسی سے کروا نہیں سکتے میرا مطلب مجھے نہیں لگتا کہ یہ محفوظ ہے۔
 وہ دونوں اس وقت زیدی کے گھر کے سامنے کھڑی تھیں۔
 عنایہ کا ارادہ پانپ کا استعمال کر کے دوسری منزل کے ٹیریس پہ چڑھنے کا تھا۔
 جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ پتہ کسی اور جگہ نہیں بلکہ اس کی اپنی رہائش گاہ کا ہے تو عنایہ کے ہتھکے رکھنے کا نام نہیں
 لے رہے تھے۔

نہیں میری پیار دوست ہمارے پاس اب کوئی پیسہ نہیں بچے۔
 میں سارا کاؤنٹ ان چیزوں پہ خالی کر چکی ہوں....

جویریہ اور وہ دونوں چوکیدار کو جھانسنہ دے کر صدر دروازے سے اندر آئی تھیں اور واپسی پہ دیوار پھلانگنے کا ارادہ
 تھا۔

عنایہ اک بار پھر ٹیریس دیکھنے لگی۔

ویسے بھی یہ اتنا اونچا بھی نہیں۔

لیکن یا اگر تم کر گئی تو.... اپنی حالت کا بھی سوچو....

شاید تم بھول رہی ہو میں ایک پول ڈانس رہ چکی ہوں....

وہ جویریہ کی پریشانی ہو امیں اڑاتی کہنے لگی۔

ہاں لیکن ایک سال ہو گیا وہ سب چھوڑے۔

تم پریشان مت ہو.... بس نظر رکھنا کوئی آئے تو میسج کر دینا....

وہ اسے تنبیہ کر کے ٹیریس پہ چڑھنے کا راستہ ناپنے لگی۔

ٹیریس پہ چڑھ کر اس نے دروازہ کھولا تو وہ با آسانی کھل گیا۔

اپنی قسمت پہ خوش ہوتی وہ اندر داخل ہوئی۔

انہیں معلوم تھا کہ زیدی ابھی آفس میں ہے اور اس کی بیوی بچوں سمیت کہیں گئی ہوئی ہے اس لئے وہ تیزی

سے اپنا کام کرنے لگی۔

کمرے لاک نہیں تھے لیکن الماریاں اور دو کمرے لاکڈ تھے۔

اس نے انہیں کھولنے کی کوشش نہیں کی بس اسی راستہ سے واپس جانے لگی۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ زیدی اتنا لاپرواہ ہے۔

خیر اس کے لئے تو اچھا ہی تھا۔

.....

وہ گھر میں داخل ہوئی تو کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ تو اسے سوتا ہوا چھوڑ کر گئی تھی اس لئے اب دیکھ کر بوکھلا گئی۔

عنائیہ کا ارادہ اسے نظر انداز کرنے کا تھا لیکن ضیغم کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔
آخر آہی گئی تم اپنی اوقات پہ.....



وہ اس کا بازو دبوج کر کہنے لگا۔

بتاؤ کہاں سے منہ کالا کرتی آرہی ہو...

بکو اس مت کرو... اور چھوڑو مجھے...

میں بکو اس کر رہا ہوں میں.... اور تم جو کرتی پھر رہی ہو وہ...

اس کی پکڑ سخت ہوتی جا رہی تھی۔

میں نے منہ کیا موڑا تم باہر عاشق بنانے لگی...

تمہارا دماغ خراب ہے ضنیغم... میں نے کہا چھوڑو مجھے..

وہ پوری طاقت سے چلائی اور خود کو اس سے آزاد کروانے لگی.

کیوں کرتی ہو تم ایسا عنایہ کیوں دکھ دیتی ہو مجھے...

وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہنے لگا.

کیوں نہیں تم مجھے سکون لینے دیتی.

تمہارا عمل ہمیشہ میرے مخالف ہوتا ہے...

وہ اس کی نظروں میں کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا.

میرا عمل... کیا تم نے اپنے بارے میں سوچا کبھی...

اس نے ایک جھٹکے سے اپنی بازو آزاد کروائی.

میں نے پچھلا ایک سال... ایک سال اسی انتظار میں گزار دیا کہ کب تم میرے بارے میں اپنے خیالات بدلو گے.

تمہارے منہ سے نکلے ہر ایک لفظ نے میری توہین کی ہے...

مجھ سے شادی کا فیصلہ جب تمہارے بھائی کا تھا تو تب بھی میں قصور وار تھی.

اور جب تم نے شادی کی تب بھی مجھے سزاوار ٹھہرایا گیا.

تمہیں اپنی جھوٹی عزت دکھی لیکن میرے آنسو میرے زخم نہیں...

کیوں ضیغم... عنایہ نے اس کے گریبان کو تھام لیا۔
میں نے تو اپنی بیمار امی کے لئے شادی کی تم نے مجھے مارا استعمال کیا ابھی بھی طعنہ دیتے ہو ضیغم کہ تکلیف میں تمہیں دیتی ہوں....

تم ایک دو غلے انسان ہو... اور مجھے تمہیں کچھ بتانے سے کوئی سروکار نہیں۔
وہ اسے دھکیلتی وہاں سے چل دی۔

عنایہ نے آج پہلی بار اپنے درد کو الفاظ دیئے تھے۔
اور ضیغم خود کو منوں پانی کے نیچے محسوس کرنے لگا۔

اگلے کچھ دن ضیغم نے مکمل کوشش کی کہ
عنایہ کو کوئی دل دکھانے والی بات ناکھے۔
لیکن اس سب سے اب عنایہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

ویسے بھی وہ اس انتظار میں تھی کہ کب اس کے ہاتھ کوئی ثبوت لگے۔
اور جب اس نے لیپ ٹاپ چیک کیا تو کسے اپنا منصوبہ کامیاب ہو تا دکھائی دینے لگا۔
بناگوئی وقت ضائع کئے وہ اگلے ہی دن زیدی سے ملنے پہنچی تھی۔
جب اسے بتایا گیا کہ مسز ضیغم اس سے ملنا چاہتی ہیں تو اس کی حیرت بجا تھی۔

عنا... مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ تمہاری آمد پہ خوش ہوں یا حیران...
وہ اپنی فائل بند کرتا کہنے لگا۔

عنایہ کر سی کھینچ کر سہولت سے بیٹھ گئی۔

اب یہ تو کچھ دیر بعد ہی چلے گا زیدی صاحب...
وہ مسکراتی ہوئی کہنے لگی۔

کیا ضیغم نے کوئی مسئلہ کا ہے..

وہ ہاتھ آپس میں رگڑتا کہنے لگا۔

یہ تو آپ مجھے یہ ویڈیو دیکھ کر بتائیں..

وہ موبائل اس کی طرف بڑھاتی کر سی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

اس کے چہرے کے جگڑتے زاویہ دیکھ دیکھ عنایہ کو تو بہت سکون ملا تھا۔

ک... کیا بکو اس ہے یہ...

www.urdu novels mania.com

وہ ایک دم کھڑا ہو کر چلا پڑا

آرام سے زیدی صاحب.. آرام سے... کسی نے اتنے غصے کی وجہ پوچھی تو کیا جواب دیں گے...

میں تو کہتی ہوں بیٹھ کر پانی پئیں اس عمر میں بلڈ پریشر ہائی ہو جائے تو انسان اوپر بھی پہنچ سکتا۔

وہ تو ایسے کہ رہی تھی جیسے اس سے زیادہ زیدی کی فکر کسی کو ہو ہی نا...

عنایہ نے پانی کا گلاس اس کی طرف کھسکا دیا تو وہ دانت کچکچاتا ہوا بیٹھ گیا۔

تم... تم بلیک میل کر رہی ہو مجھے... تم جانتی نہیں...

بلیک میل نہیں کوپریٹ کرنے کا کہہ رہی ہوں...

وہ ذومعنی مسکرانے لگی... ضیغم کے ساتھ رہ کر اس نے کافی کچھ سیکھا تھا۔

اور اگر میں انکار کروں تو...

وہ جارحانہ طریقہ اپناتے ہوئے کہنے لگا۔

تو ایسا نا ہو کہ یہ ویڈیو آپ کے گھر پہنچ جائے...

آپ کی بیوی کہیں طلاق نالے لے اور بچے... اف... وہ تو آپ پہ تھوکیں گے...

اور اگر کہیں یہ میڈیا کے ہاتھ لگ گئی تو....

بہت بدنامی گئی...

وہ افسوس کرنے کے انداز میں کہنے لگی۔

زیدی کی پیشانی پہ اب پسینے کے ننھے قطرے ابھرنے لگے تھے۔

www.urdu novels mania.com

زیدی ٹشو سے اپنی پیشانی صاف کرنے لگا تو عنایہ تمسخرانہ مسکرا اٹھی۔

تم کیا چاہتی ہو... کتنے پیسے چاہیے....

عنایہ نے اپنا ہاتھ زور سے اس سے ڈیک پہ مارا... یہ پیسوں کی دھونس کسی اور کو دکھانا سمجھے...

اب وہ عالم حیرت میں اسے دیکھنے لگا۔ اگر پیسے نہیں چاہئیں... تو کیوں کر رہی ہو۔

پہلی بات تو اپنے اس گندے دماغ میں بٹھا لو تم... مجھے معلوم ہے کہ تم نے بزنس پارٹی میں مجھے نشہ دیا تھا۔ وہ کپکپاتے ہونٹوں سے کچھ کہنے لگا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس کے باوجود میں تمہیں موقع دے رہی اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو تمہیں کسی قابل نہیں چھوڑوں گی میں۔

اور اب کام کی بات کرتے ہیں۔ وہ سکون سے بیگ میں سے کچھ زیورات اس کے سامنے رکھتے ہوئے زیدی کے تاثرات دیکھنے لگی۔ تم یہ زیورات ان کی اصل قیمت پر پتو گے اور رقم مجھے دو گے وہ بھی کیش... طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اپنی بات مکمل کی۔ زیدی نے زیورات دیکھے اور پھر عنایہ کو دیکھنے لگا۔ یہ کام بہت مشکل ہو گا...

ہاں لیکن ایسا ناسکیا تو تمہارے لئے زیادہ مشکل ہو جائے گی۔ اور مجھے یہ پیسے دو دنوں میں چاہئیں... پھر میں تمہیں مزید زیورات دوں گی۔ دو دن... یہ ناممکن ہے مجھے کوئی ایسا شخص تلاش کرنا ہو گا جو یہ کام کر سکے اس کے لئے مجھے کم از کم ایک ہفتہ چاہیے...

ایک ہفتہ نہیں... چار دن.... اس سے زیادہ ایک گھنٹہ نہیں ملے گا... اور اگر کوئی ہوشیاری دکھائی تو اس جیسی بہت ویڈیوز ہیں میرے پاس..

وہ موبائل واپس چھوڑتی اس کے آفس سے چلی گئی۔
ضیغم سے علیحدگی کا ایک مرحلہ تو اس نے طہ کر لیا تھا اب آگے بھی بہتری کی امید ہی تھی۔

وہ جب سے آفس آیا تھا اس کے ذہن کے پردے پہ عنایہ کے ساتھ گزارا ہر پل کسی فلم کی طرف چل رہا تھا۔
اس کے فون کا انٹر کام بجنے لگا۔

سر... آپ کی میٹنگ ہے آدھے گھنٹے میں...
وہ ایک دم سوچ کے محور میں سے نکلا تھا۔
کینسل کر دو...

سر وہ کافی اہم....

کہانا کینسل کر دو... اور کوئی مجھے ڈسٹر ب نا کرے...
جی سر...

وہ اپنی آنکھیں بند کر کے کرسی پہ سر کی پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔
جب اس نے شادی کی تو مقصد اسے صرف رسوا کرنے کا تھا۔
اور اس نے یہ کام بہت حد تک کامیابی سے سرانجام بھی دیا۔
اس سب کے دوران کب اسے اس سے لگاؤ ہونے لگا ضیغم کو محسوس بھی نہیں ہوا۔
اس سے جذباتی لگاؤ کا اعتراف آج اس نے پہلی بار کیا تھا۔

اس بڑھتے ہوئے احساس کو روکنے کے لئے اس نے عنایہ سے تعلقات بنائے۔

یہ سوچا تھا کہ اس سے اس کی بڑھتی ہوئی دلچسپی ختم ہو جاتی لیکن وہ مزید بے چین رہنے لگا۔

وہ اسے کیسے اپناتا جب وہ پہلے اسی کے بھائی سے محبت کی دعویٰ دے رہی ہو۔

وہ بزنس ٹرپ کے کئی کئی ہفتے دور چلا جاتا وہاں خود کو سمجھاتا کہ وہ کون ہے کیا ہے اور پھر وہی سرد مہری جس کا

کوئی اعتنا نہ تھا۔

وہ غلط کہاں تھا۔ ہاں اس نے اس کے کردار پہ انگلی اٹھائی۔ اس کی انا اسے قبول کرنے سے روکتی تھی۔

لیکن وہ غلط کہاں تھا...

یہ سوچ اسے اندر سے کھائے جا رہی تھی۔

شاید جب اپنے بھائی کو دھوکہ دے کر شادی کی... نہیں نہیں... اس نے کوئی زبردستی تو نہیں کی...

شاید جب اسے سردی میں بارش میں چھوڑ دیا... لیکن وہ اسے ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر تو تھا۔

شاید جب اس پہ ہاتھ اٹھایا... لیکن عنایہ نے اس کی عزت کی دھجیاں اڑا دیں۔

وہ گہری سانس لے کر دیوار تکنے لگا۔

اس کے لئے فیصلہ کرنا اور اس پہ عمل کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

کچھ دن پہلے جو ہوا اس پہ اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا دل دکھتا۔

لیکن اس کی انا... وہ انا کا پجاری بن چکا تھا سب مسئلہ بھی تو اسی انا کے تھے۔

وہ اپنے ہونٹوں پہ انگلی پھیرنے لگا۔

وہ کب انسان سے جانور بن گیا احساس بھی ناہوا
 اور اب جب احساس ہو رہا تھا تب جانتا نہیں تھا کہ اس جانور کو قید کیسے کیا جائے۔
 سارا دن وہ آفس میں اندر ہی اندر سلگتا رہا اور پھر جب واپسی کا وقت ہوا تو اپنا بریف کیس اٹھایا اور بلڈنگ سے باہر
 نکل آیا۔

ڈنر کے دوران ان دونوں میں وہی خاموشی تھی اور سرد مہری بھی۔
 آخر ان کے الفاظ کو جب بھی آواز ملی تھی تو وہ ایک دوسرے کو درد دینے کے لئے ہی ورنہ ہمیشہ یہ سرد مہری ہی
 ان کی ساتھی تھی۔
 لیکن آج ان دونوں کو یہ خاموشی کھل رہی تھی۔
 عنایہ کو اس لئے کہ وہ عنقریب اس کی زندگی سے چلی جائے گی لیکن جو زخم اس نے دیئے ہیں وہ ہمیشہ اس کے
 ساتھ ہوں گے۔
 اور ضیغم... اسے تو ابھی بھی اپنے جذبات سمجھنے تھے انہیں اپنا نا تھا اس سب کے لئے اسے ایک لمبا وقت درکار
 تھا۔

برتنوں کی آواز اور گھڑی کی ٹک ٹک سے جب وہ استمنا گیا تو خود ہی بول اٹھا۔
 تمہاری امی کیسی ہیں...
 نوالہ چباتی عنایہ ایک دم رکی پھر گلا صاف کرنے لگی۔

وہ ٹھیک ہیں...

اس کی نظروں میں بے یقینی تھی۔ وہ ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہا تھا۔

کہیں زیدی نے...

وہ یہ سوچ کر مٹھیاں بھینچ گئی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

کہاں جا رہی ہو....

گھبراؤ نہیں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں...

وہ بے رخی سے کہتی ہوئی پلٹی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

نجانے ضیغم کو کیوں لگا تھا کہ وقت اس کے ہاتھوں سے پھسل رہا ہے۔

اگلے دن وہ گھر میں ہی رہی۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ ضیغم کو کسی قسم کا شک ہو۔

اس کی حالت بھی آج ٹھیک نہیں تھی۔

صبح سے دل خراب ہو رہا تھا۔ اور بار بار ایسے محسوس ہوتا جیسے ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔

ضیغم کو پتانا لگ جائے اس خوف سے اس نے کوئی وٹامن بھی نہیں خریدے تھے لیکن اب لگتا تھا کہ غلطی ہی کی۔

اگلے دن وہ اپنی امی کو ملنے گئی تو اپنا بھی چیک اپ کروالیا۔

آخر وہ دن بھی آگیا جب اسے زیدی سے ملنے جانا تھا۔

وہ جیسے ہی وہاں پہنچی اسے فوراً اندر جانے کی اجازت مل گئی۔
 زیدی اسے دیکھتے ہی اپنی سیف سے پیکٹس نکالنے لگا۔ اس کی چہرے سے صاف جھلک رہا تھا کہ یہ کام اس کے لئے
 خاصاً مشکل رہا۔

عنائیہ نے ایک پیکٹ کو کھول کر دیکھا تو ان میں ہزاروں کے نوٹ تھے۔
 یہ پورے چالیس لاکھ ہیں...

عنائیہ باقی کے دو پیکٹ بھی چیک کرنے لگی۔

جب اسے تسلی ہو گئی تو اس نے مزید زیورات بیگ سے نکالے اور وہ پیکٹ بیگ میں رکھنے لگی۔
 اتنے پیسوں کا تم کیا کرو گی...

وہ تجس کے مارے پوچھنے لگا۔

کلب کھولوں گی ایک..... وہ آنکھیں گھماتی کہنے لگی۔

اپنے کام سے کام رکھو... اور مجھے ان کے پیسے دو دن میں چاہئیں... آخر اب تو تمہیں اس شخص کی معلومات بھی
 ہیں...

وہ مزید رکنے کی جگہ بیگ اٹھا کر چل دی۔

گھر پہنچنے تک کار اسے اس کا بے حد پریشانی میں کٹا کہ کہیں زیدی کا کوئی شخص اس کے پیچھے نا ہو۔

لیکن ایسا کچھ نا ہوا تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

بیڈ کے نیچے ایک شوباکس میں پیسے چھپا دیئے۔

اب صرف دو دن... اور پھر وہ یہاں سے چلی جائے گی۔
 اور رہائش کا انتظام کر کے اپنی امی کو بھی یہاں سے لے جائے گی۔
 وہ پہلے ہی لے جاتی پر ابھی وہ ارادہ نہیں کر پائی تھی کہ کہاں جائے گی۔
 وہ ابھی وہیں جھکی ہوئی تھی جب ضنیغم اس کے کمرے میں داخل ہوا وہ گھبرا کر ایک دم اٹھی۔
 اس کے فٹ ہوتے رنگ سے ضنیغم کی پیشانی پہ بل پڑ گئے۔

کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو...

میں ٹھیک ہوں... تم یہاں کیا کر رہے ہو...



وہ اس سے سخت تیور لئے پوچھنے لگی۔
 آج کل اس کا برتاؤ پہلے سے کافی بدل چکا تھا لیکن عنایہ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور آخر کرتی بھی کیوں۔

میں سوچ رہا تھا کہ آج ہم ڈنر کہیں باہر کرتے ہیں...

وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی کہ اسے کوئی شک نہیں ہوا۔

کیا پھر سے کوئی پارٹی ہے...

نہیں... پارٹی نہیں...

وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے سمجھ نہیں پارہا ہو کیا کہے۔

اسے نجانے عنایہ کیوں کہیں بہت دور ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

صرف میں اور تم....

اب وہ اسے دیکھنے لگا جیسے وہ اس کی بے عیبتی کرے گی اور یہ ڈنر کا طعنہ بنا کر اس کے منہ پہ ماری تھی۔

لیکن وہ تو حیرانگی کے مارے خاموش تھی۔ ایسا اچھا رویہ تو صرف ایک بار اس نے عنایہ کے ساتھ برتا تھا جب اسے اس کی خواہش ہوتی تھی۔

اس کی آنکھوں میں نمکین پانی امڈنے لگا اور وہ رخ بدل گئی۔

چاہے جو بھی کہتی جو بھی... لیکن اس کے بھی کچھ خواب تھے احساس تھے جسے اس نے بری طرح روندھ دیا تھا

اس کا دماغ اسے کہہ رہا تھا کہ وہ فوراً انکار کر دے یہ یقیناً اس کی کوئی نئی چال تھی لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔ جو اس احساس سے مجبور رہا تھا کہ اس کے پاس صرف یہی دودن ہیں اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جائے گی۔

اس نے یہ شادی اپنی امی کے لئے کی تھی اور اب وہ بہتر ہو رہی تھیں۔

وہ ضیغم کے پیسے چوری کر رہی تھی۔ لیکن اس کے بعد وہ اس کنٹریکٹ کی کوئی بھی رقم نہیں لینے والی تھی۔

اسے وہ کام نہیں کرنا پڑتا وہ اپنی پڑھائی مکمل کر کے کوئی اچھی نوکری کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اور اس دوران کوئی بھی چھوٹا سا کام کر لیتی۔

لیکن ضیغم اس کا شوہر تھا اس کی زندگی سے جانے کے بعد بھی وہ اس کے ساتھ رہتا۔

اس کا ہاتھ خود بخود اٹھا لیکن اس نے اسے بچ میں روک لیا۔ ضیغم کو اگر زرا بھی شک ہوتا تو وہ یقیناً اس پہ الزام تراشی کرتا۔

لیکن وہ یہ دودن سکون سے گزارنا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے میں چلوں گی...

وہ خیف سا مسکراتی ہوئی نم آنکھیں لئے کہنے لگی۔
 اسے دیکھ کر ضیغم کا دل کچھا تھا لیکن وہاں دل کی سنتا کون تھا۔
 ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں...
 وہ اچانک رکا اور پھر سے پلٹا اور عنایہ وہ رنگ ضرور پہننا جو میں نے تمہیں پہنائی تھی۔

وہ اپنی خواہش کا اظہار کرتا چل دیا لیکن عنایہ تو وہیں جم گئی۔
 کیونکہ وہ انگوٹھی تو کے تو وہ آج ہی پیسے لے کر آرہی تھی۔

اس نے اپنا حلق تر کیا اور پھر وہ کپڑے بدلنے چلی گئی۔

وہ کار کے باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔
 ہلکے سے کام والے سوٹ میں ملبوس وہ معصوم سی لگی۔
 www.urdu novelsmania.com

جو کہ دنیا کے ظلم میں پس گئی ہو۔

اگر اس کا باپ اسے اور انیتھ کو یوں چھوڑ کر نہیں جاتا تو شاید وہ بھی باقی لڑکیوں کی طرح تعلیم حاصل کرتی۔

گھر میں بیٹھ کر ان جیسی ناچنے والیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی جنہیں یہ دنیا کہیں کا نہیں چھوڑتی اور پھر اس کا احساس بھی ہر قدم پر دلاتی ہے۔

شاید اس کے بھی خواب ہوتے کہ کوئی شہزادہ اس کے لئے بھی آئے گا....
لیکن مرد کی بری نظر کا سامنا کرنے والی تو ان خواہشات سے بہت دور ہوتی ہے۔

اگر اسے ضیغم نے چار دیواری کا تحفظ دیا تھا تو اس کی قیمت اس کی روح تک سے وصول کی تھی۔

لیکن اب اس کی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہونے والا تھا جس میں اسے صرف اپنی ماں کا ہی نہیں سوچنا تھا۔

اس کا بچہ کبھی ایسی مشکلات سے نہیں گزرے گا جس کا سامنا اس نے کیا تھا۔
www.urdu novels mania.com

وہ ضیغم کے سامنے آئی تو اس کی نظر بے اختیار اس کے ہاتھوں کی طرف گئی جو کہ کسی بھی زیور سے پاک تھے۔

اسے برا لگا لیکن اسے عنایہ سے اس کی ہر خواہش پوری کرنے کی توقع نہیں تھی۔ ویسے بھی ابھی تک وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اسے ڈنپہ کیوں لے جا رہا ہے۔

اسلام آباد کے پوش ایریا میں وہ دونوں ایک مشہور ریسٹورانٹ میں داخل ہوئے۔

مختلف لوازمات کی خوشبو سے ہی اس کی طبیعت بوجھل ہونے لگی اور وہ خود کو کوسنے لگی لیکن صبر کرتی رہی۔

ضیغم کی چیل جیسی نگاہ کے سامنے اس نے چند ہی نوالے لئے۔

تمہیں پسند نہیں آیا تو کچھ اور آرڈر کر لیتے ہیں...

وہ بیرے کو آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا تو عنانے اسے روک دیا۔

نہیں میں نے لنچ میں کچھ زیادہ ہی کھالیا تھا تو اس لئے...

www.urdu novels mania.com

ٹھیک ہے... تو چلتے ہیں پھر....

وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی اور گاڑی میں جا بیٹھی۔

آخر کہنے کو تھا بھی کیا ان کے درمیان... صرف ایک دوسرے کے دیئے ہوئے زخم۔

خاموشی کاٹنے کے لئے ضیغ نے میوزک چلا لیا جب اسلام آباد کی خوبصورت رات میں سڑک پہ دوڑتی اس کار میں ایک خوبصورت آواز گونجی۔

میں تیرے ساتھ کیسے چلوں ماہیا....

تو سمندر ہے میں ساحلوں کی ہوا....

وہ مدھر آواز مزید پھیلتی اس سے پہلے عنایہ نے اسے بند کر دیا میرے سر میں درد ہے... اس کا لہجہ سخت ہوا تھا تو صیغہ وہ دانت پیستے خاموشی سے ڈرایو کر تا رہا۔

دو دن بعد جب وہ واپس گئی تو زیدی نے پہلے کی طرح کے پیکٹ اس کے سامنے رکھ دیئے جو پہلے سے وزنی تھے۔

ان میں تقریباً پچیس لاکھ روپے تھے۔

انہیں ہاتھ میں لیتے ہی عننا کو احساس ہوا کی اس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

وہ کھوئی ہوئی جانے کے لئے پلٹی جب زیدی بولا۔

تمہارا کام ہو گیا ہے... اب مجھے وہ ساری ویڈیوز دے دو....

عنایہ اپنے خیالات سے نگلی اور مسکرانے لگی۔

ضرور... میرے حفاظت سے گھر پہنچتے ہی میرا ماتحت تمہیں وہ ویڈیو دے دے گا۔

لیکن میں کیسے یقین کروں کہ تم مجھے دھوکا نہیں دو گی....

عناب طنزیہ مسکرانے لگی۔

کیونکہ تمہارے پاس اور کوئی چارہ نہیں...

وہ مزید کچھ کہتا اس سے پہلے وہ آفس کا دروازہ دھکیلتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔
اگلے دن وہ اپنی امی سے کچھ دن بعد ملنے کا کہہ کر جویریہ سے ملنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اس کے بعد اس نے مری منتقل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔

کیونکہ اسے یقین تھا کہ ضیغم اسے بڑے شہروں میں ڈھونڈے گا اور اسلام آباد کے اتنے قریب ہونے کا نہیں سوچے گا۔

وہ سارے پیسے بیگ میں رکھ کر گھر سے نکل پڑی جب پورچ میں پہنچی تو ضیغم کی کار ایک دم صدر دروازے سے اندر داخل ہوئی۔

اس کا حلق ایک دی خشک ہو گیا۔

کہاں جا رہی ہو....

وہ کار سے نکلنے ہی سن گلاسز اتارنا اپنا تکیہ کلام دہرانے لگا۔

ہو سپٹل.... وہ مدہم سی آواز میں کہنے لگی۔

www.urdu novels mania.com

چلو میں چھوڑ دیتا ہوں....

اس کا دل آج بہت گھبراہٹا تھا اس لئے وہ آفس سے واپس آ گیا تھا۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 19

وہ اسے کن اکھیوں سے دیکھنے لگی۔

دل میں ایک عجیب خوف تھا... پکڑے جانے کا خوف...

کہیں وہ اسے کہیں اور لے جا کر... نہیں نہیں....

میں خود ہی چلی جاؤں گی ڈرائیور کے ساتھ....

وہ جھجھکتے ہونے کہنے لگی۔

میں کہ تو رہا ہوں چلو چھوڑ دیتا ہوں تو ڈرائیور کے ساتھ کیوں جاؤں گی....

اس کی چھٹی حس کسی بری خبر کا اندیشہ ظاہر کر رہی تھی۔

وہ سمیدہ بیگم اور زید سے بھی بات کر چکا تھا سب خیریت سے تھے لیکن اس کا دل پھر بھی اسی کیفیت کا شکار تھا۔

ٹھیک ہے جلدی چلنا پر....

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کسی قسم کا شک ہو یا کوئی شک پہنچے ہو اس لئے کار میں آ بیٹھی۔ ضیغم بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

ویسے ڈاکٹرز سے خبر لیتا رہتا ہوں میں.. وہ بتا رہے تھے کہ کچھ ہی وقت کی بات ہے اور وہ ٹھیک ہو جائیں گی... ویسے تمہاری امی ہیں بہت ہمت والی...

وہ ان کا ذکر سن کر خیف سا مسکرا پڑی۔
ہاں... انہوں نے میری اکیلے پرورش کی... بیماری کے باوجود بھی.. پھر جب تکلیف حد سے بڑھ گئی تو میں نے ان کے اعتراض کے باوجود کلب میں کام شروع کر دیا۔

وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے ضیغم کو دیکھنے لگی۔ وہ اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔

عنائیہ پھر سے خاموش ہو گئی کچھ لمحات ان میں خاموشی چھائی رہی۔

کار بھی ہو سہیل کے پار کنگ ایریا میں رک چکی تھی لیکن وہ دونوں خاموشی سے وہیں بیٹھے رہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ میں یہ کیوں بتا رہی ہوں لیکن تمہارے بھائی سے میرا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا... وہ اب اس کی زندگی سے جا رہی تھی تو سچ بتا دینا چاہتی تھی۔

ضیغم نے ہاتھ کے اشارے سے خاموشی کا کہا۔

میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا...
سیٹرنگ و ہیل پہ اس کی پکڑ مضبوط ہو گئی وہ سامنے بلڈنگ کو بہت غور سے گھور رہا تھا۔

تو مت کرو ضیغم لیکن مجھے سن لو ایک بار... دوبارہ تمہیں یہ موقع نہیں ملے گا۔

وہ سخت تیور لئے اس کی طرف پلٹا۔

جو بھی ہو عنایہ... ہمارا رشتہ جیسا بھی ہے لیکن کوئی بھی اپنی بیوی لے منہ سے ایسے الفاظ سننا گوارہ نہیں کرتا۔

زید کو لگتا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے لیکن میں نے ہمیشہ اسے اس وقتی دلچسپی سے نکلنے کی ہی تلقین کی....

عنایہ پلیئر سٹاپ اٹ...

لیکن اس نے تم سے شادی کرنے کی خواہش کی اور تمہیں لگا میں اسے ور غلام ہی ہوں...

میں نے کہا نا خاموش ہو جاو....

اس نے زور سے ڈیش بورڈ پہ مکہ مارا لیکن عنایہ نے اپنی بات مزید تیزی سے کہنے لگی.

www.urdu novelsmania.com

خب تم مجھ سے ملنے آئے اور الزام تراشی کی تو میں نے سوچا بھاڑ میں جاو میں کیوں تمہیں بتاتی پھرون کہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں... لیکن جب تم نے پیسوں کا ذکر کیا تو میں نے خاموشی اختیار کر لی.

کیونکہ مجھے اور میری امی کو ان کی ضرورت تھی.

بکواس بند کرو اپنی.... وہ ایک دم دھارا۔

اور کیوں کر رہی ہو یہ سب اب.... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ان سے...

میں بس چاہتی تھی کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے... تم سچے ہو میں نے استعمال کیا ہے تمہارا...
لیکن تمہارے بھائی کا نہیں...



عنایہ نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔
بنائے وہ تیزی سے بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگی۔
ضیغم کا دل خجانے کیوں تیزی سے دھڑکنے لگا۔
وہ چاہتا تھا کہ عنایہ کو روک لے۔
خجانے اسے کیوں لگ رہا تھا کہ آج اسے نارو کا تو وہ اسے پھر کبھی نادیکھ پائے گا۔

اس نے خود کو ان وادیوں سے پھر سے نکالا جہاں انسان ایک بار کھو جائے تو واپسی کا راستہ بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

وہ ایسے راستہ کا مسافر نہیں بننا چاہتا تھا۔ اور یہ عنایہ کیا کہ کر گئی تھی اور کیوں۔

وہ اپنا سر تھام کر بیٹھا رہا کارسٹارٹ کی اور وہاں سے نکل گیا۔

عنایہ نے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے ایک بار پلٹ کر ضیغم کو دیکھا وہ اپنا سر تھامے بیٹھا تھا جیسے تکلیف میں ہوں۔

تکلیف تو اسے بھی ہو رہی تھی جس سے اس کی آنکھیں نم ہو گئی۔

وہ دوبارہ پلٹی اور آنکھیں رگڑ کر صاف کرنے لگی پھر چہرے پہ ایک مسکراہٹ سجا کر اپنی امی کے پاس چلی گئی۔
اس کی امی ہمیشہ کی طرح عننا سے مل کر بہت خوش تھیں۔

لیکن اس کا دھیان مکمل طور پہ کہیں اور ہی تھا جب اس نے انہیں بتایا کہ وہ کچھ عرصہ ملنے نہیں آپائے گی تو وہ اداس ہو گئیں۔

جس پہ عنایہ نے انہیں خوشخبری سنائی تو وہ کھل اٹھیں۔

اسے اپنے گلے لگا کر ڈھیروں دعائیں دیں جب پہ وہ رونے لگی۔
ماں کا درد کیا ہے وہ ایتھے سے سمجھ رہی تھی آخر وہ اب خود اس مقام پہ تھی۔

اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنے لگی۔

امی اب میں جاؤں... جویریہ سے بھی ملنا ہے....

ہاں جاؤ... دھیان سے جانا اور جویریہ کو میرا پیار دینا۔

جی ٹھیک ہے۔

وہ ان سے اجازت لیتی ٹیکسی کے ذریعے جویریہ سے ملنے چلی گئی۔

ویسے یار مجھے یقین نہیں آ رہا تم واقعی جا رہی ہو... کاش ایسا نا ہوتا۔

وہ اداس ہونے لگی تھی۔

تم پریشان مت ہو... میں اپنا خیال اچھے سے رکھ سکتی ہوں تم جانتی ہو نا...

اور پھر تم تو ہمیشہ ہو ہی میرے ساتھ...

اچھا... ویسے تم ان کہاں جاو گی...
جویریہ پریشانی سے پوچھنے لگی تو عناب جھجھکنے لگی۔

جویریہ برا مت منانا...

لیکن بہتر ہے کہ تم اس بات سے انجان رہو... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ضیغم کسی طرح تم تک پہنچ جائے تو ایسے
میں....

www.urdu novelsmania.com

ہاں ہاں ٹھیک ہے...

لیکن وعدہ کرتی ہوں جیسے ہی سب سیٹ ہو جائے گا میں تمہیں ضرور بتاؤں گی... اور تم اپنا خیال رکھنا۔

اور ہاں... یہ میرا نمبر ہے... یہاں سے جاتے ہی میں پرانا نمبر بند کر رہی ہوں... ایک یا دو ہفتے تک انتظامات کر کے امی کو بھی لے جاؤں گی...

چلو ٹھیک ہے کوئی بھی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا...

بلکل اور تم بھی مجھے کسی بھی وقت مدد کے لئے بلا سکتی ہو... اور ہاں یہ لو...

عناویہ اسے ایک پیکٹ پکڑانے لگی تو جویریہ اسے دیکھنے لگی۔

یہ کیا ہے...

یہ پانچ لاکھ ہیں... تمہارے کام آئیں گے...

نہیں عناویہ... تمہیں ابھی پیسوں کی ضرورت ہے...

بہت پیسے ہیں میرے پاس اور یہ رکھو گی تو خوشی ہو گی مجھے..

وہ پیکٹ اس کے ہاتھ میں تھماتی کہنے لگی۔

پھر کتنے ہی دیر دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر رہیں... آخر جانے کا وقت بھی آگیا۔

وہ دوبارہ گھر نہیں گیا اور ناہی آفس بلکہ بے مقصد گاڑی سڑکوں پہ گھماتا رہا۔

آخر عنایہ یہ سب کیوں بتائے گی اور وہ بھی اب....

شاید اسے لگا ہو کہ میرا رویہ بدل رہا ہے تو مجھے مزید نرم کرنے کی کوشش کرے... آخر کنٹرکٹ کو تو پورا ہونا ہی تھا۔

یقیناً ایسا ہی ہو گا....

اس کے دل نے اسے کتنا سمجھایا تھا... اسے بھی عنایہ کی نظروں میں سچ ہی دکھاتا تھا لیکن وہ کیوں یقین کرتا ایک دھوکہ باز پہ۔

اور اگر اس نے منہ سے نا بھی زید کو کچھ کہا ہوتا تو بھی اداوں سے تو ورغلیا ہی تھا نا۔

اسے کیا لگا کہ وہ زید ہے جو اس کی باتوں میں آجائے گا.... نہیں عنایہ بیبی تمہارا پالا ضیغم سے پڑا ہے۔

وہ خود کو اسی ٹریک پہ لے آیا تھا جو اس کی بے سکونی کی وجہ تھی۔

گاڑی راستہ پہ ڈالتا وہ گھر کی طرف بڑھنے لگا ویسے بھی ہر طرف اندھیرا ہو چکا تھا۔

وہ جیسے ہی کار سے نکلا چوکیدار اسے اکیلا دیکھ کر قریب آیا۔

صاحب وہ بیبی آپ کے ساتھ نہیں آئیں...

ضیغم اس کی بات سے چونکہ...

کیا مطلب میرے ساتھ نہیں آئی....

صاحب وہ بی بی آپ کے ساتھ ہی گئی تھیں نا اس لئے پوچھا...

اب کی بار ضیغم کی آنکھیں پھیلیں...

عنائیہ ابھی تک نہیں آئی....

نہیں صاحب... آپ کے ساتھ گئی تھیں تو....

کیا مصیبت ہے... گھڑی رات کے نو بج رہی تھی۔

اور وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔

اس نے چوکیدار کو اشارہ سے اپنی جگہ جانے کا کہا اور پھر اس کا نمبر ملانے لگا لیکن وہ بند جا رہا تھا۔

اس کی اس قدر لاپرواہی پہ ضیغم غصہ سے سرخ ہونے لگا وہ واپس کار میں بیٹھا اور اسے سٹارٹ کرنے لگا۔
چوکیدار نے جیسے ہی صدر دروازہ کھولا گاڑی زنائے بھرتی وہاں سے روانہ ہو گئی۔

اس نے ہو سٹل پہنچ کر ہی بریک لگائی اور پھر اس کی امی کے وارڈ کی طرف روانہ ہوا۔

انیقہ بیگم اس وقت سو رہی تھیں تو اس نے انہیں جگانا مناسب نا سمجھا۔

اسے دروازہ میں کھڑا دیکھ ایک نرس اس کے پاس آئی۔

کیا آپ کو کسی سے ملنا ہے...

وہ اس کی طرف پلٹا اور پھر عنایہ کا پوچھنے لگا۔

جی میری وائف... ان کی بیٹی ہے... اکثر آتی ہے ان سے ملنے آپ جانتی ہیں انہیں....

جی جی جانتی ہوں... آج بھی آئیں تھیں وہ....

بلکل... وہ کہاں ہے... مجھے دکھ نہیں رہی میں اسے واپس لینے آیا تھا۔

لیکن وہ ایک گھنٹہ رکی تھیں اور پھر واپس چلی گئی تھیں... آپ کال کر لیں... لیکن یہاں نہیں ہیں وہ....

وہ اپنی بات مکمل کر کے چلی گئی اور ضیغہ وہیں کھڑا رہ گیا۔

ایک گھنٹہ بعد ہی چلی گئی لیکن کہاں....

اس نے گھر کال کی تو فون ملازمہ نے اٹھایا۔

ضیغم اسے سارا گھر چیک کرنے کا کہنے لگا اور عنایہ کی واپسی پہ اسے فوری اطلاع پہنچانے کا کہہ کر کال کاٹ دی۔

واپس گاڑی میں آکر وہ ذہن پی زور دینے لگا کہ آخر وہ کہاں جاسکتی ہے...

ایسی تو کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ اتنی دیر تک رک سکے۔

اسے ایک دم عنایہ کا دیر رات باہر جانا یاد آیا اور اس کا سر گھوم گیا۔

www.urdu novelsmania.com

کہیں وہ واقعی.....

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا...

وہ اس کے پرانے گھر گیا جہاں وہ اور انیقہ بیگم کبھی رہائش پذیر تھے کیک وہاں اب کوئی اور رہتا تھا۔

پریشانی میں وہ سڑکوں پہ ہی ادھر ادھر اسے ڈھونڈتا رہا۔

پھر پولیس سٹیشن جانے کا خیال آیا لیکن وہ یہ معاملہ ایسے خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے ماضی کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ یہی کہتے کہ عنایہ کسی کے ساتھ فرار ہو گئی ہے اور یہ بات مزید بے عزتی کا باعث بنتی۔

شاید اسے گھر جا کر انتظار کرنا چاہئے... ویسے بھی اس کے اکاونٹ میں پچاس سے ساٹھ ہزار ہی تھے اگر کہیں جاتی بھی تو چند دنوں تک واپس آجاتی.... لیکن اگر اسے کچھ ہو گیا ہو تو....

جیسے ہی یہ سوچ اس کے ذہن میں آئی اس کا جسم ایک دم لرز گیا اور وہ ساری رات مختلف ہو سٹلرز کے چکر لگاتا رہا لیکن کہیں بھی ایسا کوئی نہ تھا جس کی شبیہ عنایہ سی ہو۔

وہ تھک ہار کر طلوع سورج کے درمیان واپس لوٹا اور اپنے بستر پہ گر گیا..

اگر وہ خود اس طرح غائب ہوئی تھی تو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے زندہ زمین میں گاڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تھکان۔ نیند اور پریشانی سے اس کے سر میں شدت سے درد ہو رہی تھی۔

اس نے دوائی ایسے ہی نگل لی اور پھر اچانک کچھ خیال آنے سے اس نے بینک میں فون ملایا۔

عنایہ کا اکاؤنٹ نمبر دینے سے اسے پتا چلا کہ وہ خالی تھا۔

آخر یہ لڑکی کر سیکار ہی تھی...

پھر جیسے اس کا دماغ میں ایک کے بعد ایک جھماکے ہونے لگے۔

وہ تیزی سے وارڈروب میں چھپا کر بنائی گئی سیف کی طرف بڑھا اس کا لاک لگایا تو اس کے اہم کاغذات عنایہ کے کنٹرکٹ سمیت تمام پیسے وہیں موجود تھے۔

وہاں سے کچھ بھی نہیں غائب تھا۔ سب وہیں موجود تھا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ عنایہ کی سائیڈ پہ گیا لیکن یہ دیکھ کر کچھ لمحے وہ سکتے کہ عالم میں چلا گیا کہ عنایہ کو گفٹ کتنے گئے تمام جیولری باکس خالی تھے۔

اس نے وہ زیورات مختلف مواقع پہ خریدے تھے اور ہر ایک کی قیمت لاکھوں میں تھی۔

اور وہ سب ہمیشہ کبڈ میں ہی ہوتے تھے اور عنایہ پہننتی رہتی تھی اس لئے اس نے انہیں سیف میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔

ویسے بھی اگر کوئی انہیں چوری کے بعد بیچنے کی کوشش کرتا تو اتھوار نیز ڈھیرے ہونے کی وجہ سے پکڑا جاتا

وہ ایک کے بعد دوسرا کس لھولنے لگا لیکن سب خالی تھے۔

غصے میں وہ انہیں کمرے میں دھاڑتے ہوئے ٹھننے لگا۔

عنایہ!!!!

وہ شدت سے دھاڑا تو لگا جیسے دیواریں بھی لرز گئی ہوں۔

اتنا بڑا دھوکہ... اس کے ساتھ.....

میں تمہیں جہنم سے بھی نکال لاؤں گا عنایہ اور پھر تم اپنی اس حرکت پہ افسوس کرتی رہ جاؤ گی لیکن ضیغم تم پہ ترس نہیں کھائے گا....

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 19



وہ اسے کن اکھیوں سے دیکھنے لگی۔

دل میں ایک عجیب خوف تھا... پکڑے جانے کا خوف...

کہیں وہ اسے کہیں اور لے جا کر... نہیں نہیں....

میں خود ہی چلی جاؤں گی ڈرائیور کے ساتھ....

وہ جھجھکتے ہونے کہنے لگی۔

میں کہ تو رہا ہوں چلو چھوڑ دیتا ہوں تو ڈرائیور کے ساتھ کیوں جاو گی....

اس کی چھٹی حس کسی بری خبر کا اندیشہ ظاہر کر رہی تھی۔

وہ سمیٹہ بیگم اور زید سے بھی بات کر چکا تھا سب خیریت سے تھے لیکن اس کا دل پھر بھی اسی کیفیت کا شکار تھا۔

ٹھیک ہے جلدی چلنا پر....

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسے کسی قسم کا شک ہو یا کوئی شک پختہ ہو اس لئے کار میں آ بیٹھی۔ ضیغم بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

www.urdu novelsmania.com

ویسے ڈاکٹر ز سے خبر لیتا رہتا ہوں میں.. وہ بتا رہے تھے کہ کچھ ہی وقت کی بات ہے اور وہ ٹھیک ہو جائیں گی... ویسے تمہاری امی ہیں بہت ہمت والی...

وہ ان کا ذکر سن کر خفیف سا مسکرا پڑی۔

ہاں... انہوں نے میری اکیلے پرورش کی... بیماری کے باوجود بھی... پھر جب تکلیف حد سے بڑھ گئی تو میں نے ان کے اعتراض کے باوجود کلب میں کام شروع کر دیا۔

وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے ضیغم کو دیکھنے لگی۔ وہ اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔

عنائیہ پھر سے خاموش ہو گئی کچھ لمحات ان میں خاموشی چھائی رہی۔

کار بھی ہو سپٹل کے پار کنگ ایریا میں رک چکی تھی لیکن وہ دونوں خاموشی سے وہیں بیٹھے رہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ میں یہ کیوں بتا رہی ہوں لیکن تمہارے بھائی سے میرا کبھی کوئی تعلق نہیں رہا... وہ اب اس کی زندگی سے جا رہی تھی تو سچ بتا دینا چاہتی تھی۔

ضیغم نے ہاتھ کے اشارے سے خاموشی کا کہا۔

میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا...

سیئرنگ وہیل پہ اس کی پکڑ مضبوط ہو گئی وہ سامنے بلڈنگ کو بہت غور سے گھور رہا تھا۔

تو مت کرو ضیغم لیکن مجھے سن لو ایک بار... دوبارہ تمہیں یہ موقع نہیں ملے گا۔

وہ سخت تیور لئے اس کی طرف پلٹا۔

جو بھی ہو عنایہ... ہمارا رشتہ جیسا بھی ہے لیکن کوئی بھی اپنی بیوی لے منہ سے ایسے الفاظ سننا گوارہ نہیں کرتا۔

زید کو لگتا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے لیکن میں نے ہمیشہ اسے اس وقتی دلچسپی سے نکلنے کی ہی تلقین کی....

عنایہ پلیز سٹاپ اٹ...

لیکن اس نے تم سے شادی کرنے کی خواہش کی اور تمہیں لگا میں اسے ور غلام ہی ہوں...

میں نے کہانا خاموش ہو جاو....

اس نے زور سے ڈیش بورڈ پہ مکہ مارا لیکن عنایہ نے اپنی بات مزید تیزی سے کہنے لگی۔

خبر تم مجھ سے ملنے آئے اور الزام تراشی کی تو میں نے سوچا بھاڑ میں جاو میں کیوں تمہیں بتاتی پھرون کہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں... لیکن جب تم نے پیسوں کا ذکر کیا تو میں نے خاموشی اختیار کر لی۔

کیونکہ مجھے اور میری امی کو ان کی ضرورت تھی۔

بکواس بند کرو اپنی.... وہ ایک دم دھارا۔

اور کیوں کر رہی ہو یہ سب اب.... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ان سے...

میں بس چاہتی تھی کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے... تم سچے ہو میں نے استعمال کیا ہے تمہارا...
لیکن تمہارے بھائی کا نہیں...

عنائیہ نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔

بنا پلٹے وہ تیزی سے بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگی۔

ضیغم کا دل خجانے کیوں تیزی سے دھڑکنے لگا۔

وہ چاہتا تھا کہ عنایہ کو روک لے۔

نجانے اسے کیوں لگ رہا تھا کہ آج اسے نارو کا تو وہ اسے پھر کبھی نادیکھ پائے گا۔

اس نے خود کو ان وادیوں سے پھر سے نکالا جہاں انسان ایک بار کھو جائے تو واپسی کا راستہ بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

وہ ایسے راستہ کا مسافر نہیں بننا چاہتا تھا۔ اور یہ عنایہ کیا کہ کر گئی تھی اور کیوں۔

وہ اپنا سر تھام کر بیٹھ رہا کارٹاٹ کی اور وہاں سے نکل گیا۔

عنایہ نے دروازے سے داخل ہوتے ہوئے ایک بار پلٹ کر ضیغم کو دیکھا وہ اپنا سر تھامے بیٹھا تھا جیسے تکلیف میں ہوں۔

تکلیف تو اسے بھی ہو رہی تھی جس سے اس کی آنکھیں نم ہو گئی۔

وہ دوبارہ پلٹی اور آنکھیں رگڑ کر صاف کرنے لگی پھر چہرے پہ ایک مسکراہٹ سجا کر اپنی امی کے پاس چلی گئی

اس کی امی ہمیشہ کی طرح عناسے مل کر بہت خوش تھیں۔

لیکن اس کا دھیان مکمل طور پر کہیں اور ہی تھا جب اس نے انہیں بتایا کہ وہ کچھ عرصہ ملنے نہیں آپائے گی تو وہ اداس ہو گئیں۔

جس پر عنایہ نے انہیں خوشخبری سنائی تو وہ کھل اٹھیں۔

اسے اپنے گلے لگا کر ڈھیروں دعائیں دیں جب پر وہ رونے لگی۔
ماں کا درد کیا ہے وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی آخر وہ اب خود اس مقام پر تھی۔

اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور ان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنے لگی۔

امی اب میں جاؤں... جویریہ سے بھی ملنا ہے....

ہاں جاؤ... دھیان سے جانا اور جویریہ کو میرا پیار دینا۔

جی ٹھیک ہے۔

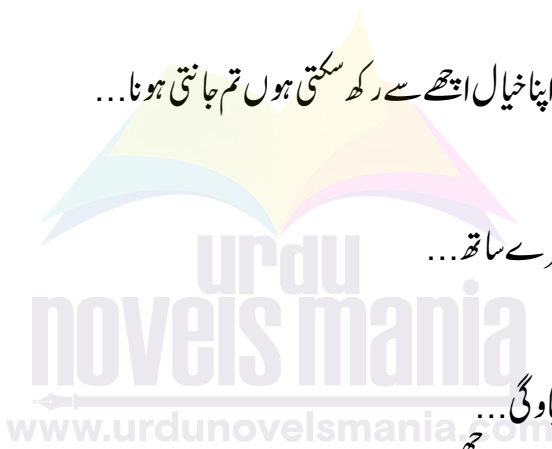
وہ ان سے اجازت لیتی ٹیکسی کے ذریعے جویریہ سے ملنے چلی گئی۔

ویسے یار مجھے یقین نہیں آ رہا تم واقعی جا رہی ہو... کاش ایسا نا ہوتا۔

وہ اداس ہونے لگی تھی۔

تم پریشان مت ہو... میں اپنا خیال اچھے سے رکھ سکتی ہوں تم جانتی ہونا...

اور پھر تم تو ہمیشہ ہو ہی میرے ساتھ...



اچھا... ویسے تم ان کہاں جاو گی...
جویریہ پریشانی سے پوچھنے لگی تو عننا جھجھکنے لگی۔

جویریہ برا مت منانا...

لیکن بہتر ہے کہ تم اس بات سے انجان رہو... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ضیغم کسی طرح تم تک پہنچ جائے تو ایسے میں....

ہاں ہاں ٹھیک ہے...

لیکن وعدہ کرتی ہوں جیسے ہی سب سیٹ ہو جائے گا میں تمہیں ضرور بتاؤں گی... اور تم اپنا خیال رکھنا۔

اور ہاں... یہ میرا نمبر ہے... یہاں سے جاتے ہی میں پرانا نمبر بند کر رہی ہوں... ایک یا دو ہفتے تک انتظامات کر کے امی کو بھی لے جاؤں گی...

چلو ٹھیک ہے کوئی بھی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا...
www.urdu novels mania.com

بالکل اور تم بھی مجھے کسی بھی وقت مدد کے لئے بلا سکتی ہو... اور ہاں یہ لو...

عناویہ اسے ایک پیکٹ پکڑانے لگی تو جویریہ اسے دیکھنے لگی۔

یہ کیا ہے...

یہ پانچ لاکھ ہیں... تمہارے کام ایسے گے...

نہیں عنایہ... تمہیں ابھی پیسوں کی ضرورت ہے...

بہت پیسے ہیں میرے پاس اور یہ رکھو گی تو خوشی ہو گی مجھے..
وہ پیکٹ اس کے ہاتھ میں تھمتی کہنے لگی.

پھر کتنے ہی دیر دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر رہیں... آخر جانے کا وقت بھی آگیا.

وہ دوبارہ گھر نہیں گیا اور نا ہی آفس بلکہ بے مقصد گاڑی سڑکوں پہ گھماتا رہا.

novelsmania
www.urdu novelsmania.com

آخر عنایہ یہ سب کیوں بتائے گی اور وہ بھی اب....

شاید اسے لگا ہو کہ میرا رویہ بدل رہا ہے تو مجھے مزید نرم کرنے کی کوشش کرے... آخر کنٹرکٹ کو تو پورا
ہونا ہی تھا.

یقیناً ایسا ہی ہو گا....

اس کے دل نے اسے کتنا سمجھایا تھا... اسے بھی عنایہ کی نظروں میں سچ ہی دکھاتا تھا لیکن وہ کیوں یقین کرتا ایک دھوکہ باز پہ۔

اور اگر اس نے منہ سے نا بھی زید کو کچھ کہا ہوتا تو بھی اداوں سے تو ورغلا یا ہی تھا نا۔

اسے کیا لگا کہ وہ زید ہے جو اس کی باتوں میں آجائے گا... نہیں عنایہ یہی تمہارا پالا ضیغم سے پڑا ہے۔

وہ خود کو اسی ٹریک پہ لے آیا تھا جو اس کی بے سکونی کی وجہ تھی۔

گاڑی راستہ پہ ڈالتا وہ گھر کی طرف بڑھنے لگا ویسے بھی ہر طرف اندھیرا ہو چکا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

وہ جیسے ہی کار سے نکلا چوکیدار اسے اکیلا دیکھ کر قریب آیا۔

صاحب وہ یہی آپ کے ساتھ نہیں آئیں...

ضیغم اس کی بات سے چونکہ...

کیا مطلب میرے ساتھ نہیں آئی....

صاحب وہ بی بی آپ کے ساتھ ہی گئی تھیں نا اس لئے پوچھا....

اب کی بار ضیغم کی آنکھیں پھیلیں...

عنائیہ ابھی تک نہیں آئی....

نہیں صاحب... آپ کے ساتھ گئی تھیں تو....

کیا مصیبت ہے... گھڑی رات کے نو بج رہی تھی.

اور وہ ابھی تک نہیں آئی تھی.

اس نے چوکیدار کو اشارہ سے اپنی جگہ جانے کا کہا اور پھر اس کا نمبر ملانے لگا لیکن وہ بند جا رہا تھا.

اس کی اس قدر لاپرواہی پہ ضیغم غصہ سے سرخ ہونے لگا وہ واپس کار میں بیٹھا اور اسے سٹارٹ کرنے لگا۔
چوکیدار نے جیسے ہی صدر دروازہ کھولا گاڑی زناٹے بھرتی وہاں سے روانہ ہو گئی۔

اس نے ہو سٹل پہنچ کر ہی بریک لگائی اور پھر اس کی امی کے وارڈ کی طرف روانہ ہوا۔

انیتہ بیگم اس وقت سو رہی تھیں تو اس نے انہیں جگانا مناسب نا سمجھا۔

اسے دروازہ میں کھڑا دیکھ ایک نرس اس کے پاس آئی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

کیا آپ کو کسی سے ملنا ہے...

وہ اس کی طرف پلٹا اور پھر عنایہ کا پوچھنے لگا۔

جی میری وائف... ان کی بیٹی ہے... اکثر آتی ہے ان سے ملنے آپ جانتی ہیں انہیں....

جی جی جانتی ہوں... آج بھی آئیں تھیں وہ....

بلکل... وہ کہاں ہے... مجھے دکھ نہیں رہی میں اسے واپس لینے آیا تھا۔

لیکن وہ ایک گھنٹہ کی تھیں اور پھر واپس چلی گئی تھیں... آپ کال کر لیں... لیکن یہاں نہیں ہیں وہ...

وہ اپنی بات مکمل کر کے چلی گئی اور ضیغم وہیں کھڑا رہ گیا۔

ایک گھنٹہ بعد ہی چلی گئی لیکن کہاں....

اس نے گھر کال کی تو فون ملازمہ نے اٹھایا۔

ضیغم اسے سارا گھر چیک کرنے کا کہنے لگا اور عنایہ کی واپسی پہ اسے فوری اطلاع پہنچانے کا کہہ کر کال کاٹ دی۔

واپس گاڑی میں آکر وہ ذہن پی زور دینے لگا کہ آخر وہ کہاں جاسکتی ہے...

ایسی تو کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ اتنی دیر تک رک سکے۔

اسے ایک دم عنایہ کا دیر رات باہر جانا یاد آیا اور اس کا سر گھوم گیا۔

کہیں وہ واقعی.....

نہیں ایرا نہیں ہو سکتا...

وہ اس کے پرانے گھر گیا جہاں وہ اور انیقہ بیگم کبھی رہائش پذیر تھے کیک وہاں اب کوئی اور رہتا تھا۔

پریشانی میں وہ سڑکوں پہ ہی ادھر ادھر اسے ڈھونڈتا رہا۔

پھر پولیس سٹیشن جانے کا خیال آیا لیکن وہ یہ معاملہ ایسے خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس کے ماضی کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ یہی کہتے کہ عنایہ کسی کے ساتھ فرار ہو گئی ہے اور یہ بات مزید بے عزتی کا باعث بنتی۔

شاید اسے گھر جا کر انتظار کرنا چاہئے... ویسے بھی اس کے اکاونٹ میں پچاس سے ساٹھ ہزار ہی تھے اگر کہیں جاتی بھی تو چند دنوں تک واپس آجاتی.... لیکن اگر اسے کچھ ہو گیا ہو تو....

جیسے ہی یہ سوچ اس کے ذہن میں آئی اس کا جسم ایک دم لرز گیا اور وہ ساری رات مختلف ہو سٹلنز کے چکر لگاتا رہا لیکن کہیں بھی ایسا کوئی ناتھا جس کی شبیہ عنایہ سی ہو۔

وہ تھک ہار کر طلوع سورج کے درمیان واپس لوٹا اور اپنے بستر پہ گر گیا۔۔
اگر وہ خود اس طرح غائب ہوئی تھی تو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے زندہ زمین میں گاڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تھکان، نیند اور پریشانی سے اس کے سر میں شدت سے درد ہو رہی تھی۔

اس نے دوائی ایسے ہی نگل لی اور پھر اچانک کچھ خیال آنے سے اس نے بینک میں فون ملایا۔

www.urdu novels mania.com

عنایہ کا اکاؤنٹ نمبر دینے سے اسے پتا چلا کہ وہ خالی تھا۔

آخریہ لڑکی کر کیا رہی تھی...

پھر جیسے اس کا دماغ میں ایک کے بعد ایک جھماکے ہونے لگے۔

وہ تیزی سے وارڈروب میں چھپا کر بنائی گئی سیف کی طرف بڑھا اس کا لاک لگایا تو اس کے اہم کاغذات عنایہ کے کنٹرکٹ سمیت تمام پیسے وہیں موجود تھے۔
وہاں سے کچھ بھی نہیں غائب تھا۔ سب وہیں موجود تھا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ عنایہ کی سائیڈ پہ گیا لیکن یہ دیکھ کر کچھ لمحے وہ سکتے کہ عالم میں چلا گیا کہ عنایہ کو گفٹ کئے گئے تمام جیولری باکس خالی تھے۔

اس نے وہ زیورات مختلف مواقع پہ خریدے تھے اور ہر ایک کی قیمت لاکھوں میں تھی۔

اور وہ سب ہمیشہ کبڈ میں ہی ہوتے تھے اور عنایہ پہنتی رہتی تھی اس لئے اس نے انہیں سیف میں رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔

ویسے بھی اگر کوئی انہیں چوری کے بعد بیچنے کی کوشش کرتا تو اتھوار نیز ڈھیرے ہونے کی وجہ سے پکڑا جاتا
وہ ایک کے بعد دوسرا کس لھولنے لگا لیکن سب خالی تھے۔

غصے میں وہ انہیں کمرے میں دھاڑتے ہوئے ٹپختے لگا۔

عنایہ!!!!

وہ شدت سے دھاڑا تو لگا جیسے دیواریں بھی لرز گئی ہوں۔

انتاڑا دھوکہ... اس کے ساتھ.....

میں تمہیں جہنم سے بھی نکال لاؤں گا عنایہ اور پھر تم اپنی اس حرکت پہ افسوس کرتی رہ جاؤ گی لیکن ضیغم تم پہ ترس نہیں کھائے گا....

www.urdu novelsmania.com

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 20

وہ جب مری پہنچی تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

مقامی ہوٹل میں اسے با آسانی ایک کمرہ مل گیا۔ چونکہ آج کل سیاح کم ہی تھے۔

ساری رات وہ کروٹیں بدلتی رہی ابھی تک تو ضیغم کو علم بھی ہو گیا ہو گا نجانے وہ کیا سوچ رہا ہو گا۔

کہیں میری امی کو کچھ ناکہ دے....

یہ سوچ کر وہ بستر پہ اٹھ بیٹھی۔

لیکن وہ ابھی انہیں ساتھ بھی تو نہیں لا سکتی تھی اور اب انہیں لانا بہت مشکل ہو جاتا۔

لیکن ضیغم انہیں عنایہ سے دور نہیں رکھ سکتا تھا۔

www.urdu novels mania.com

اس نے سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالا تھا اور بنا کسی نقصان کے وہاں سے نکلنے کی توقع رکھتی تھی۔

اس کی غلطی کیا تھی... اپنی بساط سے بڑے خواب دیکھنا۔

سوچوں کا محور کب واپس ضیغم پہ آگیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔

اگر وہ اپنے بچے کو اپنانے کی خواہش رکھتا تو وہ سب جھیل لیتی لیکن جو اس نے کہا دیا تو وہ کسی صورت ہونے نہیں دیتی۔

ضیغم تمہارا دل اتنا سخت کیوں یہ میرے لئے.... وہ شخص جس نے اپنے بھائی کی وجہ سے ایک رقاہ سے شادی تک کر لی لیکن اپنی ہی اولاد اپنانے سے انکاری تھا....

صرف اس کی وجہ سے....



وہ چہرہ تکیہ میں چھپا کر رونے لگی۔

اتنے عرصے کا غم وہ ان آنسوؤں میں بہا دینا چاہتی تھی۔

اگلے روز صبح ہوتے ہی اس نے مختلف ریٹل اسٹیٹ کمپنیز کا رخ کیا۔

اسے جلد از جلد رہائش گاہ چاہئے تھی۔

وہ اتنی رقم اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس کی تنہائی کا کوئی بھی فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

اس کے بعد وہ بینک گئی اور وہاں نیا اکاؤنٹ کھلوا یا اور محض چند لاکھ ہی جمع کروا پائی۔

ایک ساتھ اتنی رقم جمع کروانے پہ بھی اس کے سامنے سوالات کی ایک لسٹ تیار تھی۔

ضیغم کے علاوہ جو چیز اسے اتنا خوفزدہ کر رہی تھی وہ اس پیسوں سے بھرے بیگ کی موجودگی تھی۔

اگلے دن آفس پہنچتے ہی ضیغم نے اپنے ماتحت کو بلایا۔

وہ اس پہ اعتماد کرتا تھا زید کا پیچھا اور عنایہ کی تمام معلومات بھی اس نے ہی لا کر دی تھی۔

جو دو کام ضیغم نے اے سوئے ان میں سے ایک تو یہ تھا کہ وہ اندازہ لگا رہا تھا کہ عنایہ نے زیورات بیچ دیئے ہوں گے۔

اور اگر ایسا تھا تو وہ یہ کام خود نہیں کر سکتی تھی ورنہ فوراً پکڑی جاتی۔

اس شخص کو عنایہ کے مددگار کو ڈھونڈنا تھا اور دوسرا اس کی والدہ پہ نظر رکھنی تھی۔

کیونکہ اگر وہ واپس آنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی تو کبھی نا کبھی اپنی ماں سے ضرور ملتی۔

اور جس طرح وہ ان کی خاطر ضیغم سے شادی کے لئے رضامند ہوئی تھی اسے نہیں لگتا تھا کہ اس ملاقات کے لئے زیادہ انتظار کرنا پڑے گا۔

بس وہی موقع کو اپنے استعمال میں لانا تھا اور اس کے گردن ضیغم کے شکنجے میں ہوتی۔

اسے مکمل ہدایات اور جیولری شاپ کے ساتھ زیورات کے تمام دستاویزات دے کر رخصت کر دیا اور خود ایک بار پھر زید کو فون کیا۔

باتوں ہی باتوں میں ہی اسے احساس ہو گیا کہ اس کا عنایہ سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔

وہ چاہتا تو جا کر اس کی ماں کو ٹارچر کرتا لیکن دشمن کے احباب کو نقصان پہنچانا اس کا شیوا نہیں تھا۔

عنائیہ... آخر کب تک بھگو گی تم.... تمہاری محنت انہی ہاتھوں لکھی ہے۔

ایک کے بعد ایک... وہ روز تقریباً چار سے پانچ گھر دیکھ رہی تھی اور یہاں رہتے ہوئے اسے دوسرا ہفتہ ہونے کو تھا۔

آخر اسے ایک ایسی جگہ مل گئی جو اسے ہر طرح مناسب لگی۔

ایک بہترین رہاشی علاقہ میں ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا ہو سٹل سے فاصلہ بھی زیادہ نہ تھا۔

کسی بھی پہیوں والی سواری پہ آٹھ سے دس منٹ درکار تھے۔

اپنی آنے والی حالت اور اہمیت بنیگم کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے وہ گھر پسند بھی کر لیا۔

پانچ مرلے پہ بنا وہ ایک خوبصورت گھر تھا۔

جیسا بھی تھا اس کا اپنا تھا....

علاقہ بھی خاصا اچھا تھا... جس سے وہ زیادہ مطمئن تھی۔

کیوں کہ وہ اپنے بچے کی پرورش ایک بہترین ماحول میں کرنے کی خواہش مند تھی۔

دو منزل کے اس گھر میں گراؤنڈ فلور پہ لاؤنج... کچن اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا سٹور روم اور... سیٹنگ ایریا کے ساتھ اسٹینج با تھ روم بھی موجود تھا۔

جبکہ اوپری منزل پہ تین کمرے تھے۔

ان میں سے ایک کمرے میں بتیریں بھی تھیں۔

جبکہ ایک کمرے میں کھڑکی تھی جو بائیں جانب کھلتی تھی۔

وہاں موجود درخت کی شاخیں کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر داخل ہو رہی تھیں جو کہ گھر کے بائیں جانب کچھ فٹ کی پچی زمین پہ لگا ہوا تھا۔

یہ کمرہ تو تمہارے لئے بہترین رہے گا.... لیکن جب تم بڑے ہو جاؤ گے....

وہ اپنے بچے سے باتیں کر رہے تھی اور پھر خود ہی شرمائی اور ہنسے لگی۔

اسٹیٹ ایجنٹ جو کہ ایک لڑکی ہی تھی لاونج میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

عنایہ کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر ہی اسے احساس ہو گیا کہ اسے یہ جگہ پسند آئی تھی۔

میں جانتی تھی آپ کو یہ گھر بہت پسند آئے گی...

یہاں کی سب سے بہترین بات یہاں کا مثبت ماحول ہے...

باقی مکان تو ہر جگہ مل جاتے ہیں....

عنایہ اس کی بات پہ سر ہلانے لگی اور پھر وہ لوگ باہر نکل آئے۔

سامنے والے گھر میں سے ایک پانچ سالہ بچہ اپنی سائیکل پہ نکلا اور ادھر ادھر سائیکل چلانے لگا....

وہ اسے بے حد غور سے دیکھنے لگا تو عنایہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

وہ اسے ہاتھ بلا کر اپنی طرف بلانے لگی جب اس کے رخسار مزید گلابی ہو گئے اور وہ رخ پلٹ کر اپنی چھوٹے پاؤں سے تیزی سے آواز کرتی سائیکل چلانے لگا۔

چلیں اب واپس چلتے ہیں... کچھ کاغذات ہیں وہ دیکھ لیں....

عنائیہ کو بھی اس سب کی جلدی تھی اس لئے اس کے ساتھ چل دی۔

شاید اسے وہ قیمت زیادہ لگتی لیکن وہ مزید انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

وہ گھر کچھ سال پہلے ہی بنا تھا پھر اس کی ساری فیملی کسی بیرون ملک شفٹ ہو گئی اور وہ گھر بیچنے کی زمہداری ایک کپنی کو دے گئی۔

www.urdu novels mania.com

انہوں نے یقین دہانی کروائی کہ اگر سب کچھ ٹھیک رہا تو محض چند دنوں میں وہ گھر اس کا ہو گا۔

اور وہ ایڈوانس دے کر وہاں شفٹ بھی ہو سکتی تھی۔

باقی پیسے کاروائی مکمل ہونے کے بعد دے دے...

اسے اس سب کا کوئی خاص علم نہیں تھا اور وہ ایسے یقین بھی نہیں کرنے والی تھی اس لئے اس نے ایک وکیل کی خدمات حاصل کرنا بھی لازمی سمجھایا جو اسے تمام مراحل کا اچھے سے بتا سکے۔

آج دوسرا ہفتہ بھی گزر گیا تھا لیکن عنایہ کا ابھی بھی کوئی پتا نہیں تھا۔

سمینہ بیگم بار بار اس سے پوچھتیں اور وہ ان کے سوالات سے زچ ہونے لگتا۔

آخر کل رات اس نے بے حد ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ مرگئی ہے وہ اب نہیں آئے گی...

اس کے بعد انہوں نے مکمل خاموشی اوڑھ لی...
آج صبح وہ اس سے زید کے پاس جانے کا کہنے لگیں کہ وہ ضیغم اور عنایہ کی حرکتوں سے پاگل ہو جائیں گی اس لئے زید کے پاس جانا چاہتی ہیں۔

اس نے آفس پہنچ کر سب سے پہلے ان کی فلائٹ کا بندوبست کیا تھا۔

اس کے ماتحت کا کہنا تھا کہ وہ زیورات مکمل قانونی طریقہ سے بیچے گئے ہیں۔

اور بیچنے والے کے پاس اس کے کاغذات بھی موجود تھے۔
یہ کام کوئی پروفیشنل ہی کر سکتا تھا۔ کسی نے بہت مہارت سے وہ کاغذات تیار کئے تھے کہ وہ اصلی ہی لگیں۔

اس لئے اسے پکڑنا بھی مشکل ہو رہا تھا

ضیغم نے اپنے تمام ملازمین سے بھی اس کی سرگرمیوں کا پتا کیا تھا

ڈرائیور سے پتا چلا کہ وہ اکثر اپنی امی کے علاوہ کسی دوست سے ملنے جاتی تھی۔

لیکن اس لڑکی کا نام یا پتہ کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔

ایک اور بات جو اسے کھٹک رہی تھی وہ دوبار خود ہی کہیں سے آئی تھی جن میں سے ایک بار تو صرف اس کے فرار سے پچھلے دن تھا۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کچھ اس کے سامنے ہو لیکن وہ ہی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

کہیں ناکہیں یہ خوف بھی پیپنے لگا تھا کہ وہ اپنی امی سے ملنے نہیں آئی کہیں کسی حادثے کا شکار تو نہیں ہو گئی۔

وہ اسے ہمیشہ اتنے غلط راہوں پہ لا کھرا کر دیتی تھی۔

وہ گھر اس کا تھا عنایہ کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

وہ گھر اس نے ایک خطیر رقم سے خرید ا تھا جس سے اس کا خوف بھی اب کافی کم ہو گیا تھا۔

آج وہ اس میں پیٹ کر رہی تھی اور ابھی مارکیٹ میں فرنیچر پسند کر رہی تھی۔

اسے کوئی زیادہ مہنگہ یا سجاوٹ کے لئے تو فرنیچر کینا نہیں تھا۔ بس کچھ اہم ضروریات تھیں۔

اسے کے بعد کچن کا سامان یہ سب کرتے ہوئے اسے دو سے تین دن لگ گئے اور اس دوران وہ اپنا خیال تو بالکل نہیں رکھ پائی۔

اب وہ انتہائی تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی لیکن اسے اترنے کے لئے اس کے پاس اپنا بستر تھا جو کہ کل ہی سامان پہنچانے والی کپنی چھوڑ کر گئی تھی۔

کچھ پیسے زیادہ لے کر وہ انہیں کمروں میں سیٹ بھی کر گئے تھے۔

کھانے پینے میں مسلسل بے احتیاطی سے اس کی طبیعت بھی بوجھل تھی لیکن ابھی بھی وہ سکون کہاں لے سکتی تھی۔

اب اسے فوری طور پر ہسپتال دیکھ کر اپنی امی کو یہاں لانا تھا۔

اس کے علاوہ آگے پڑھائی کے لئے کتابیں لینی تھی اور اس دوران کوئی چھوٹی موٹی نوکری بھی دیکھنی تھی تاکہ وہ اپنا خرچ کسی حد تک ابرداشت کر سکے۔

کیونکہ باقی کے پیسے اب اس کی ماں کے علاج اور اس کی اولاد کے لئے تھے۔

نیند میں بھی وہ یہی سب لچھ سوچ رہی تھی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو باہر اندھیرا چھا چکا تھا اور مری کے موسم کے حوالے سے سردی بھی ہو رہی تھی۔

کچھ بھوک محسوس ہوئی تو وہ کچن میں جا کر پھل دیکھنے لگی۔

اب سب سے بڑی پریشانی سے وہ نیپٹ چکی تھی تو باقی سب بھی یقیناً آرام سے ہو جاتا۔

بہت عرصے بعد قسمت اس کا ساتھ دے رہی تھی اور ایک خوبصورت مسکراہٹ ہر وقت اس کے چہرے کا طواف کرتی رہتی۔

انتہائی مشکلات کے بعد اب اسے بھی خوشیاں ملنے والی تھیں...

لیکن وہ خوشیاں کتنی دیر پا تھیں یہ تو صرف وقت ہی بتا سکتا تھا۔

آج وہ واپس اسلام آباد کے لئے روانہ تھی۔

طبیعت اتنی بوجھل تھی کہ اس وقت یہ سفر زہر لگ رہا تھا لیکن اسے مزید ٹالا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

اس نے دو ہفتے کا کہا تھا لیکن اسے تقریباً ایک ماہ ہونے کو تھا۔

دن رات لگے رہنے کے باوجود بھی اسے اتنا وقت لگ چکا تھا۔

خیر اب تو وہ بھی ماضی کا قصہ تھا
بس کسی طرح وہ ضیغم کے ہاتھ ناگ جائے... یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کی امی وہیں یا ضیغم نے کہیں
انہیں....

نہیں... مجھے صرف اچھا ہی سوچنا چاہئے...
وہ صبح کے بارہ بجے تک ہو اسپتال میں موجود تھی۔

اپنا چہرہ ڈھکے ہوئے وہ اپنے اطراف پہ نظر رکھے تھی۔
جب اسے کچھ غلط محسوس نا ہوا تو وہ ڈاکٹر سے انہیں ڈسچارج کرنے کا کہنے لگی لیکن اس کی توقع کے برعکس
انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

وجدان کی طبیعت میں آتی بہتری تھی جو کہ ڈسچارج کرنے سے رک سکتی تھی۔
بہت منت سماجت کے بعد انہوں نے انیقہ بیگم کو ایک دن کے لئے ساتھ لیجانے کی اجازت دے دی۔

اس کے لئے یہ کافی تھا... سو وہ اپنی امی کے پاس چلی گئی۔

ڈاکٹر نے اس کے جاتے ہی کسی کو فون ملایا تھا۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 21

عنا.... میری بچی کیسی ہو... اتنے دنوں بعد چہرہ دکھا رہی ہو اپنا۔

انیقہ دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اس کے بوسہ لینے لگی تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

www.urdu novels mania.com

دیکھو کتنی کمزور ہو گئی ہو... میں نے کہا بھی تھا اپنا خیال رکھنا...

اس نے اپنی اپنی کا ہاتھ تھاما اور اسے چوما پھر ان کی پیشانی پہ بوسہ لیا۔

کتنسا سکون ملتا تھا اسے ان کے ساتھ۔

امی میں ٹھیک ہوں... آپ کو لینے آئی ہوں...
وہ ایک شاپر میں ان کی دوائیاں اور کچھ کپڑے جلدی جلدی ڈالنے لگی۔

مجھے لینے... کیا مجھے ڈسپارچ کر دیا گیا ہے...

وہ خوش ہوتے عنایہ کی پھرتیاں دیکھ رہی تھیں۔
وہ جلد از جلد یہاں سے چلے جانا چاہتی تھی جتنا وقت یہاں رہتی ضیغم کے اس تک پہنچنے کے مواقع بڑھتے جاتے۔

جی ہم یہاں سے جارہے ہیں۔

ان کے کپڑوں کا تھیلا اپنے بازو میں ڈال کر وہ جلدی سے اپنی امی کے کپڑے بدلوانے لگی۔

تمہارا شوہر بھی آیا ہے کیا.... کبھی تو مجھ سے ملے... می نے تو مبارکباد بھی نادی ابھی تک...

وہ لگاتار اس سے باتیں کر رہی تھیں۔

نہیں وہ نہیں آیا...

ایک لمحے کو وہ رکی پھر خود کو مضبوط کر کے کہنے لگی۔

چلو کوئی بات نہیں... اب میں ڈسچارج ہو رہی ہوں تو مل ہی لوں گی۔

نہیں امی ہم ہو اسپتال بدل رہے ہیں... ابھی آپ کو مکمل صحت یاب ہونے میں وقت ہے۔

وہ دروازہ کھول کر سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھنے لگی جب راستہ صاف لگا تو اپنی امی کی بازو میں ہاتھ ڈالا اور وہاں سے نکلنے لگی۔

اس فاعل میں آپ نے سینئری سسٹم کی کوئی معلومات داخل نہیں کی.... یہ ادھوری رپورٹ ہے....

وہ اپنے کولیگز کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا جب اس کا موبائل بجنے لگا۔

پہلے تو وہ اسے نظر انداز کرنے لگا لیکن پھر اپنے ماتحت کا نام دیکھ کر رک گیا..

کیا خبر ہے....

کال پک کرتے ہی اس نے سوال کیا تھا۔

ابھی ابھی ہو سہیل سے کال آئی ہے... آپ کی بیوی وہاں ہے... میں بھی وہاں پہنچ چکا ہوں اور ان پہ نظر رکھ رہا ہوں۔

ابھی وہ اپنی ماں کے ساتھ اس کے کمرے میں ہے۔

ضیغم کے چہرے پہ جیت کی مسکراہٹ ایک دم پھیلی۔

اس نے خوشی سے ڈیسک پہ زور سے مکامارا تو سب چونک کی طرف دیکھنے لگے۔

اسے وہیں روک کر رکھو میں فوراً پہنچ رہا ہوں...

مینٹگ ازڈ سمسٹ....

وہ تیزی سے کہتا وہاں سے چل دیا۔

عنائیہ اپنی امی کو لے کر کوریڈار میں داخل ہوئی اس کی نظریں تیزی سے اپنے اطراف کا جائزہ لیا

جبکہ انیقہ بیگم اتنے دنوں کی تفصیل اسے سنار ہی تھیں جس کا ایک بھی لفظ اس نے ناسنا تھا۔

ہوسپٹل کے باہر ایک ٹیکسی ان کا انتظار کر رہی تھی وہاں سے ایک دوسری جگہ جاتی جہاں اس نے کاربک کروا رکھی تھی۔

یہ سب صرف احتیاط کے لئے تھا۔

عنائیہ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ ہر آنے جاتے شخص کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

www.urdu novels mania.com

ایک دم وہ اپنا عکس آئینہ جیسی دیوار میں دیکھ کر رکئی۔

اس کی پیچھے وہی شخص تھا جو اس کے کمرے سے نکلنے پر سائیڈ پر بیٹھا تھا

وہ اسے بالکل نہیں جانتی تھی اور یہ اس کا وہم بھی ہو سکتا تھا اس لئے وہ نظریں بدل کر زرارہ تیز کر گئی۔

اور بلاوجہ ہی ہو سپٹل کے کسی دوسرے کوریڈور میں چلی گئی مقصد اپنے شک کو پختہ کرنا تھا۔

اس کے بعد وہ اپنا رک گئی اور کسی نرس سے چلڈرن وارڈ کا پوچھنے لگی۔

اس کی امی پیشانی پہ بل چڑھائے اسے دیکھ رہی تھیں۔

باتیں کرتے ہوئے اس نے غیر محسوس طریقے سے پلٹ کر دیکھا تو وہ شخص وارڈ کو لڑکے قریب کھڑا تھا پر نظر اسی پر تھی۔

عنائیہ کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے وہ اس پہ نظر رکھے تھا۔
مطلب ضیغم بھی پہنچتا ہو گا یا شاید پہنچ چکا ہو۔
www.urdu novels mania.com

اس کی جسم پہ ٹھنڈے پسینے آنے لگی۔

اسے اب جلد از جلد وہاں سے نکلنا تھا۔

وہ نرس کو شکریہ ادا کرتی اب تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔

وہ شخص بھی جان چکا تھا کہ عنایہ اسے دیکھ چکی ہے اس لئے اب تیزی سے اس تک پہنچ رہا تھا۔

عنا آہستہ چلو.... مجھے ہم چلنے کی اتنی عادت نہیں رہی۔

بس تھوڑی دیر امی پھر تو ویسے بھی ٹیکسی میں ہی بیٹھ جانا ہے۔

پھر بھی اتنی کونسی جلدی ہے....

لیکن وہ ان کے تمام احتجاج کو نظر انداز کرتی ہو سپٹل کے ریسپشن ایریا میں پہنچ گئی جہاں اس وقت کافی رش تھا۔

وہ شخص اس کا پیچھا چھوڑنے والا تو نہیں لگتا تھا۔ ایسے میں وہ اس رش کا فائدہ اٹھانے کا سوچنے لگی۔

شرم نہیں آتی تم جیسے بد ذات کو... کب سے مجھے تنگ کر رہے مجھے چھیر رہے ہو۔

وہ اتنی زور سے چلائی کہ وہاں موجود تقریباً ہر شخص اس کی طرف پلٹا اور پھر اس شخص کی طرف جس سے وہ مخاطب تھی۔

اس کی اس حرکت سے وہ ایک دم بوکھلا گیا۔ کیونکہ سیکورٹی بھی اب ان کی طرف متوجہ تھی۔

کب سے مجھے کبھی کوچہ کہ رہا ہے کبھی کچھ... کب کا برداشت کر رہی ہوں... لیکن اب تو گھٹیا انسان میرے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔

عنایہ کی امی کا منہ ایک دم کھل گیا۔

کیا وہ اس وجہ سے اتنی تیز چل رہی تھی۔

رش میں سے ہی ایک بوڑھا شخص بڑھا اور اسے تھپڑ گادیا۔
www.urdu novelsmania.com

کیوں شرم نہیں آتی... اپنی ماؤں بہنوں سے بھی ایسے کرتے ہو کیا۔

باباجی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے...

وہ اس بوڑھے سے دور ہوتا کہنے لگا۔

ارے میں کہتا ہوں تم جیسوں کو اتنا مارنا چاہیے کہ آئندہ کچھ ایسا کرنے کا خیال بھی آئے تو کانپ اٹھو۔

لوگ اس کے گرد خطرناک ارادے سے بڑھنے لگے جب کسی نے اس کے پیچھے سے حملہ کیا۔

مارنے والوں سے زیادہ دیکھنے والوں کا ہجوم تھا۔

جھوٹ کہہ رہی ہے وہ لڑکی چھوڑو مجھے... بکو اس کرتی ہے....

لیکن کوئی اس کی سنتا تو....

سیکیورٹی اہلکار انہیں روکنے کے لئے آگے بڑھے۔

لوگ بتانے لگے کہ یہ لڑکی کو چھیڑ رہا تھا اس لئے مارا جب اس لڑکی کو ڈھونڈا گیا تو معلوم ہوا وہ تو تبھی وہاں سے کھسک گئی تھی۔

وہ شخص اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے دل میں اسے کو سننے لگا کیونکہ وہ اس سے بچ گئی تھی اور اگر وہ یہاں سے بچ بھی جاتا تو اب ضیغم عباس جہانگیر سے بچنے والا نہیں تھا۔

...

وہ بار بار پلٹ کر دیکھتی کہ کہیں کوئی اور تو نہیں آ رہا پیچھے...

اس نے انیقہ کو ٹیکسی میں بٹھایا اور خود بھی اس میں بیٹھ گئی ٹیکسی ڈرائیو نے تیزی سے ٹیکسی وہاں سے نکال لی تو اسے کچھ سکھ کا سانس آیا۔

ضیغم اپنے ماتحت سے رپورٹ جاننے کے لئے بار بار فون ملا رہا تھا لیکن وہ لگا تار بند تھا۔ تیزی سے ڈرائیو نگ کرتے ہوئے وہ بس پلک جھپکتے وہاں پہنچ جانا چاہتا تھا۔

عنایہ کی تو وہ کھال کھینچنے والا تھا۔

رفقار کی حد و د کو بلائے طاق رکھتے ہوئے وہ اپنے اور دوسروں کے لئے بھی خطرہ بن رہا تھا۔

اس نے موبائل دوبارہ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اسی دوران اچانک کوئی سائیکل سوار اس کے سامنے آیا گیا جسے بچانے کے لئے ضیغم نے گاڑی کا رخ ایک جھٹکے سے بدلا۔

گاڑی کی رفتار تیز ہونے کی وجہ سے وہ بے قابو ہوتی فٹ پاتھ سے ٹکرائی اور کار الٹتے ہوئے دوسری مخالف لین میں جا گری۔

اس کا سر زور سے سیٹنگ سے ٹکرایا اور وہ اپنے حواس کھوتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔

وہ بہت بھیانک حادثہ کا شکار ہوا تھا۔
شاید قسمت بھی اس پہ مزید نرم نہیں رہی تھی۔

گاڑی کئی بار الٹنے اور گھسٹنے کی وجہ سے وہ کئی جگہوں سے دب گئی۔

اس کے کار کی زد میں ایک باینک والا اور دوسری کار بھی آچکی تھی۔

کار کو تو کم نقصان ہوا لیکن موٹر سائیکل سوار کی سواری مکمل ٹوٹ گئی تھی اور سوار بھی بیہوش پڑا تھا

ہر سمت ایک دم افراتفری پھیل گئی لوگ مدد کے لئے بھاگنے لگے۔ ایمبولینس کو فون کیا گیا۔

ضیغم اتنی تکلیف کے باوجود بھی ہوش میں تھا اس کے سر سے خون نکل رہا تھا۔

گاڑی سڑک کے دست میں الٹی پڑی تھی۔

اس کا احساس اسے اس بات سے ہوا کیونکہ وہ لٹک رہا تھا۔

دھواں کا کے اندر پھیلنے لگا۔ اسے جلد ہی آگ لگ جاتی اور وہ دھوئیں یا جلنے سے مر جاتا۔

ضیغم سیٹ بیلٹ کھولنے لگا تو اس کا وجود نیچے گر گیا۔

اسے کمر سے اوپر ہر جگہ دور ہو رہا تھا لیکن وہ اپنی ٹانگیں بالکل محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔

اس کی سمت کا دروازہ پھلے ہی ٹوٹ کر کھل چکا تھا تو وہ کہنیوں اور ہاتھوں کے استعمال سے خود کو باہر کھینچنے لگا۔

اس کا ایک پاؤں مکمل طور پر مڑ گیا تھا اور کار کے ملبہ کے نیچے دب چکا تھا۔

وہ خود کو کھینچنے کی کوشش کرنے لگا پھر وہ وہاں پھنس چکا تھا۔

لوگ اس کی طرف بھی بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔

اس کی انا اس وقت کہیں نہیں تھی۔ چہرہ دھوئیں سے کالا ہو گیا تھا۔
آنکھیں سرخ اور لباس اور سرخون سے سرخ۔

کہاں تھا وہ ضیغم جو کسی اور کی کھال ادھیڑنے کی خوش رہتا تھا وہ تو خود اب دوسروں کی نظر کرم کا منتظر تھا۔

وہ اب مکمل طور پر ہوش سے بگانہ ہو گیا آخری چہرہ عنایہ کا تھا جو اس نے دیکھا اور آخری ذکر بھی۔
لوگ اسے کندھوں سے کھینچنے لگے لیکن پاؤں پھسنے کی وجہ سے نہیں نکال پارہے تھے۔

گاڑی بھی اب آگ پکڑ رہی تھی اور لوگ اسے پوری طاقت سے کھینچ رہے تھے۔

عنایہ ابھی ہو سپتال سے کچھ دور ہی پہنچی تھی جب کسی ہجوم کے باعث ٹیکسی رک گئی۔

کیا ہوا ہے....

اس نے جلدی سے پوچھا اور خود بھی سامنے لگی سکرین کے باہر بڑھتا ہوا ہجوم دیکھنے لگی۔

کوئی بڑا ایکٹیوٹ ہوا ہے شاید۔

وہ تینوں لوگوں کے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے کسی ٹوٹی ہوئی گاڑی کو دیکھ سکتے تھے۔

یا اللہ مدد کر... یہ جو کوئی بھی ہے اسے اپنی امان عطا کر...

بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا تھا۔ دل بری طرح ڈوبا تھا جیسے کوئی اس کی روح کو کھینچ رہا ہو۔
اس کی امی بھی اس شخص کے لئے دعا کرنے لگی جبکہ ٹیکسی ڈرائیور امین کہتے ہوئے تیز رفتاری پہ لپکھڑ دینے لگا۔

عنایہ کہ آنکھیں اسی ہجوم پہ مرکوز تھیں۔ کوئی چیز اسے بری طرح کھینچ رہی تھی۔

حتی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ سانس لینا مشکل ہونے لگا۔

کسی اور راستہ سے لے جائیں ہمیں...

وہ بہت مشکل سے بولی تھی۔ اگر مزید یہاں رکتی تو شاید پھوٹ پھوٹ کے رونے لگتی۔

وہ خود اپنی کیفیت سمجھ نہیں پارہی تھی۔

ڈرائیور ٹیکسی ریورس کرنے لگا اور وہ ہجوم اس سے دور ہونے لگا۔

لیکن وہ کیفیت ہنوز اس کے ساتھ قائم تھی۔

جی

دوسری کار تک پہنچ کر انہوں نے گاڑی تبدیل کر لی اور پھر مری کی طرف روانہ ہو گئے۔

انیتہ بیگم بار بار اس سے سوالات کر رہی تھیں لیکن اس کی حالت ابھی ایسی نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد وہ کار میں سو گئیں جبکہ عنایہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ابھی ابھی اپنی حالت سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی غائبانہ طاقت اسے کھینچ رہی ہو اور اس حادثہ کی طرف لیجانا چاہ رہی ہو لیکن وہ ایسا کیوں کرتی۔

اس نے آنکھیں زور سے موندھ لیں اور پھر اس انجان شخص کے لئے دعا کرنے لگی۔

انیقہ بیگم کو مری کے بڑے ہسپتال میں داخل کروانے کی وہ تمام تیاری مکمل کر چکی تھی۔ یہاں کینسر کے مریض کے لئے ویسی سہولیات تو میسر نہیں تھیں لیکن وہ پہلے سے کافی بہتر تھیں وہیں انیقہ بیگم اس سے اب سختی سے چوالات کرنے لگیں
بتاؤ ہم یہاں کیوں آئے ہیں اگر تم نے یہ قفل نا توڑا تو میں جا رہی ہوں...
امی اب ایسا تو مت کہیں..

تو کیوں ہیں ہم یہاں اور تمہارا شوہر کہاں ہے..
امی... ہم ہم الگ ہو گئے ہیں
اسے سمجھنا آیا کہ مزید وہ کیسے چھپائے اس بات کو.. ماور بہتر ہی تھا اگر انہیں معلوم ہو جاتا
www.urdu novels mania.com
کیا مطلب الگ ہو گئے ہو..

انہوں نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

آپ جانتی ہیں ہم جیسی لڑکیوں کے ساتھ زندگی گزارنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے بس اسی لئے۔

وہ فرش کو گھورتی ہوئے کہنے لگی۔

اس نے طلاق دے دی.... انیقہ بیگم نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا۔

نہیں امی طلاق نہیں... امی بس الگ ہو گئے ہیں۔

عنایہ میری بچی... وہ اپنے آنسو پیتی اسے گلے لگا کر سر پہ ہاتھ پھیرنے لگیں۔

تم بہت بہادر ہو... دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جانتی ہوں امی... ویسے بھی الگ ہونے سے پہلے اس نے میرے لئے رہائش کا انتظام کر دیا تھا۔ مجھے اس قسم کا کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان کی بیٹی نے جھوٹ بولنا کتنے اچھے سے سیکھ لیا تھا۔ اب تو وہ بھی اس کے جھوٹ نہیں پکڑ پاتی تھیں

وہ اس کے سر پہ محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے ان کی اچھی قسمت کی دعا کرنے لگی۔

ابھی تو ضیغم طلاق نہیں دے سکتا تھا کہیں وہ بچے کی پیدائش کے بعد ایسا کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتا تھا۔

یا اللہ... اس ماں کی دعا کی سن لے اور میری بچی کی قسمت میں خوشیاں لکھ دے۔

اگلے روز ہی اس نے فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کتابیں خرید لیں۔

اس کا ارادہ تیاری کر کے کچھ ماہ میں ہی پیپر زدینے کا تھا تا کہ وہ آنے والے سال گریجویشن کی تیاری شروع کر سکے۔

پڑھائی چھوڑے ہوئے اسے کئے سال گزر چکے تھے۔
اس کے لئے یہ اب مشکل تھا لیکن اس کی ہمت بلند تھی۔

باقی کا سارا دن اس نے آرام کرنے میں اور ان کتابوں کی ورق گردانی کرنے پہ گزارا۔

کل اسے ایک اور مہم شروع کرنی تھی۔

ایک نوکری ڈھونڈنی تھی۔ وہ اتنی مصروف تھی کہ ضیغم کے خیالات بھی اسے چھو ناپائے۔

یا شاید وہ جان بوجھ کر خود کو مصروف رکھ رہی تھی۔

وہ مختلف جگہوں گئی لیکن میٹرک پاس لڑکی کو نوکری ملنا ناممکنات میں سے تھا۔

وہ بھی جب اسے کوئی تجربہ نہ ہو... اگر یہاں کوئی ڈانس سکول ہوتا تو وہ یقیناً وہاں اپلائی کر دیتی لیکن ایسا نہیں تھا۔

اگلے دن اپنی امی سے مل کر دعائیں لیتی وہ پھر اسی کام کے لئے نکلی اور اب وہ ایک آفس میں بیٹھی ہوئی تھی۔

اسے پتا چلا تھا کہ انہیں ایک اسٹینٹ کی ضرورت ہے اور وہ اپنی قسمت آزمانے وہاں موجود تھی۔

اس کے سامنے ایک پچاس سالہ شخص بیٹھا ہوا تھا۔

چشمہ پہنے وہ اس کی سی۔ وی دیکھ رہا تھا جو اس نے کسی کمپیوٹر شاپ سے بنوائی تھی

اس شخص نے اس کی سی وی پہ نظر ثانی کر کے چشمہ کے اوپر سے اسے دیکھا

وہ خود کو پورا اعتماد ظاہر کرنے کے کئے لگاتار مسکرا رہی تھی لیکن یہ سب اس کے لئے نیا تھا اور وہ خاصی ڈری ہوئی تھی

تو.... آپ کے پاس کوئی تجربہ نہیں اور ناہی کوئی میرٹ ہے۔

وہ بھی دوسروں کی طرح کہنے لگا حالانکہ لہجہ نرم تھا عنایہ کا دل ایک بار پھر سے ڈوبا۔

جی لیکن میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوں اور میں بہت محنت کروں گی۔
آپ ایک موقع دے کر دیجیے۔

اس کی آواز میں کتنے جذبات پائے جاتے تھے۔
www.urdu novels mania.com

مقابل اپنا چشمہ درست کرنے لگا جیسے وہ کسی سوچ میں گرفتار ہو۔

تجی ایک دم آفس کا دروازہ کھلا اور ایک دو لوگ اندر داخل ہوئے۔

وہ دونوں عنایہ کے ساتھ آکھڑے ہوئے عنایہ کی توجہ بھی ان کی طرف ہوئی۔

دیکھنے میں وہ دونوں کسی اچھے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

انگل... میں نے کتنی بار آپ کو اس اسٹینٹ کو نکالنے کا کہا ہے...

جب دیکھو مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے حالانکہ میں لاکھ بار کہ چکا ہوں کہ میں ایک شادی شدہ مرد ہوں۔

ان میں سے ایک شخص جس کی وہ صرف پشت ہی دیکھ پار ہی تھی اسی پچاس سالہ شخص سے کہنے لگا۔

www.urdu novelsmania.com

عنایہ کے دل میں اس کے لئے عزت کی جذبات پیدا ہوئے

اس دنیا میں کوئی تو تھا جو اپنی بیوی سے وفادار تھا۔

بتاؤ! انہیں علیم.... کیسے وہ آج بھی مجھ سے فلرٹ کر رہی تھی۔

اس کے ساتھ کھڑے شخص نے اسے ک اکھیوں سے دیکھا جو کہ یقیناً علیم تھا اور گواہ بھی۔

میں نے تو جب دیکھا تم اسے خود ہاتھ سے پکڑ کر اپنے آفس کھینچ رہے تھے اور وہ تمہیں منع کر رہی تھی۔

علیم کی بات پہ اس شخص نے ایک ڈرامائی سانس کھینچا اور عنایہ کو وہ اب زیدی جیسا خبیث لگنے لگا۔

وہ اسے شکی نظروں سے دیکھنے لگی.... کتنا جھوٹا تھا یہ شخص اور اس کی بیچاری بیوی...

میں نہیں وہ مجھے آفس میں کھینچ رہی تھی انکل....

www.urdu novels mania.com

اس نے اپنی بے گناہی ثابت کرنی چاہی...>br>

کیا تم جیسے مرد کو وہ کھینچ سکتی ہے کہیں....

اس کے انکل نے

اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جس پہ بال پہلے ہی شاز و نادر تھے۔

ویسے بھی میں ابھی انٹرویو لے رہا ہوں تم دونوں جاو یہاں سے....

ان کے کہنے پہ ان دونوں کا دھیان عنایہ کی طرف پلٹا۔

وہ دونوں ہی خاصے ہینڈ سم اور مضبوط جسم کے حامل تھے۔

کیا یہ میری اسسٹنٹ کی جاب کا انٹرویو دے رہی ہے۔

اس کی نظریں عنایہ پہ مرکوز تھیں جبکہ وہ پوچھ اپنے انکل سے رہا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

ہاں... لیکن یہ میریٹ پہ...

اگر تمہیں نوکری دے دی جائے تو کیا تم مجھ سے فلرٹ کرو گی....

وہ اسے گور سے دیکھتا پوچھنے لگا۔

کبھی بھی نہیں...

عنایہ نے ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

بس انکل اس لڑکی کو سلیکٹ کریں اور میری پرانی اسٹینٹ کو جلدی سے فارغ کریں میں اب مزید اس کے ساتھ کام نہیں کر سکتا....

کیسا شخص تھا وہ... یقیناً اس سے دل بھر گیا ہو گا... میں تو اسے سبق سکھا کر رہوں گی۔

وہ ابھی یہی سب سوچ رہی تھی جب اس کا دوست علیم اسے دھیرے لہجے میں کچھ کہنے لگا۔

اصل میں اس کی اسٹینٹ اور بیوی ایک ہی لڑکی ہے... اور وہ اسے جاب سے نکلوانے کے لئے روز ہی نئے طریقے استعمال کرتا ہے....

عنایہ کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہونے لگا۔ وہ تو اس کے کردار کے بارے میں بہت کچھ سوچ چکی تھی۔

لیکن وہ اپنی ہی بیوی کو کیوں نکلوانا چاہتا ہے...
اس نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

ق

کیونکہ آبرو پچھلے کچھ دنوں سے بیمار ہے اور اسے آرام کی ضرورت ہے...

وہ اسے کہتا ہوا اپنے دوست کے پیچھے چلا گیا۔

وہ واقعی کتنا وفادار شوہر ہے....

عناویہ نے پھر سے سوچا تھا

ضیغم کار حادثے کے اڑتالیس گھنٹے بعد ہوش میں آیا تھا۔

www.urdu novelsmania.com

اس وقت ڈاکٹر اس کے پاس ہی موجود تھا... اسے ہوش میں آتا دیکھ اس کا چیک اپ کرنے لگا۔
مختلف سوالات کر کے وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا جب وہ مدہم آواز میں بولا۔

مجھے ٹھیک ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہے...

ضیغم صاحب ہم یہ باتیں بعد میں کر لیں گے... ابھی آپ اپنی ریکوری پہ دھیان کریں۔

وہ مسکراتا ہوا نرم لہجے میں کہنے لگا
آپ کی والدہ آپ کے لئے بہت پریشان ہیں۔

میں اپنے باری میں ابھی جاننا چاہتا ہوں...
وہ اپنی ٹانگیں محسوس نہیں کر پارہا تھا اسی کئے پوچھنے لگا۔

اسے اپنی آواز کہیں دور کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی

آپ کے لئے ایک بری خبر ہے اور ایک اچھی... آپ کو نسی پہلے سننا پسند کریں گے... ڈاکٹر گھر اسانس
لیتے ہوئے کہنے لگا۔

اچھی....

وہ صرف اتنا بول پایا... اسے خوف تھا کہ کہیں وہ اس بری خبر کو برداشت نہ کر پایا تو۔

ابھی خبر یہ ہے کہ اتنے بڑے حادثہ کے باوجود آپ زندہ ہیں اور ہوش میں آچکے ہیں۔
اس کے علاوہ آپ کی کمر میں کچھ مسائل ہیں جس وجہ سے آپ اپنا آدھا دھڑ محسوس نہیں کر پارہے لیکن یہ وقتی ہے ایک ہفتے تک آپ آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگیں گے۔

ضیغم نے شکر ادا کیا کہ اسے کسی معذوری کا شکار نہیں ہونا پڑا۔

اس کے سر میں بھی چوٹ آئی تھی جس وجہ سے اس کی دائیں آنکھ تھوڑی پھولی ہوئی ہے لیکن سوزش بھی اپنے وقت پہ چلی جاتی۔



اور بری...

اسے جیسے اچانک یاد آیا تو پوچھ بیٹھا۔

اب کی بارڈا کٹر اسے ہمدردی سے دیکھنے لگا۔

آپ کا بایاں پاؤں بری طرح ڈبچ ہوا تھا اور وہ بیکار ہو گیا تھا جس سبب ہمیں اسے کاٹنا پڑا۔

ضنیغم کی آنکھیں ایک دم پھیلی تھیں۔

ڈاکٹر اس کے پیروں سے چادر ہٹاتا دکھانے لگا جہاں اس بایاں پاؤں نہیں تھا۔
اور ٹانگ کو پٹی میں لپیٹا ہوا تھا۔

لیکن آپ پریشان مت ہوں آپ کا زخم بھرتے ہی ایک نگلی پاؤں تیار کر دیا جائے گا۔

وہ ڈاکٹر اور بھی نجاب نے کیا کیا کہ رہا تھا لیکن ضنیغم کی نظر تو وہیں ٹھہر گئی تھی۔

وہ تو عنایہ کو لینے جا رہا تھا پھر یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا۔

اس کے سر میں شدت سے تکلیف شروع ہوئی اور اس کی ساتھ جڑی مشینوں میں آواز پیدا ہونے لگی

www.urdu novels mania.com

سب کچھ اس کے سامنے تباہ ہو گیا تھا۔

وہ اس سے دور چلی گئی تھی... اور وہ یہاں ہو سہٹل میں تھا

آنکھوں کے سامنے سب دھندھلانے لگا۔ ڈاکٹر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سب
بے سدھ تھا۔

یہ سب اس کے ساتھ ہی کیوں ہو رہا تھا....

ڈاکٹر اب اسے کوئی انجیکشن لگانے لگا تو وہ اس کا حواس مکمل طور پر جاتے رہے۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اسے وہ نوکری مل گئی۔

اس کے حالات سن کر اس شخص کو ترس آگیا اور اسے اس کا شان کی اسٹنٹ کے طور پر رکھ لیا گیا تھا۔
لیکن پہلے چھ ماہ ٹرائل پیریئڈ تھا۔ اور اس دوران اسے خود کو ثابت کرنا تھا۔

لیکن جو بھی تھا اُسے یقین تھا وہ یہ کر لے گی سب سمجھال لے گی
ابھی تو اس کی زندگی میں سب بہتر ہونا شروع ہوا تھا۔

یہ سب اس کے بچے کی وجہ سے تھا۔ یہ بچہ اس کے لئے خوش قسمتی لایا تھا...
وہ یہ سوچ کر مزید مسکرا نے لگی۔

کل اسے آفس کے لئے جو اننگ دینی تھی اس لئے وہ گھر جا رہی تھی۔
اس نوکری کے ساتھ اسے اپنی تعلیم بھی جاری رکھنی تھی۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 22

وہ تیزی سے سامان سمیٹ رہی تھی۔ آج اس کا پہلا دن تھا آفس میں اور وہ لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔ جلدی سے اپنا لچ پیک کیا اور سیب کھاتی ہوئی لاک لگا کر باہر چلی گئی۔ سب کا یہی حال تھا کوئی آفس روانہ ہو رہا تھا اور کوئی روانہ کر رہا تھا

اس نے اپنے ہمسائے کو مسکرا کر دیکھا جو غالباً اپنے شوہر کو گیٹ پہ کھڑی الوداع کہہ رہی تھی ابھی اس کی یہاں کسی سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی چونکہ وہ اپنی ہی بھاگ دوڑ میں مصروف رہی تھی۔

وہ عورت بھی اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔
مری اس وقت نہایت دلکش منظر پیش کر رہا تھا۔

ہر چیز کی خوبصورتی تخلیق کرنے والے کا پتہ بتاتی تھی۔

وہ پیدل چلتی بس سٹیشن پہنچی اور پھر بس کا انتظار کرنے لگی۔

آفس پہنچ کر اس کی ملاقات سارہ سٹاف سے ہوئی جس میں کاشان کی بیوی بھی شامل تھی۔

یہ ایک فیملی بزنس تھا۔ وہ ایک کامیاب ٹورسٹ کمپنی چلا رہے تھے اس کے علاوہ مری میں کئی ہوٹل بھی ان کے تھے۔

آبرو سے ملتے ہی اسے سمجھ آگیا کہ کاشان اپنی بیوی کو مزید کام کرنے کیوں نہیں دینا چاہتا۔ کیونکہ ان کے گھر بچے کی آمد تھی اور یہ دن آبرو کے آرام کرنے کے تھے

www.urdu novelsmania.com

وہ اسے اپنے ڈیسک پہ لیجا کر کام سمجھانے لگی جب کاشان وہاں سے گزرا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو.... تمہیں تو گھر ہونا چاہئے...

وہ تیوری ٹڑھائے آبرو سے مخاطب تھا۔

بس کرو بس کرو... کچھ دن تک عنایہ کام اچھے سے سمجھ جائے گی پھر میں نہیں آؤ گی...

وہ اسے خاطر میں لائے بغیر کہنے لگی۔

تم.... میری بیوی کو پریشان مت کرنا۔

جاو یہاں سے کاشان....

جاربا ہوں... کافی یاد سے لے آنا....

وہ ایک آنکھ دباتا آبرو کو کہتا چلا گیا تو وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔ جبکہ عنایہ آنکھیں گھمانے لگی۔

www.urdu novelsmania.com

آفس کا ٹائم بند ہونے تک وہ کافی کچھ سمجھ چکی تھی۔

آج کا سیا حوں کا بھوم کم تھا اس لئے کوئی زیادہ کام نہیں تھا۔

باتیں کرتے ہوئے اسے اندازہ ہوا کہ آبرو کتنی اچھی ہے اور کاشان کا اس کیسے بنا سانس لینا بھی مشکل تھا۔

وہ اسے بہانے سے اپنے آفس بلا لیتا اور کبھی اس کے کندھے دباتا اور کبھی پاؤں کی مالش۔

ان کا رشتہ دیکھ کر عنایہ کے دل میں کہیں کوئی ٹیس سی اٹھی لیکن اب اس سب کا وقت گزر چکا تھا وہ آگے بڑھ گئی تھی۔

اس کے حادثہ کی خبر سنتے ہی سمیدہ بیگم واپس آ گئی تھیں۔
لیکن اپنے جوان بیٹے کو اس حالت میں دیکھنے سے ان پہ کیا گزری یہ صرف وہی جانتی تھیں۔

ان کی حالت ادے دیکھ کر ایسی بگڑی کہ انہیں بھی ہسپتال میں اید مت کرنا پڑا۔
ضیغم کے لئے یہ وقت انتہائی مشکل تھا۔ وہ تو ابھی اپنی کمزوری بھی قبول نہیں کر پایا تھا جب اس کی امی کی خراب طبیعت کا علم ہوا۔

نہیں ضیغم... تم نے ایک بار پہلے بھی اپنی ہمت سے سب کے ارادے ناکام کر دیئے تھے۔
تمہیں ایک بار پھر وہی ہمت دکھانی ہوگی۔

لیکن سچ تو یہ تھا کہ اسے اس وقت کسی کی مدد کی ضرورت تھی۔

ایک ہفتے بعد وہ اپنی ٹانگوں میں محض ہلکی سی جنبش پیدا کر پاتا۔

اس کا دھیان رکھتا ضروریات کو دیکھنا... ضیغم کو شدت سے کسی قریبی رشتہ کی کمی کھل رہی تھی۔

جب وہ وہیل چیئر پہ گھر پہنچا تو زید نچی منزل پہ ہی گیٹ روم میں رہنے لگا۔ ملازم اس کا کام کرتے میل نرس جو اس کے ساتھ ہوتا وہ بھی اس کا چیک اپ کرتا اور اپنی دوسری دیوٹی دے کر اس کے قریب نا آتا۔

ضیغم جیسا مضبوط شخص نے تب خود کو کتنا لاچار اور بے بس محسوس کیا تھا۔ کچھ نا کر پانے کا احساس اپنی زندگی کسی اور کے حساب سے چلنے کا احساس.... کیا عنایہ بھی یہی بے بسی محسوس کرتی تھی...

جب بھی اس کا خیال آتا وہ آنکھیں بند کر لیتا۔ اسے اس وقت اپنی امی کے پاس ہونا چاہیے تھا... انہیں دل کا دورہ پڑا تھا لیکن وہ یہاں بستر پہ تھا۔

عمر... عمر... وہ اپنے میل نرس کو آواز لگانے لگا۔ اسے واش روم تک جانے کے لئے بھی اس کی ضرورت تھی۔

وہ ضیغم جو سب کی کٹھپتلی کی طرح نچاتا تھا آج وہ کس حالت میں تھا

وہ تو عنایہ کو پھر سے قید کرنے چلا تھا لیکن کہیں اور ہی پہنچ گیا۔
صاحب جی وہ تو گھر نہیو ہے کہیں گیا ہے... کہ کر گیا ہے کل صبح آجائے گا

کہاں گیا ہے وہ...
پتا نہیں...



نورین پریشان ہوتی بتانے لگی
اس کے لباس سے دوائیوں اور بیماری کی بدبو آرہی تھی۔
اس کے کندھے پر بھی چوٹ آئی تھی جس وجہ سے وہ اپنی ملازوم زیادہ اونچا نہیں اٹھایا تھا۔
ٹھیک ہے تم چوکیدار بابا کو بھیج دو اور مجھے یہ موبائل پکڑا دو۔
جی صاحب...

وہ اسے موبائل پکڑاتی اس کا حکم بجالانے کے لئے بھاگ گئی۔
اگر تم یہاں ہوتی تو کیا میرا خیال رکھتی.... یا پھر میری حالت پہ خوش ہوتی..

ایک بار پھر اس کا دھیان عنایہ کی طرف گیا جسے اس نے جھٹک دیا۔

چوکیدار کے آجانے کے بعد جب وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹا تو کچھ سوچ کر زید کو کال کرنے لگا۔

وہ ایسا کرنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اس وقت اسے اور سمیدہ بیگم دونوں کو اس کی ضرورت تھی۔

ہیلو...

زید کی آواز سنتے ہی وہ تڑپ کر بولا۔



ہاں... زید کیسے ہو...

میں ٹھیک ہوں...

بھائی آپ کیسے ہیں... اور امی کیسی ہیں...

میں ٹھیک ہوں لیکن امی ٹھیک نہیں ہیں....

بھائی آپ سے مجھے یہ امید نہیں تھی مجھے لگا آپ امی کا خیال رکھتے ہوں گے... لیکن وہ تو ہو سپٹل پہنچ گئیں۔

زید تپا ہوا بولا تھا اور ضیغم کا دماغ گھوم گیا۔

وہ تو خود تب ہو سپٹل تھا... وہ تو خود محتاج تھا۔

لیکن وہ اپنی زبان کاٹ گیا۔

زید میں چاہتا ہوں تم واپس آ جاؤ.... ہم دونوں کو تمہاری ضرورت ہے...

کیا مطلب واپس آ جاؤ.... وہ بھی ایسے اچانک...

www.urdu novels mania.com

اس کی اچانک کی کیا بات ہے... تمہاری پڑھائی مکمل ہو چلی ہے... اور اس وقت ہم دونوں کو اور بزنس کو تمہاری ضرورت ہے..

زید کی بات سے وہ بوکھلایا تھا۔

جی مگر میں اس وقت انٹر نشپ چھوڑ کر کیسے آجاؤ....

تمہیں اس کی کیا ضرورت جب یہاں بزنس ہے ہمارا۔
ضنیغم کی آواز اب اوپنچی ہو رہی تھی۔

ایم سوری بھائی لیکن وہ آپ کا بزنس ہے... میں یہیں اپنا نام بنانا چاہتا ہوں اور دو تین سال تو آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اور اب جب بات چل نکلی نے تو بابا کی وراثت سے جو میرا حصہ نکلتا ہے وہ مجھے دے دیں... میں یہاں انویسٹ کرنا چاہتا ہوں....

www.urdu novelsmania.com

زید میں....

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے.... اسے زید سے تو ایسی امید نہیں تھی۔

بھائی پلیز میری جگہ یہی ہے... اور میں اپنا کیرئیر داوہ لگا کر ابھی نہیں آسکتا... آپ بس جلد از جلد مجھے پیسے بھیج دیں میں آپ کے لئے دعا گو ہوں...

وہ اپنی بات مکمل کر کے فون کاٹ گیا جبکہ ضیغم اس موبائل کو دیکھتا رہ گیا۔

اس نے کیا نہیں کیا تھا اس کے لئے اور اب جب اسے ضرورت تھی تو وہ کتنی آسانی سے منہ موڑ گیا تھا۔

سب سے زیادہ محبت اس نے زید سے ہی کی تھی اور یہ تھا اس کا پھل۔



ایک آنسو اسے کی آنکھ سے بہتا پکڑوں میں جذب ہو گیا۔

شاید جب بروقت آتا ہے تو ہر طرف سے آتا ہے۔

اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹا اور زمین پر گر گیا۔

آج اسے کام کر ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور اب پچھلے دو دنوں سے وہ انکیلی ہی کام دیکھ رہی تھی۔
آبرو کو سختی سے بیڈریٹ کی تلقین کی گئی تھی۔

آج چھٹی تھی اور اپنا دن انیقہ بیگم کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھیں تھی جبکہ دنیا یہ ان کے چھوٹے چھوٹے بالوں پہ کو سیٹ کر رہی تھی۔

ساتھ میں وہ انہیں سب کچھ بتا رہی تھی۔

مجھے خوشی ہے تمہارے آفس میں سب اچھے ہیں۔

جی وہ سب کافی مدد کرتے ہیں.... آبرو نے تو مجھے پیپرز کے نزدیک مدد کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے..

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے... آخر تم نے بھی اپنے بارے میں سوچنا شروع کیا..

www.urdu novels mania.com

وہ اس کا ہاتھ تھام کر ساتھ بٹھاتی کہنے لگیں۔

میں نہیں چاہتی میری کوئی کمزوری میرے بچے پہ اثر انداز ہو۔

وہ کندھے اچکاتے ہوئے کہنے لگی۔

کیا تم نے ضیغم سے بات کی..

انہوں نے اس کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اب اس میں ضیغم کہاں سے آگیا... مجھے اس کے بارے میں بات نہیں کرنی...

وہ تمہارا شوہر ہے لڑکی... ایسے کیسے نہیں کرنی بات...

آخر تم اس کی اولاد کی ماں بننے والی ہو کچھ ذمہ داری تو اس کی بھی ہے کہ نہیں۔

ذمہ داری کی بات تو آپ مت ہی کریں... کیا میرے باپ نے لی تھی میری ذمہ داری..

وہ ایسا کہنا تو نہیں چاہتی تھی لہکن پھر بھی لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

وہ پہلے ہی کتنی کوشش کرتی تھی اسے بھولنے کی... کتنا مشکل تھا خود کو اس سے رابطہ کرنے سے روک کر رکھنا

ہاں... شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو..

وہ آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگیں

امی اب آپ رو نہیں پلیر۔۔
 ٹھیک ہے لیکن ایک بار کوشش ضرور کرنا عنایہ...
 ہممممم...
 وہ صرف اتنا کہ کر ٹال گئی۔

باہر پھر بارش شروع ہو گئی تھی اور وہ دونوں اسے دیکھنے لگیں

**

آج ہی اسے پتا چلا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں کپنی کو کافی نقصان ہوا ہے
 اس کی امی کو اب ڈسچارج کر دیا گیا تھا

ان سے جتنا بن پڑتا وہ ضیغم کا خیال رکھتیں۔
 لیکن ایک بوڑھی اور کمزور عورت اس جیسے جوان مرد کے لئے کتنا کر سکتی تھیں
 ماں تھیں... اپنے بیٹے کو یوں اجڑتا نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

چچ چھپ کر روتیں تو وہ بھی تڑپ اٹھتا
 اس کی زندگی نے اسے دوسری بار ایسے مقام پہ لا کھڑا کیا تھا

لیکن پہلے اس اپنی ماں اور چھوٹے سے بھائی کے لئے خود کو سمبھالا تھا لیکن اب جب اسے سمبھالنے کی باری تھی تو وہ بھائی اپنی زندگی میں مصروف تھا

اس کے لئے کچھ گھنٹے کی نیند لینا میں مشکل ہو گیا تھا

کہیں ناکہیں اس کا ضمیر بار بار اسے ملامت کرتا کہ یہ سب عنایہ کے ساتھ کئے سلوک کا بدلہ ہے۔

اسی لئے تو وہ اسے چھوڑ گئی تھی۔ کاش وہ ابھی اس کے پاس ہوتی

جیسے ہی یہ خیال امد اس نے اسے جھٹک دیا

اس کا ماتحت ابھی بھی اسے ڈھونڈ رہا تھا

وہ اس وقت اپنے فریو تھیر پیسٹ کے ساتھ تھا۔ جو کہ اس کی ٹانگیں ہلا رہا تھا اور اسے ایسا جود کرنے کے لئے بول

رہا تھا

وہ اب پھلے سے بہتر تھا خود بیٹھ سکتا تھا اور ایکس سائز سے اسے بازو ہلانے میں بھی کافی مدد ملتی

سر... میں فائلز لے آیا ہوں...

www.urdu novels mania.com

اس کا مینجر کچھ فائلز پکڑے داخل ہوا۔

کپنی میں ہوئے نقصان کے بعد اس نے ساری فائلز اس سے منگوائی تھیں

وہ گھر سے ہی کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ویسے بھی اپنی سوچوں میں گم رہ کر وہ نفسیاتی مریض بننے لگا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے... بشیر کو دے دو وہ کمرے میں چھوڑ آئے گا....
وہ ایکسر سائز کرتے ہوئے ہی اس سے کہنے لگا

تقریباً اسے ایک ماہ ہو چلا تھا۔ اور وہ کچھ سیکنڈ کے لئے چھڑی کو سہارا لیتے ہوئے کھڑا ہو جاتا تھا
آپ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے سر...

اس کا فزیو ٹھراپسٹ اسے سہارا دے کر کھڑا کر رہا تھا اور کچھ قدم چلنے کا کہہ رہا تھا
ضیغم کی ٹانگیں ایسے کانپ رہی تھیں جیسے وہ کوئی کمزور بچہ ہو
انشا اللہ....

وہ کا پنتی ٹانگوں کو دیکھتا ہوا کہنے لگا
اس کی والدہ بھی ضیغم کو دیکھتی وہیں لان میں آگئیں تو میڈیجر اجازت لیتا ہوا چلا گیا۔
اور کتنا وقت لگے گا میرے بیٹے کو ٹھیک ہونے میں۔

www.urdu novels mania.com

امی اب دیکھیں میں کتنا بہتر ہوں...

وہ مصنوعی قہقہہ لگاتا کہنے لگا تو وہ مرجھائی ہوئی مسکان چہرہ پہ سجا گئیں

اچانک اس کا فون بجنے لگا تو ملازم وہ اس کے پاس لے آیا

ضیغم دوبارہ وہیل چہرہ پر بیٹھ گیا اور کال اٹھالی

کیا خبر ہے....

اس لڑکی کا پتا چل گیا ہے جس سے آپ کی بیوی ملاقات کرتی تھیں

یہ خبر سب کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پہ گئی۔ کتنے عرصے بعد کوئی اچھی خبر اس تک پہنچی تھی۔

اس پہ نظر رکھو اور ہر پل کی خبر دو....
جیسا آپ کہیں...

وہ فون کاٹ کر اپنے فزیو ٹھراپسٹ سے بات کرنے لگا۔

آپ اب روز دو گھنٹے یہاں آیا کریں گے... مجھے جلد از جلد ٹھیک ہونا ہے....

آخراں تو اس کے پاس اس کی وجہ بھی تھی۔

وہ اس وقت ہسپتال میں موجود تھا۔ اس کے نقی پاؤں کی فنگنگ کی جا رہی تھی۔

ایک مہینے کی محنت کے بعد وہ اب ٹھیک سے چل پاتا تھا زخم بھی کافی حد تک بھر چکا تھا اور اب وہ مزید پیما کھی کہ مدد نہیں لینا چاہتا تھا۔

اس کا ماتحت لگاتار جویریہ پہ نظر رکھے تھا لیکن ابھی تک ایسا کچھ معلوم نہیں ہوا تھا جو اسے عنایہ تک پہنچا سکے۔

سارا سارا دن وہ اسی کو سوچتا تھا۔

کہیں وہ دوبارہ پہلے جیسا پیشہ اختیار نہ کر لے.... یہ سوچ اس کے دماغ میں آتے ہی اس کا رونگٹھ کھڑے ہو جاتے۔

اس کی بیوی... ایسے گند میں... ناقابل قبول...

وہ اپنے نقلی پاؤں پہ وزن دیتا کھڑا ہوا تو اس کے جسم میں ایک تکلیف سی اٹھی جسے وہ نظر انداز کر گیا۔ وہ آج جویریہ سے ذاتی طور پہ ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ضیغم ایک سے دو قدم اسی کمرے میں چل کر دیکھنے لگا۔

اس کی چال میں زرا لڑکھڑاہٹ تھی۔

آپ بہت بہتر چل رہیں ہیں... اگر آپ توجہ دیں گے تو کوئی نہیں جان پائے گا کہ آپ کا ایک پاؤں نہیں ہے۔

وہ اپنی سوچوں میں مگن داکٹر کی بات نظر انداز کر گیا۔

اس عرصے میں اس نے زید کے وراثت میں آتے دس پرسنٹ شیئر کے پیسے اسے بھیج دیتے تھے اور اب وہ ان دس پرسنٹ کا بھی مالک تھا۔

اپنے بھائی سے ایسی امید تو نہیں تھی۔ لیکن اب اس کے معاملات سے ضیغم کا کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ سائیڈ پھ پڑا پنا کوٹ اٹھا کر پہننے لگا۔ اور وہاں سے باہر چل دیا۔

ان بیباکیوں سے آزاد ہو کر وہ کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔

اسے جویریہ کے حالات کے بارے میں کافی کچھ معلوم ہوا تھا اور اسے امید تھی کہ وہ اپنا منہ ضرور کھولے گی۔

.....

باجی آپ یہ سوٹ کب تک سی دیں گی۔

آج شام تک لیجائیے گا....

آپ نے کل بھی یہی کہا تھا.... پر ابھی بھی مکمل نہیں ہوا۔

اس کی ہمسائی منہ بگاڑ کر کہنے لگی۔

وہ کل ہی مکمل سی لیتی اگر علی اسے مار کر اپنے جوے کے لئے اس کے بچائے ہوئے پیسے نالے جاتا۔

نہیں آج واقعی مکمل کر دوں گی...

اچھا آپ کہتی ہیں تو مان لیتی ہوں پر شام تک سی دینا...

وہ لڑکی اسے تنبیہ کرتی چلی گئی۔

چاند جیسی خوبصورت جویریہ کی حالت اب کیسی تھی کوئی دیکھتا تو پہچان ناپاتا

محبت نے اسے بھی تباہ کیا تھا لیکن وہ پھر بھی یہ امید رکھتی تھی کہ علی سدھر جائے گا

ابھی اس لڑکی کو گئے ہوئے کچھ پل ہی ہوئے ہوں گے جب صدر دروازے پہ دستک دی گئی۔

وہ گہری سانس بھری سلائی مشین چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

دروازہ پہ کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ ایک دم چونکی۔

جانتی تھی کہ وہ کون ہے۔

محترمہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

آخر وہ اس تک پہنچ گیا... جویریہ نے اپنے خشک ہونٹ ترکنے اور اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

اس کے چلنے میں ہلکی سی لڑکھراہٹ تھی جسے وہ نظر انداز کر گئی۔

وہ کچھ قدم اندر آ کر رک گیا اور وہ چھوٹا سا گھر دیکھنے لگا۔

کروڑوں مالیت کے زیورات بیچ کر عنایہ کو تمہاری کچھ تو مدد کرنی چاہیے تھی

وہ بظاہر لا پرواہی سے کہنے لگا لیکن جویریہ کی پیشانی پہ نمودار ہوتا پسینہ اس سے چھپ نہیں پایا۔

ان پانچ لاکھ میں سے تین لاکھ اس نے جواہریوں کو دے کر علی کی جان بچائی تھی اور باقی وہ اس سے چھین کر لے گیا تھا۔

م... میں سمجھی نہیں۔

جویریہ صاحبہ... کیونکہ ناہم یہ کھیل کھیلنے کی جگہ مدد کی بات کریں۔

وہ بہت پر اعتماد طریقہ سے کہنے لگا۔

مجھے یقین ہے آپ نے شادی کے وقت بہت خواب دیکھے ہوں گے۔ اگر آپ میری مدد کریں تو وہ پورے ہو سکتے ہیں۔

ضیغم صاحب آپ جاسکتے ہیں... مجھے آپ کی کوئی مدد نہیں کرنی...

جویریہ نے صاف گوئی سے کام لیا۔

ضیغم جو کہ پھٹے ہوئے پردے دیکھ رہا تھا اس کی طرف پلٹا

www.urdu novels mania.com

تمہاری ساری زندگی بدل سکتی ہے... پھر بھی نہیں....

نہیں ضیغم صاحب.... میں اپنے مطلب کے لئے عنایہ کو کبھی اس دوزخ میں نہیں جھونکوں گی۔

آپ کا کیا اس پر ظلم کر کے جی نہیں بھرا جو پھر سے آگئے ہیں۔

یہ میرا اور میری بیوی کا مسئلہ ہے....

اگر اسے بیوی سمجھا ہوتا تو یہ سب ہوتا ہی کیوں... آپ نے تو اسے غلام بنا لیا تھا۔

تو تم نہیں بتاؤ گی کہ وہ کہاں ہے....

وہ خود کو قابو میں کرتا اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ >

میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے.... اگر جانتی تو بھی نہ بتاتی...

ضیغم کی رگیں دکھنے لگی تھیں وہ ابھی بھی عننا سے اتنا ہی دور تھا۔

میں اپنے حدف کو حاصل کر کے ہی رہتا ہوں... بہت جلد میں اسے بھی حاصل کر لوں گا... بتا دینا اسے۔ >

وہ شدت جذبات سے کہتا وہاں سے چلا گیا۔

ایک کے بعد دوسرے دن کا سورج طلوع ہوتا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں بدل گئے۔

ہر طرح کی کوشش کے باوجود وہ عنایہ تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

اس نے کئی آدمی بدلے لیکن نتیجہ وہی تھا۔

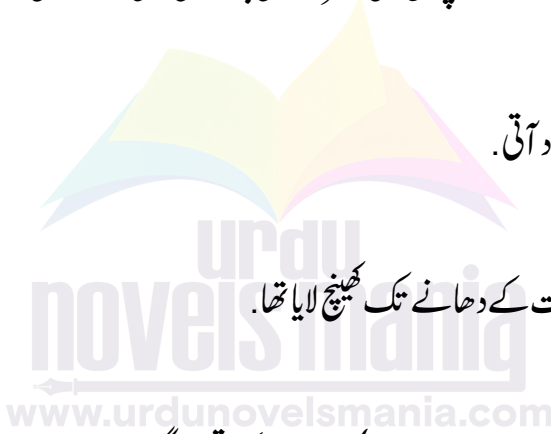
آخر وہ کہاں چلی گئی۔

ہر گزرتا دن پہلے سے مشکل تھا۔ اس کا سارا ادھیان صرف عنایہ کی طرف رہتا۔

اس تک کوئی طلاق کے کاغذات نہیں پہنچے تھے۔

مطلب وہ اس سے الگ بھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ صرف یہی بات تھی جس سے وہ کسی حد تک مطمئن ہو جاتا۔

اپنی کی گئی ہر زیادتی اسے یاد آتی۔



کتنے ہی موقع پر وہ اسے موت کے دھانے تک کھینچ لایا تھا۔

بیڈ پر بیٹھا وہ ابھی بھی اسے ہی سوچ رہا تھا کیا وہ بھی اسے یاد کرتی ہوگی۔

اگر وہ اسے مل جاتی تو وہ اسے خود میں سمالیتا کہ وہ دوبارہ کبھی اس سے دور نا ہو پائے۔

اس کے جذبات اس کی نفرت پہ فوقیت حاصل کرنے لگے تھے۔

انا... وہ تو شاید تبھی کٹ گئی تھی جب عنایہ اسے چھوڑ کر گئی۔

اس وقت اسے غصہ تھا اور اب.... اب بھی غصہ تھا۔

لیکن پہلے وہ اسے سزا دینا چاہتا تھا اور اب محبت میں قید کرنا چاہتا تھا۔

منیغم ایک موقع کی تلاش میں تھا۔ جانتا تھا کہ عنایہ کو منانا مشکل ہوتا بہت مشکل لیکن وہ ضرور اسے راضی کر لیتا۔

اسے دو مہینے کی چھٹیاں ملی تھیں۔

ویسے بے ی وہ اس حالت میں کسی کام کی نہیں تھی۔

انیقہ صاحبہ بھی اب بہت بہتر تھیں لیکن پھر بھی مسلسل علاج کی ضرورت تھی۔

لیکن ڈاکٹر اور اس کے منع کرنے باوجود بھی انہوں نے ہوسپٹل سے چھٹی لے لی۔

آخر ایسے وقت میں تو وہ اپنی بیٹی کے ساتھ سائے کی طرح رہنا چاہتی تھیں۔

اپنی حالت کے باوجود بھی وہ عنایہ کی دیکھ بھال کرتیں۔

اس عرصہ میں ان کی آس پاس کے گھروں میں بھی کافی جان پہچان ہو گئی تھی۔
خاص کر سامنے والی مسز عوان کے ساتھ جن کے شوہر ایک ڈاکٹر تھے۔

وہ ایک اچھی خاتون تھیں اور اکثر اس کی طبیعت دریافت کرنے آتی رہتیں۔

عنایہ... میں کچھ سامان لینے جا رہی ہوں...

امی مت جائیں... باہر بہت سردی ہے۔

انیتہ بیگم کچھ دنوں سے اسے کمزور لگنے لگی تھیں عنایہ کے بارہا منع کرنے پہ بھی انہوں نے اس کی اک ناسنی۔
مت جائیں کی کچھ لگتی... تو کیا بھوکی رہو گی۔
میں شام میں لے آؤ گی یا پھر مسز عوان منگوادیں گی۔

www.urdu novels mania.com

بچے اتنا تنگ بھی نہیں کرنا چاہتے کسی کو اور میں لے آتی ہوں نا۔

مجھے ڈر ہے آپ کہیں بیمار مت ہو جائیں...

اس کی بات پہ انہوں نے عنایہ کو نظر انداز کیا اور پرس پکڑ کر باہر چل دیں۔

کافی دنوں سے وہ ٹال رہی تھیں لیکن اب تو خریداری کرنا لازمی ہو گیا تھا۔

آبرو اپنے بچے کے ساتھ اس سے ملنے آئی تھی۔

وہ جب ایتھ بیگم سے ملنے ان کے کمرے میں گئی تو انہیں بیہوش پایا۔

عنایہ... آنتی... کو کچھ ہو گیا ہے....

وہ بوکھلائی ہوئی باہر آئی عنایہ اس وقت اس کے بیٹے سے کھیل رہی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

اس کی بات سن کر وہ تیزی سے اٹھی اور ان کے کمرے کی جانب لپکی۔

آبرو نے کاشان کو فون کیا تو وہ بھی وہاں آ گیا۔

اپنی ماں کو بار بار بلانے کے باوجود ان کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

عنایہ کی اپنی حالت غیر ہونے لگی۔
 آبرو کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کسے سنبھالے۔
 کاشان نے انیقہ بیگم کو گاڑی میں لٹایا اور آبرو عنایہ کو کسی طرح باہر لے آئی۔

**

انہیں نمونیہ ہوا تھا۔ کسی عام شخص کی نسبت ان پر زیادہ اثر ہوا تھا۔
 عنایہ کا بلڈ پریشر بڑھ جانے سے وہ بھی زیر علاج تھی۔

اس کی حالت پہلے سے سدھر گئی تو وہ اپنی امی کے صحت یابی کے لئے دعا کرنے لگی۔

لیکن شاید ان کا وقت آچکا تھا۔ ان کے کمزور جسم میں مزید تکلیف سہنے کی سقط نہیں رہی تھی۔
 اور ساری رات علاج میں رہنے کے بعد اگلی صبح وہ خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اس کے لئے یہ خبر کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔

اس نے ان کے لئے کیا نہیں کیا تھا لیکن قدرت سے کوئی آج تک ٹکر اپایا ہے بھلا

اس کی بگڑتی حالت دیکھ ڈاکٹر نے فوراً آپریشن کا ارادہ کیا

ورنہ ان دونوں کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا

صبح اس سے اس کے جینے کی وجہ چھن گئی تھی تو شام کو بیٹی کے روپ میں اسے ایک خوشی عطا کی گئی۔

عنائیہ کی حالت ابھی بھی غیر تھی اسے جب ہوش آتا وہ رونے لگتی
ایسے میں آبرو اور کاشان سے جتنا بن سکا اس کا ساتھ دیا۔

دو دن کے بعد اس کی طبیعت سدھری تو اس نے پہلی بار اپنی بچی کو گود میں لیا۔

اس عرصہ میں آبرو اس کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔
مسز عوان بھی اکثر وہاں آتیں۔

عنائیہ اپنی بیٹی کو دیکھ کر پھر سے رونے لگی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا ماں کے چھن جانے پہ شکوہ کرے یا رحمت
خداوندی پہ شکر۔

آخر اس نے شکر کا فیصلہ کیا۔

اگلے کچھ روز آبرو اس کے ساتھ ہی رہی۔

کاشان اور اس کے انکل نے جنازے کا بندوبست کیا۔

ایک بار پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی

اپنی ماں کو رو تا دیکھ نہی دعا بھی بے چین ہو جاتی اور رونے لگتی۔

نجانے اسے کیوں لگتا تھا کہ وہ اسے اپنے غم سے نکالنے کے لئے رونے لگتی ہے۔

آخر اس عرصے میں اس نے پہلی بار جویریہ کو فون کیا۔

اس سارے معاملہ میں وہ اسے اطلاع کرنا بھول گئی تھی

www.urdu novels mania.com

اس کی امی کی خبر یہ وہ بھی کافی اداس ہو گئی اور اسے حوصلہ دینے لگی۔

عنایہ سے جتنا ہو سکا اپنا دکھ اس کے ساتھ بانٹا لیکن اسے اپنی اولاد کے لئے اس غم کو پس پشت ڈالنا تھا جو وہ چاہ کر

بھی نہیں کر پار ہی تھی۔

اس کی دو مہینے کی چھٹی میں ایک مہینہ اور جوڑ دیا گیا

وہ ساری ساری رات اپنی ماں کو یاد کرتی اور روتی

نیند کو سول دور رہتی۔

اس وقت بھی وہ آنسو بہا رہی تھی جب دعا جاگ گئی اور بھوک سے رونے لگی۔

عنایہ نے اپنے آنسو صاف کئے اور مسکراتے ہوئے اسے کچن میں چلی گئی۔

واپس آکر اسے گود میں لیا تو ایک سکون خود میں اترتا محسوس کیا۔
اسے فیڈ کرنے لگی تو آہستہ آہستہ نیند کا غبار چھانے لگا اور اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔

اکیلے بچے کو اس طرح کی حالت میں سنبھالنا ایک مشکل کام تھا۔

تھکاوٹ اور نیند پوری نا ہونے سے اس کی آنکھ لگ گئی۔

صرف کچھ ہی منٹ ہوئے ہوں گے جب وہ ہڑبڑا کر جاگی۔

لیکن دعا کو دیکھ اس کی جان نکل گئی۔

اس کی زرا اسی لاپرواہی دعا کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی تھی وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔

وہ پاگوں کی طرح اسے بلانے لگی۔ دعا کارنگ بدلنے لگا تھا۔

وہ تنگے پاؤں عوان صاحب کے گھر بھاگی اور دروازی بجانے لگی۔

مسز عوان اور وہ ہڑبڑا کر باہر نکلے۔

وہ اپنی بات بھی نہیں کر پار ہی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

وہ... وہ... دعا...

ہچکیاں بھر بھر کر رونے سے وہ کچھ سمجھا نہیں پار ہی تھی۔

عوان صاحب اسے وہیں چھوڑ کر اس کے گھر بھاگے تو دعا کارنگ نیلا ہو رہا تھا۔

وہ اسے مصنوعی سانس دینے لگے اور اپنی بیوی کو گاڑی نکالنے کا کہا۔
عناویہ... چلو... حوصلہ رکھو... ایسے نہیں کرو۔

وہ اسے ایک سائیڈ پہ کرتی پچکارنے لگیں۔

مم... میں بس ایک... ایک منٹ کے لئے...

وہ مسلسل ہچکیاں بھر رہی تھی...

مم... میری بچی...



وہ جلدی سے گاڑی باہر نکالنے لگیں۔ تو عنوان صاحب بھی ننھی دعا کے ساتھ باہر آ گئے۔

وہ اب بہت ہلکے سے سانس لے رہی تھی۔ عناویہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود کو مار ڈالے..
وہ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتی تھی۔

عوان صاحب اسے بروقت ہوسپٹل لے آئے دعا کو فوراً ایمر جنسی میں لے جایا گیا۔

وہ باہر مسلسل رو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔

اس کے لبوں پہ بار بار ضیغم کا نام آ رہا تھا۔

نہیں وہ اسے قبول نہیں کرے گا۔

لیکن اسے کسی کندھے کی ضرورت تھی ایسے میں اس نے دوسری بار جویریہ کو فون کیا۔

جویریہ... جویریہ پلیز میرے پاس آ جاؤ... پلیز... میری بچی....
www.urdu novelsmania.com

لیکن اس وقت وہ کہاں جانتی تھی کہ یہ کال اس کی آنے والی زندگی پہ کتنا اثر انداز ہونے والی تھی

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ صدیقی

فصل نمبر 23

جویریہ اس وقت بیٹھی بچوں کے پیپر زچیک کر رہی تھی جب اس کا فون بجنے لگا۔
رات کے ایک بجے عنایہ کی کال دیکھ کر وہ پریشان سی ہو گئی۔
عنایہ سب خیریت تو ہے...

جویریہ... میرے پاس آجاؤ پلیز... مم... میری بچی...



عنایہ کیا ہوا ہے... کیا بات ہے...

جویریہ... میری دعا... پلیز اسے بچا لو...

وہ اسے ہدایانی کیفیت میں لگ رہی تھی۔

عنایہ سنبھالو خود کو ایسا کرو پہلے بیٹھ جاؤ پھر آرام سے بتاؤ کہ کیا ہوا

نہیں جویریہ تم بس میرے پاس آجاؤ...
اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اگر دعا کو کچھ ہو جاتا تو وہ یقیناً مر جاتی۔

مسز عنوان اس کے قریب آئی اور کندھوں سے پکڑ کر بیچ پر بٹھانے لگی۔

خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہو گا اسے۔

آپ وعدہ کریں کچھ نہیں ہو گا اسے....



وعدہ کریں مجھ سے۔

وہ اب جویریہ کو بھول کر ان سے مخاطب تھی۔

ہاں... میں وعدہ کرتی ہوں... چلو شاباش پانی پی لو...

بشکل سے اس نے دو گھونٹ پانی حلق سے اتارا۔

دعا کو ساری رات مصنوعی سانس پہ رکھا گیا لیکن وہ خطرے سے باہر تھی۔

یہ خبر سنتے ہی اس کے بے جان وجود میں ایک نئی لہر دوڑ پڑی۔

اگر کوئی خبر نہیں ہے تو فضول میں میرا وقت ضائع نہیں کرنا۔

جویریہ صاحبہ کو ایک فون کال آئی ہے ابھی کچھ لمحے پہلے...

مجھے لگا آپ جانتا چاہیں گے...

وہ اس وقت نیند میں تھا جب موبائل کی بیل پہ جاگ اٹھا۔

کیسی کال...



وہ اب بہت غور سے سن رہا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ نمبر مری کا ہے۔

تو... اگر مری سے تھا تو...

وہ زچ ہونے لگا۔

عنایہ کی ڈھونڈنے میں مسلسل ناکامی سے وہ چڑچڑاسا ہو گیا تھا۔

سر میں نے پتا کروایا تو وہ عنایہ صاحبہ کے نام رجسٹر ہے۔

عنایہ کا نام سنتے ہی وہ مکمل ہوش میں آ گیا تھا۔

پتا کرواؤ وہ مری میں کہاں رہتی ہے۔

تقریباً ایک سال بعد ایسی خبر

ملنا اس کے لئے نہایت خوشی کا سبب تھا۔

وہ کال کاٹ کر کمرے میں لگی ان دونوں تصویر کے قریب گیا۔

جو کہ چیریٹی ویلفیئر پر کھینچی گئی تھی۔

بہت جلد عنایہ بہت جلد تم یہاں ہو گی میرے پاس۔

اگلے دن وہ دعا کے ساتھ واپس آ گئی۔

یہ واقع اس کے لئے ایک اہم سبق ثابت ہوا تھا۔

اس کی بچی مرتے مرتے بچی تھی۔

آبرو اس دن اسی کے ساتھ رہی پھر کاشان کے ساتھ چلی گئی۔

وہ پچھلے تین دن سے مری کی خاک چھان رہا تھا۔

جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ عنایہ مری میں وہ یہیں رہ رہا تھا۔

بھی ابھی اسے یقین نا آتا کہ اتنے عرصہ سے وہ اس کے اس قدر قریب تھی لیکن وہ اسے ڈھونڈ نہیں پایا۔

مری کے تمام ہو سٹلز میں اس نے انیقہ نامی کمینسر کی مریضہ ڈھونڈ لی لیکن کہیں کوئی خبر نامی۔

یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ کوئی اور عنایہ ہو...

لیکن اس دنیا میں کتنی عنایہ ضیغم تھیں جو کہ جویریہ کی دوست ہو سکتی تھی۔

وہ اپنے گیسٹ ہاوس میں مقیم تھا۔ اور ابھی بھی کسی ہو سپٹل سے ہی آرہا تھا۔

عنایہ کی تلاش میں اس کا سکون چین سب برباد ہو چکا تھا۔

وہ ایک دم گاڑی روک کر اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا۔

ایسے وہ اسے کہاں ڈھونڈتا... اسے کسی ایک جگہ سے شروع کرنا تھا۔

ایک کالے رنگ کی کار اس کے قریب سے گزری تھی وہ اسے اپنے خیالات میں کھویا ہوا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔

کچھ فٹ دوری پہ جا کر وہ کارر کی اور اس میں سے ایک لڑکی گود میں بچہ اٹھا کر نمودار ہوئی۔

شاید اسے واپس اسلام آباد جانا چاہیے اور ایک بار پھر جویریہ سے کچھ اگوانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس لڑکی کی پشت ضیغم کی طرف تھی لیکن وہ گلابی رنگ کے کمبل میں لپٹے بچے کو دیکھ پارہا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آدمی نکلا اور وہ اس سے کچھ بات کرنے لگی۔

ضیغم کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔

عنایہ کو دیکھے اسے آٹھ ماہ بیت چکے تھے اور وہ سوچتا تھا کہ پانچ سال اس کے ساتھ رہ کر اسے زندگی سے نکال دے گا۔

اپنی سوچ پہ وہ خود ہی مسکرا اٹھا۔

وہ گاڑی کو دوبارہ سٹارٹ کرنے لگا جب کچھ قدم چلنے کے بعد وہ لڑکی ایک دم پلٹی اور مسکراتے ہوئے بچے کا ہاتھ پکڑ کر الوداع کرنے لگی۔

www.urdu novels mania.com

ضیغم کا ہاتھ وہیں تھم گیا۔

کیونکہ مسکراتے ہوئے اس بچے کے ساتھ اس کی اپنی بیوی تھی۔

اس نے آنکھیں زور سے بند کر کے پھر دیکھیں کہ کہیں اس کی نظر کا دھوکا تو نہیں۔

لیکن وہ عنایہ ہی تھی....

وہ بے خودی میں کار سے نکلا اور وہ لڑکی واپس پلٹ گئی اور ایک گھر میں داخل ہو گئی۔

ابھی اس نے کچھ قدم ہی اٹھائے ہوں گے جب اسی کار والے نے ہارن بجنا کر سڑک راستہ سے ایک طرف ہونے کا اشارہ کیا۔

ضیغم اس کے راستہ سے ہٹ گیا لیکن اگلی ہی سوچ کے ساتھ اس کی ساری خوشی ہوا ہو گئی اور رگیں تن گئی۔



وہ شخص کون تھا... اور وہ بچہ...

کیا اس نے واقعی دھوکا دیا تھا!

کیا وہ اس شخص کے ساتھ فرار ہوئی تھی...

ایک بار پھر اس کی رگوں میں عنایہ کے لئے نفرت گردش کرنے لگی۔

اس کا دل کیا کہ وہ اسے الٹا لٹکا دے اور اس دھوکے کی ایسی سزا دے کہ وہ اپنی موت کی بھیک مانگے۔

لیکن اس سب کے باوجود اس نے اپنے قدم اس طرف نہیں بڑھائے اور خود کو قابو کرنے لگا۔

وہ بچی ایک یا دو ماہ کی لگ رہی تھی تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تب بھی اسے دھوکہ میں رکھ رہی تھی۔

وہ میری اولاد بھی تو ہو سکتی ہے...

کہیں کسی کونے سے اس کے دل نے صدا دی تھی۔

وہ جو اسے خوش رکھنے کے دعوے کرتا تھا پھر کیوں اسے الٹا لگانے کا سوچنے لگا تھا۔

اسے خود پہ شرمندگی ہوئی تھی۔
www.urdu novelsmania.com

عنایہ کے دروازے تک جانے کی بجائے وہ اپنی کار میں بیٹھ گیا اور پھر سے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

عنایہ کو لیجانے کا ارادہ اس کا ابھی بھی قائم تھا وہ اس کی اولاد ہوتی یا نہیں...

لیکن اس سے پہلے وہ مکمل سچ جانتا چاہتا تھا کہ کیا وہی اس کا باپ ہے۔

اس کا دل جانتا تھا کہ اس کا جواب ہاں میں ہے... لیکن کہیں نا کہیں پہلے والا ضیغم بھی موجود تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ ہی بدل سکتا تھا۔

عنایہ دعا کو داکٹر کے پاس سے ابھی لائی تھی۔

اس واقع کے بعد سے وہ ٹھیک سے فیڈ نہیں کرتی تھی۔
اسے خود پہ بار بار غصہ آتا کہ اس کی بیگی خوفزدہ ہو گئی ہے۔

اتفاق سے آبرو بھی اپنے معائنہ کے لئے وہاں آئی تھی۔
پھر عنایہ کے لاکھ منع کرنے پہ بھی اس نے کاشان کو کہا کہ وہ اسے ڈراپ کر کے آئے۔

انقہ بیگم کی وفات کے بعد جتنے احسان ان کے اس پر تھے وہ انہیں کبھی بھی ادا نا کر پاتی۔

وہ دعا کے سر کا بوسہ لے کر اسے بیڈ تک لے گئی۔

اگلے کچھ دن اس کے سکون سے گزرے۔

آج اس کا پہلا پیپر تھا آبرو اپنے بیٹے کے ساتھ اس کے گھر آگئی اور دعا کی ذمہ داری خود لے لی۔ وہ بے فکری سے جب پیپر دے کر لوٹی تو اس کے گھر کا تو منظر ہی بدل چکا تھا۔

آبرو بری طرح رو رہی تھی اور کاشان اسے سنبھال رہا تھا۔

عنایہ... عنایہ... مجھے معاف کر دو.. مم.. میں نے ان لوگوں کو بہت روکا لیکن وہ گھر میں گھس گئے اور دعا کو لے گئے...
پلیز مجھے معاف کر دو...

وہ کچھ سمجھ نہیں پائی لیکن دعا کا ذکر سنتے ہی اس کے پیروں تلے زمین نہیں رہی۔
www.urdu novelsmania.com
لک.. کیا مطلب.. کون لے گیا دعا کو... وہ یہہں ہوگی نا...

عنایہ سارا گھر چھان کر پھر اس کے پاس پہنچی۔

اس کا جسم لرزنے لگا تھا لیکن ابھی اس سب کا وقت نہیں تھا۔

وہ آبرو کو دبوچ کر جھنجھوٹنے لگی۔

کہاں ہے میری دعا... کون لے گیا اسے۔

عنایہ رکو... وہ پہلے ہی خوفزدہ ہے...

کاشان اسے اپنی بیوی سے دور کرتا کہنے لگا۔

وہ لوگ یہ کاغذ آبرو کو دے کر گئے ہیں۔

عنایہ کانپتے ہاتھوں سے وہ تہہ شدہ کاغذ کھولنے لگی اور اسے اپنا خون تھنڈا پڑتا محسوس ہونے لگا۔

جب تم نے مجھ سے دور جانے کا فیصلہ کیا تو وہ بنا کسی اطلاع کے کیا۔

میں اپنی بیٹی لیجاتے ہوئے اطلاع کر رہا ہے

اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔

ضیغم.... وہ اس تک پہنچ گیا....

اس کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو لہو نہیں۔

اسے معلوم ہے کہ دعا اس کی بیٹی ہے... ایک طرف اس کے دل کو سکون آیا کہ دعا محفوظ ہے۔

جبکہ دوسری طرف اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔

وہ آبرو اور کاشان کو نظر انداز کرتی لڑکھڑاتے قدموں پہ باہر چل دی اور پھر بس اسٹینڈ کی طرف بڑھنے لگی۔

جیسے جیسے اس کے حواس قائم ہو رہے تھے پریشانی کی جگہ غصہ لینے لگی۔

وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا کس حق سے وہ اب دعا کو لے کر گیا تھا۔

غصہ سے خون کی روانگی پھر سے تیز ہوئی تھی۔

ضیغم اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تھا وہ اس کی چھوٹی سی بچی اس سے جدا نہیں کر سکتا۔

سر کیا میں اسے فائینل کر دوں....

ہاں اور صدیقی صاحب کو کہو کہ جو رپورٹ بنانے کا ان سے کہا تھا وہ اب مجھے چاہئے...

جی... سر... بہتر۔

ضیغم نے سر کے اشارے سے اسے جانے کا کہا جب اس کے آفس کے باہر سے شور سنائی دیا۔

میڈیم... آپ ایسے بنا اپنا ٹنمنٹ کے نہیں جاسکتی... رکیں...

میڈیم رک جائیں...

دفع ہو جاو میرے راستے سے ورنہ تمہارے صاحب کے ساتھ تمہیں بھی مار دوں گی۔

عنایہ کی آواز میں جلال تھا وہ اب ایک ماں تھی جس سے اس کی اولاد کو دور کیا گیا تھا۔

ضیغم اس کی آواز سن کر مسکرا پڑا۔

جیسے اس نے سوچا تھا سب ویسے ہی ہو رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور اپنے کوٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔

اسے آنے دو....

جی سر....

اس کا مینجر سر ہلاتے ہوئے جلدی سے چلا گیا۔

www.urdu novels mania.com

کچھ لمحے بعد اس کا دروازہ کھلا اور عنایہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

اس نے ضیغم کے منہ پہ اپنا نشان چھوڑنا چاہا لیکن اس نے عنایہ کا ہاتھ فضا میں ہی تھام لیا۔

آٹھ ماہ سات دن اور نو گھنٹے....

وقت بدلا ہو گا لیکن ضیغم عباس ابھی بھی کسی کو اتنی اجازت نہیں دیتا۔

اس نے عنایہ کو جھٹکے سے چھوڑا تو وہ اس سے کچھ قدم پیچھے ہو گئی۔

وہ مشتعل لہجے میں اس سے گویا ہوئی آنکھیں انکارے برسا رہی تھیں۔

میری بیٹی کہاں ہے ضیغم... مجھے دعا واپس کرو...

اس نے مٹھی میں پکڑا کاغذ اس کی طرف پھینکا۔

www.urdu novelsmania.com

دعا.. آئی لائک اٹ۔

ضیغم.... وہ اس کی مسکراہٹ پہ جھلس گئی تھی اور زور سے چیخی۔

میری بیٹی مجھے دعا واپس کرو تم اسے مجھ سے دور نہیں کر سکتے...

دور... میں نے کب اسے تم سے دور کیا... وہ اپنے باپ کے گھر ہے اور تمہیں بھی وہیں ہونا چاہئے۔
تم خود وہاں سے گئی تھی کسی نے نکالا تو نہیں۔

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا اطمینان سے کہنے لگا۔

وہ گھر جہاں تم نے مجھے بے عزت کیا... مارا پیٹا وہ گھر... تھوکتی بھی نہیں میں اس جگہ پہ۔

اور میری بیٹی مجھے لوٹا دو... اسے میری ضرورت ہے۔

اس کو ایک باپ کی بھی ضرورت ہے... تم نے مجھ سے اس کی زندگی کے اہم لمحے چھین لئے میں مزید ایسا نہیں
ہونے دوں گا۔

اگر تمہیں دعا چاہئے تو میرے ساتھ اس گھر میں رہنا ہو گا۔

اب کی بار وہ بھی مشتعل ہوا تھا۔

کبھی بھی نہیں میں اسے لے جاؤں گی...

اچھا... کوشش کر لینا۔

وہ تمسخرانہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اس کی آنکھوں سے پھر سے پانی بہنے لگا تھا۔

میں تم پہ کیس کروں گی ضیغم... عدالت کبھی بھی اس کے جتنی چھوٹی بچی کو اس کی ماں سے الگ نہیں کرے گی۔

www.urdu novelsmania.com

وہ اب سرخ آنکھیں لئے اس کی طرف بڑھا۔ اور اس کا جڑہ دبوچ لیا۔

کیس... خوشی سے کرو کیس...

اور جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ تمہاری وجہ سے دعا مرتے ہوئے بچی تو تب فیصلہ کس کے حق میں ہو گا۔

اس کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔

عنایہ کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ یہ بات کیسے جانتا تھا۔

وہ... وہ ایک.. غل... غلطی تھی ضیغم۔

مم... میں اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا کبھی نہ... نہیں کروں گی...

وہ ہکھلانے لگی تھی۔ لفظ مشکل سے ادا ہو رہے تھے۔ اسے دعا کا بے جان ہوتا وجود ایک دم یاد آیا تھا۔

www.urdu novels mania.com

ت... تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ پلیز... مت کرو۔

وہ اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر رونے لگی تھی۔

دعا میرے پاس ہے تمہیں اس کی زندگی میں شامل ہونے سے کوئی نہیں روک رہا۔ لیکن میں اسے تمہیں نہیں سوچوں گا۔

وہ اس کے آنسو صاف کرتا کہنے لگا۔

عنایہ اس سے ایک دم دور ہوئی آخر کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ ایسا کیوں...

تمہیں تو مجھ سے اولاد چاہیے بھی نہیں تھی تم تو اسے پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دیتے...

وہ ایک دم چیخ اٹھی... عنایہ کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا۔

www.urdu novelsmania.com

ضیغم حیرانگی سے ادے دیکھنے لگا۔

تم... تم پاگل ہو گیا... میں اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کروں گا۔ جس شخص نے اپنے بھائی کے لئے اتنا کچھ کیا وہ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے کیا۔

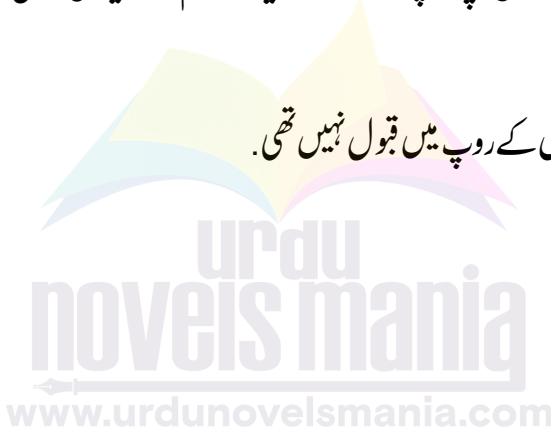
اس کی بات نے عنایہ کو گنگ کر دیا دیا۔

وہ اب تشویش سے اسے دیکھنے لگی۔

جب میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر میں پریگنٹ ہوں تو۔

تب تم نے صاف لفظوں میں اس بچے کو اپنانے سے انکار یا اسے ختم کر دینے کی دھمکی دی تھی۔

کیونکہ تمہیں میں اس کی ماں کے روپ میں قبول نہیں تھی۔



وہ چیخ اٹھی تھی۔

آواز آہستہ رکھو عنایہ۔

اور مجھے نہیں یاد ایسا کچھ بھی..

عنایہ اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

اوہ میرے والد... اسے واقعی میں کچھ یاد نہیں تھا کہ اس نے ایسا کہا۔
 کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو ضیغم....
 تم نے اتنی بے دردی سے...

بس کرو عنایہ... مجھے نہیں یاد کہ میں نے ایسا کچھ کہا۔

اگر کہا بھی ہو تو وہ غصہ میں تمہیں درد دینے کے لئے کہ دیا ہو گا۔

میں کبھی اپنی اولاد کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

اسی لئے تمہیں واپس آنے کا کہ رہا ہوں۔

دعا میرے وجود کا حصہ ہے... وہ میرے ساتھ رہے گی۔

تم اپنا فیصلہ کرنے کے لئے آزاد ہو۔

وہ دروازہ کی سمت اشارہ کرتا اپنی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

وہ مرے ہوئے قدم اٹھاتی وہاں سے چل دی۔
وہ ایک بار پھر بار گئی تھی۔

...

وہ اس کے بارے ہوئے وجود کو دیکھتے ہوئے خود بھی تکلیف میں تھا۔

اس نے عنایہ کو محبت سے اپنی طرف راغب کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

لیکن جب معلومات حاصل کیں کہ وہ اسی کی بیٹی ہے تو ضیغم کو بہت دکھ ہوا۔
عنایہ نے اسے اپنی ہی اولاد کے لمس سے محروم رکھا۔

www.urdu novelsmania.com

وہ باپ تھا اس کا... حق رکھتا تھا دعا کو جاننے کا۔

اسے پہلی بار اپنی گود میں لینے کا... اسے پہلی بار دیکھنے کا لیکن وہ اس سب سے محروم رہ گیا۔

لیکن اب اس کا ارادہ اور پختہ ہو گیا۔

تبھی اس کے ماتحت نے دعا کے سانس رکنے کے بارے میں بتایا۔
عنایہ اسے فیڈ کرواتے ہوئے سو گئی تھی اس وجہ سے اُس کا دم گھٹ گیا۔

اس کے بعد وہ ایک لمحے بھی اسے اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اسے عنایہ پہ شک نہیں تھا ہاں غصہ ضرور آیا لیکن وہ تنہا اسے نہیں سنبھال سکتی تھی۔

وہ اسے معاف کرنے میں نجانے کتنا وقت لیتی۔

اسے خوف تھا کہ دوبارہ کوئی حادثہ ہوا تو...
پھر اس کے لئے بھی دعا سے دور رہنا مشکل تھا۔

اسی لئے اس نے یہ راستہ اپنایا۔

عنایہ اپنی بیٹی کے لئے مجبوراً اس کے ساتھ رہتی۔

لیکن وہ مطمئن تو رہتا اور پھر اسے بھی منانے کی کوشش کرتا۔

اک دن وہ مجھے ضرور معاف کر دے گی...

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتا سوچنے لگا۔

رات تک جب وہ واپس پہنچی تو آبرو اور کاٹان ابھی بھی وہیں موجود تھے۔

عنایہ کہاں چلی گئی تھی تم...

ہم کب سے تمہیں کال کر رہے ہیں... دعا کا کچھ پتا چلا... اگر نہیں تو اب پولیس کے پاس چلنا چاہیے...

کاٹان اسے دیکھتے ہی بولنے لگا جبکہ آبرو شرمندہ سی دکھ رہی تھی۔
www.urdu novelsmania.com

وہ چہرے سے آنسو صاف کرنے لگی۔

وہ ٹھیک ہے... اپنے باپ کے ساتھ ہے۔

اس نے بمشکل وہ لفظ ادا کئے۔

ضیغم دوسری بار اس کی زندگی تباہ کر رہا تھا۔

تم لوگ جاؤ... پریشان کرنے کے لئے میں معذرت کرتی ہوں۔

وہ اکیلا رہنا چاہتی تھی

آبرو کچھ کہنے لگی لیکن کاٹھان نے اسے خاموش کروادیا۔

کچھ دیر بعد وہاں سے چلے گئے۔

وہ رات اس نے بہت مشکل سے گزاری تھی۔

ساری رات وہ دعا کے لئے تڑپتی رہی اور آئندہ کالائچہ عمل ترتیب دیتی رہی۔

اس نے ضیغم پہ کیس کرنے کا سوچا تھا۔

جو بھی ہو اسے کوشش تو کرنی چاہیے...

عدالت اسے ضرور سمجھے گی۔

اسے شدت سے اگلی صبح کا انتظار تھا۔

اگر ضیغم نے اس کی زندگی میں مداخلت ناکہ ہوتی تو اس وقت وہ دوسرا پیپر دے رہی ہوتی۔

اگلی صبح ہوتے ہی وہ بینک کے لئے نکل پڑی۔

اس کا ارادہ پیسے نکلو کر فوراً کوئی بہترین وکیل کی خدمات حاصل کرنے کا تھا۔

اس کا بس چلتا تو آج ہی کیس کروا کر فیصلہ بھی کروا لیتی۔

جب بینک پہنچ کر پیسے نکوانے چاہے تو اسے معلوم ہوا اس کا اکاؤنٹ خالی ہے۔
ک... کیا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے... پچھلے مہینے تو اس میں پینتیس لاکھ موجود تھے وہ کہاں گئے...

www.urdu novels mania.com

میم آپ نے پچھلے ہفتہ تمام پیسے نکوائے ہیں۔

کیا... بکو اس ہے...

وہ مزید بولتی اس سے پہلے اس نے آنکھیں میچ لیں۔

ضیغم...

وہ دانت پلستی بینک سے نکل آئی۔

وہ اسے پہلے کی طرح بے بس کر رہا تھا۔

تب انیقہ بیگم کو استعمال کیا اور اب دعا...

اس کے پاس ضیغم کی بات ماننے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔

لیکن وہ اس سے ہارنے والی نہیں تھی۔

کام کافی تیزی سے مکمل ہو گیا... مجھے اس کی امید نہیں تھی۔

وہ ناشتہ کرتے ہوئے اپنی والدہ سے بات کر رہا تھا۔

سمینہ بیگم نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اتنے عرصے بعد تمہارے چہرے پہ پھیلی یہ مسکراہٹ دیکھ کر میں کتنی پرسکون ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے
ضیغم....

وہ ان کی بات سن کر خیف سا مسکرا دیا۔

میں بھی بہت خوش ہوں... اور اس کی وجہ دعا ہے۔
گزرے ہوئے چند مہینے میرے لئے بہت مشکل تھے۔ اپنوں کے راز افشاں ہوئے اور اب مجھے کئی غلطیاں
سدھارنی ہیں...

وہ کھویا سا کہنے لگا۔

سمینہ بیگم نے اس کا ہاتھ دبایا ضیغم اپنے خیالات کی دنیا سے نکلا تو محسوس ہوا وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں۔
آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں...
وہ کافی کے گھونٹ بھرتا کہنے لگا۔

ضنیغم... میں دعا کے اس گھر میں آنے سے جتنا خوش ہوں تم نہیں جانتے... لیکن وہ چند ماہ کی بچی ہے اسے اپنی ماں کی ضرورت ہے...

میں اور اس کی نینی سارا دن ساتھ تھے پر وہ اپنی ماں کو تلاش کرتی ہے ضنیغم... یہ ظلم مت کرو...

امی... وہ میرا خون ہے... میں اچھے سے سمجھتا ہوں اس کی ضروریات اور آپ گھبرائیں نہیں آج شام تک اس کی ماں اس کے ساتھ ہوگی۔

وہ کافی ختم کر تا اٹھ کھڑا ہوا۔

ابھی اندرونی گیٹ تک ہی پہنچا تھا جب مخالف سمت سے کسی کو آتے ہوئے دیکھا۔

www.urdu novelsmania.com

ایک چھوٹا سا بیگ کندھے پہ ڈالے وہ کافی گھبرائی ہوئی دکھتی تھی۔

آنکھیں مسلسل رونے سے سرخ اور سوزش کا شکار تھیں.. لگتا تھا وہ ساری رات روتی رہی ہے۔ >
ابھی بھی انہی کپڑوں میں ملبوس تھی۔

ضنیغم کو اس کی حالت دیکھ کر کافی دکھ ہوا لیکن یہ وقتی سختی بھی لازمی تھی۔

تم میری امید سے پہلے ہی پہنچ گئی۔

وہ اپنی مہنگی گھڑی کو دیکھتا ہوا کہنے لگا۔

میری بیٹی کہاں ہے...

وہ درشت لہجے میں کہنے لگی۔ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ وہ اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔

تمہارا مطلب ہماری بیٹی....

دعا کہاں ہے... ضیغم...

امی....

وہ اس کا جواب دینے کی بجائے سمینہ بیگم کو آواز دینے لگا۔

سمینہ بیگم اس کی آواز سن کر ناشتہ کی ٹیبل سے اٹھ آئیں۔

کیا ہوا اب....

وہ مزید کچھ کہتیں اس سے پہلے نظر عنایہ کی طرف گئی اور وہ خاموش ہو گئیں۔

امی عنایہ کو دعا کے پاس لے جائیں۔

یہ کہ کرو وہاں رکا نہیں بلکہ باہر کی طرف چل دیا۔

عنایہ نے ایک نفرت بھری نظر اس کی طرف اچھالی تھی۔

کیسی ہو تم بیٹا....

وہ چہرے پہ تبسم لئے اسے پوچھنے لگیں... لیکن عنایہ کو ابھی صرف اس کی بیٹی چاہیے تھی۔

مجھے دعا کے پاس لے جائیں۔

اس کا چہرے پہ کچھ تھا تو صرف اپنی بیٹی کے لئے پریشانی جسے وہ سمجھتے ہوئے عنایہ کو اپنے ساتھ لے کر چل

دیں۔

یقین مانو.. میں نے ضیغم کو بہت سمجھایا کہ دعا کو ایسے نہیں لانا چاہیے تھا لیکن وہ جب اپنی ضد پر آجائے تو سنتا ہی نہیں۔

وہ تاسف سے کہنے لگیں۔ لیکن عنایہ ان سنا کر کے ان کی تقلید میں ضیغم کے کمرے میں آگئی۔

وہاں دعا تو نہیں تھی لیکن کچھ غیر معمولی تبدیلی اس نے بخوبی محسوس کی۔

جہاں پہلے اس کی فیملی فوٹوز تھیں وہاں اب اس کی اور دعا کی تصاویر چپاں تھیں۔

ایک تصویر میں وہ تینوں اکٹھے تھے شاید وہی تصویر خود سے بنائی گئی تھی کیونکہ ایسے تو وہ کبھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔

اس تصویر کو دیکھ کر ایک عجیب سا احساس ہوا تھا اسے جسے وہ فوراً دبا گئی۔

باقی تصاویر اس کی اور دعا کی تھیں جو کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے چھپ کر پھینچی ہوں۔

عنایہ نے خود کو ان تصاویر کے حصار سے نکالا۔

ضیغم کے کمرے کے ساتھ اٹیچ سیٹنگ ایریا سے دعا کے رونے کی آواز آرہی تھی۔>

وہ تیزی سے اس طرف گئی تو ایک درمیانی عمر کی خاتون اسے گود میں لئے دودھ پلانے کی کوشش کر رہی تھی دعا... میری بچی...

عنایہ نے اسے فوراً ہی اس خاتون کی گود سے چھین لیا اور اس کے چھوٹے سے چہرے کے بوسے لینے لگی۔>

اسے دیکھ کر جیسے عناکے دل کو سکون مل گیا ہوا اور پھر اس کی بھوک کو ختم کرنے کے لئے فیڈ کرنے لگی۔

ننھی دعا بھی اس کے مانوس لمس سے کچھ ہی دیر میں خاموش ہو گئی۔
www.urdu novelsmania.com

جب وہ سکون سے فیڈ کرنے لگی تو عنایہ تب سے پہلی بار اپنے اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

ضیغم نے اس سیٹنگ ایریا اور نرسری روم میں بدل دیا تھا۔

دیواروں پہ پنک اور پر پل رنگ کا پینٹ تھا اسی طرح چھت کو مصنوعی چاند اور ستاروں سے سجایا گیا تھا۔

دیواروں پہ مختلف کارٹون کیریکٹر بنائے گئے تھے۔

کمرے کے ایک سائیڈ پہ صوفہ تھا اور کھڑکی کے سامنے راکنگ چیئر موجود تھی۔

وہ اس راکنگ چیئر پہ جا کر بیٹھ گئی۔

وہ عورت اور سمینہ بیگم ان دونوں کو وہاں چھوڑ کر جا چکے تھے۔

اسی طرح ایک طرف دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا لٹری کادبہ تھا جس میں شاید اس کے لئے کھلونے تھے۔

بلا سبہ وہاں ہر وہ چیز موجود تھی جو کہ کوئی بھی ماں باپ اپنی اولاد کے لئے خواہش کرتا ہو گا۔

www.urdu novels mania.com

اس نے ایک ہی دن میں یہ کمرہ نرسری میں کیسے بدل لیا...

وہ یہ سوچنے لگی جب اسے وہ تصاویر یاد آئیں۔

نہیں وہ یہ تیاری بہت لمبے سے کر رہا تھا۔

عنایہ کے لئے ابھی بھی یہ قبول کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ صیغم نے دعا کو دھتکارنے کی جگہ اسے فوراً قبول کر لیا۔

اور ناک قبول کیا بلکہ اس سب تیاری سے تو لگ رہا تھا کہ وہ جوش بھی ہے

کیا واقعی اس نے تب وہ سب صرف غصہ کی حالت میں کہا تھا محض اسے تکلیف دینے کے لئے۔

اس پہ یقین لانا مشکل تھا۔ لیکن ابھی وہ جو دیکھ رہی تھی وہ بھی تو سچ تھا۔

وہ آدھا گھٹنے تک دعا کے ساتھ کھیلتی رہی پھر وہ سونے لگی تو اسے لٹا دیا اور خود اس کے پاس ہی کھڑی ہو گئی۔

وہ اس کے سر پہ پیار کرنے لگی جب وہی عورت وہاں دوبارہ آئی۔

آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے۔

عنایہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے نا ہی وہ یہاں جان پہچان بنانے آئی تھی بلکہ وہ یہاں صرف تب تک موجود تھی جب تک وہ فرار کا کوئی اچھا موقع تلاش نہ کر لیتی۔

عنایہ کی بے رخی پر وہ کچھ دیر بعد پھر گویا ہوئی۔

میں دعا کی نینی ہوں... کل سے دعا میرے پاس ہی تھی آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں اس کا اچھے سے خیال رکھوں گی آپ آرام کر لیں...

عنایہ تو آنکھیں پھیلانے سے دیکھنے لگی۔
کیا... کیا کہا تم نے... نینی...

وہ اس طرح غصہ سے بولی کہ مقابل بھی پریشان ہو گیا۔

دعا اس کی تیز آواز سے کسمپائی تو عنایہ خود پی ضبط کرنے لگی ویسے بھی اس پہ چلانے کا کیا فائدہ تھا۔

آپ... آپ جائیں... دعا کی ماں زندہ ہے اسے کسی نینی کی ضرورت نہیں....
لیکن...

پلیز جائیں...

اب کی بار وہ ضبط کا مظاہرہ کرتی کہنے لگی تو وہ بھی وہاں سے چلی گئی۔

صبح سے شام تک وہ وہیں رہی۔ جب تھک جاتی تو صوفے پر لیٹ جاتی اس دوران سمینہ بیگم اکثر آتیں اور دعا سے کھیلتی رہتیں۔

دعا بھی ان کے ساتھ کافی خوش لگتی۔ اس کا دل کرتا کہ وہ اسے چھین لے لیکن خاموش رہتی آخر ان کا رشتہ بھی ایسا تھا۔

انہوں نے بھی اسے کئی بار آرام کا کہا لیکن وہ ہر بار بے رخی کا مظاہرہ کرتی۔

اس کے دل میں ایک عجیب خوف بیٹھ چکا تھا کہ اگر دعا اس کی نظروں سے ذرا بھی او جھل ہوئی تو وہ اسے دعا سے ہمیشہ کے لئے دور کر دیں گے۔

رات کو جیسے ہی وہ گھر آیا اور عنایہ نے زسری کے کھلے دروازے سے اسے دیکھا وہ غصہ سے اس کی طرف بڑھی۔
کیا تم میرا استقبال کرنے آئی ہو....
وہ ٹائی کو اتارتے ہوئے کہنے لگا۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

قسط نمبر 24

تم نہایت گھٹیا انسان ہو میں اچھے سے جانتی تھی لیکن تم دعا کے ساتھ یہ کرو گے مجھے امید نا تھی۔
اپنا کوٹ اتارتے ہوئے ضیغم کے ہاتھ ایک دم تھمے اور وہ اس کی جانب پلٹ گیا
ہاں میں ایک برا انسان ہوں لیکن دعا کے ساتھ کچھ غلط کرنے کا میں کبھی نہیں سوچ سکتا۔

www.urdu novels mania .com

وہ پیشانی پہ بل لاتے ہوئے قدرے سلجھے لہجے میں کہنے لگا۔
تم نے دعا کو مجھ سے چھین کر کسی انجان عورت کی جھولی میں پھینک دیا یہ کیا ہے... جیسے کہ وہ کوئی یتیم بے اسرا
ہو....

عنایہ....

اس کی آواز ایک دم تیز ہوئی تھی۔ لیکن پھر خود پہ ضبط کرنے لگا۔

نا تو وہ یتیم ہے نا ہی بے آسرا سمجھی۔

اور وہ عورت اپنے کام میں بہترین ہے۔ تم سے چھین کر دے گا تو اس کی گود میں نہیں ڈالا بلکہ تمہاری مدد کرے گی وہ۔۔

وہ اپنی بات مکمل کر کے پلٹ گیا اور پھر ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا

عنایہ بھی اس کی پیچھے چل دی

مجھے اپنی اولاد کو سنبھالنے کے لئے کسی کی ضرورت نہیں

شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے ضیغم کے ہاتھ وہیں تھم گئے

ہاں... کتنا دھیان میں اچھے سے جانتا ہوں... نا چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ طنزیہ ہوا تھا۔

عنایہ اپنا ہونٹ چبانے لگی۔

امی مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو گئی تھیں میں اکیلی تھی اور.....

نہیں عنایہ تم بھی اکیلی نہیں تھی تم نے اکیلے رہنے کو خود فوقیت دی تھی۔

آخری بار جب ہماری بات ہوئی تو تم نے قبول کیا کہ تم نے اپنے فائدہ کی وجہ سے مجھ سے شادی کی.... ہم دونوں میں سے کوئی بھی معصوم نہیں۔

اگر میں انا پرست ہوں تو تم بھی خود پرست ہو۔

اب اگر تم میرے راستے سے ہٹو گی تو میں کپڑے تبدیل کر لوں...
وہ اس کے منجمد وجود کا فائدہ اٹھاتا سامنے آکھڑا ہوا اور اس کے بال کان کے پیچھے اڑنے لگا۔

عنایہ یکدم ہوش میں آئی اور راستہ سے ہٹ گئی۔

تم جو مرضی کہو لیکن میں اسے دعا کے قریب نہیں آنے دوں گی سبھی۔

وہ اس کی پشت سے چلاتی ہوئی دوبارہ برسری میں چلی گئی جہاں دعا کاٹ میں سے اسے دیکھ رہی تھی اور پھر اپنے ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔

وہ نائٹ ڈریس پہن کر دعا کے پاس گیا تو عنایہ خود بھی پاس ہی صوفے پر لیٹی تھی اسے دیکھ کر اٹھ گئی۔

تم یہاں کیوں موجود ہو... کمرے میں چل کر سو جاؤ۔

وہ دعا کو محبت سے دیکھتا اس کے سر کا بوسہ لینے لگا تو وہ خوشی کا اظہار کرتی آوازیں نکالنے لگی۔

ضیغم نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔
www.urdu novelsmania.com

عنایہ کے لئے یہ منظر انتہائی عجیب تھا وہیں کہیں دل کے کسی کونے میں ایک خوشی بھی تھی کہ وہ اس کی طرح بنا باپ کے نہیں پلے گی۔

والد کا شفقت بھرا ہاتھ سر پہ ہونا کتنا اہم ہوتا ہے وہ اچھے سے جانتی تھی۔

وہ غور سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ دعا اس کے کندھے پہ سر رکھے انگوٹھا منہ میں لئے تھی۔
تم تھک گئی ہو... اور لگتا ہے کہ کل رات بھی نہیں سو پائی چلو اب اٹھو..
وہ اب پھر عنایہ سے مخاطب تھا۔

میں یہاں مجبوری کے تحت رک رہی ہوں... خوشی سے نہیں جو کہ تمہارے کمرے میں چلی جاؤ۔
اگر یہ مجبوری ہی ہے تو کمرے میں بھی مجبوری کے تحت چلی جاؤ۔

وہ بھی کہاں ہار ماننے والا تھا۔
www.urdu novelsmania.com

میں یہیں ٹھیک ہوں... اور تمہارے کمرے میں تو کسی صورت نہیں رہوں گی۔

کیا تمہیں کمرے سے مسئلہ ہے یا میری موجودگی سے

وہ ابرو اچکا تا ہوا پوچھنے لگا۔ تو عنایہ اپنا رخ پلٹ گئی۔

ٹھیک ہے تم گیٹ روم میں چلی جاوا اگر خود کا خیال نہیں رکھ پاؤ گی تو اس کا اثر دعا بھی لے گی۔

تمہیں اس سے کیا... اور میں دعا کو یہاں چھوڑ کر گیٹ روم نہیں رکوں گی۔

وہ اسے ضیغ سے پھینکنے کی غرض سے بڑھی لیکن اس نے دعا کو عنایہ کی پہنچ سے دور کر دیا۔

ایک لمحے کے لئے اس کا دل کیا کہ عنایہ کو اسی کی طرح جواب دے۔ لیکن اس نے خود سے اس راہ پر نہ چلنے کا وعدہ کیا تھا۔

اور اب تو داو پہ عنایہ کے ساتھ دعا بھی تھی۔
ٹھیک ہے تم اس کمرے میں رک جاؤ میں گیٹ روم چلا جاتا ہوں۔
www.urdu novelsmania.com

وہ چہرے کے زاویہ بگاڑے اسے دیکھنے لگی کہ اب یہ کیا چال ہے۔

لیکن وہ دعا کا بوسہ لیتے ہوئے اسے تھما کر کمرے میں چلا گیا۔

ایک بیگ میں اپنے کپڑے ڈالے اور پھر اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے وہاں سے چل دیا
اگر چاہو تو دروازہ لاک کر لینا...

عنایہ بند دروازے کو دیکھتی رہی کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔
نا تو گردن دبوچی اور نا ہی ہاتھ اٹھایا اس کے چہرے پہ پریشانی واضح دکھائی دیتی تھی

یقیناً یہ اس کا کوئی نیا حربہ تھا۔
وہ یہ سوچ کر دعا کو دوبارہ کوسلانے لگی

اگلی صبح اس کی آنکھ کچھ دیر سے کھلی۔
اس نے دیکھا تو گھڑی نو بج رہی تھی

وہ پریشان ہوتی زسری کی طرف بڑھی لیکن وہ سکون سے سو رہی تھی۔

اور ضیغم بھی کچھ فاصلہ پر موجود تھا۔

تم گہری نیند میں تھی اور میں نے دعا کو بے بی مانیٹر پہ روتے ہوئے سنا اس لئے آگیا

وہ شاید آفس جانے کے لئے تیار تھا۔

اسے بھوک لگی تھی تو میں نے فیڈر بنا کر پلا دیا۔
تم نے....

وہ ملے جلے تاثرات سے پوچھنے لگی

اس کی حیرت یہ وہ متذذب کا شکار ہوا



کیوں... کیا میں نہیں بنا سکتا

امم...

یہ ایک حیرانی کی بات ہے بس اسی لئے۔

وہ اس کی بات کا جواب دیئے بغیر پلٹ گیا اور وہاں سے جانے لگا۔

کوثر صاحبہ آئیں تو اسے تنگ مت کرنا عنایہ وہ دعا کے لئے ہی اس گھر میں موجود ہے۔ اور انہیں مالی مدد کی ضرورت ہے۔

مجھے امید ہے تم ان کا روزگار ان سے نہیں چھینو گی۔

وہ رخ پلٹ گئی لیک اس کی بات بہت غور سے سن رہی تھی۔

آج اس کا ارادہ دعا کو یہاں سے لیجانے کا تھا۔

شام ہونے کو تھی اور اسے نہیں پتا تھا کہ ضیغم کب واپس آتا ہے۔

www.urdu novels mania.com

لیکن اس نے ہر چیز سوچ رکھی تھی۔

سمینہ بیگم ہمیشہ کی طرح قبیلہ کے بعد اب کچن میں ملازمین کو ہدایات دے رہی تھیں جب کہ عنایہ دعا کو اٹھائے کان میں ٹہل رہی تھی۔

کوڑکو تو اس نے ڈانٹ ڈبٹ کر وہاں سے روانہ کر دیا تھا اور اب نظر صدر دروازے پہ مرکوز تھی۔
ان کی آزادی کے راستے میں صرف وہ چوکیدار ہی تھا۔

اچانک گھر کے اندر سے شور پیدا ہونے لگا جس کی آواز عنایہ اور اس چوکیدار نے بھی بخوبی سنی تھی۔

عنایہ نے بڑی محنت سے ضیغم کے با تھروم کا دالو توڑا تھا اور اب پانی کمرے میں پھیلنے لگا تھا۔
چوکیدار اس آواز کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اندرونی دروازے کی طرف بڑھائیں اسی موقع کی تلاش میں تو وہ
کب کی وہاں ٹھہل رہی تھی۔

وہ تیزی سے چلتی صدر دروازے کی جانب بڑھی اور اسے کھولنے لگی لیکن وہ نہیں کھلا۔

اب وہ دعا کو لے کر چوکیدار کے کیمین کی طرف گئی لیکن اس کی بری قسمت بنایا سورڈ کے وہ صدر دروازہ نہیں
کھول سکتی تھی

وہ کسی بھی وقت واپس آجاتا اس لئے اس نے کچھ سوچتے ہوئے پاسورڈ میں ضیغم کے والد کا نام لکھا۔
کچھ ہی سیکنڈز میں صدر دروازہ کھلنے لگا۔

وہ یقین نہیں کر پار ہی تھی کہ اس نے جو ساچا وہی صحیح پاسورڈ تھا۔

ضیغم کو اس سے بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔
وہ یہ سوچتے ہوئے کین سے باہر نکلی لیکن پھر اسے احساس ہوا کی دروازہ اس کی وجہ سے نہیں بلکہ ضیغم کی وجہ سے کھلا ہے۔

وہ کس شان بے نیازی سے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پورچ میں داخل ہوا تھا اور عنایہ اپنے دانت پیس کر رہ گئی۔

میرے ساتھ چلو...

وہ اسے بازو سے پکڑتے واپس لے جا رہا تھا۔

پکڑ میں مضبوطی ضرور تھی لیکن وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے رہا تھا دعا کو بھی وہ عنایہ سے لے چکا تھا۔
ابھی وہ صدر دروازہ کھولنے ہی والا تھا جب غلط پاسورڈ کے ساتھ عنایہ کی تصویر اسے نوٹیفکیشن میں موصول ہوئی۔
ضیغم کو یقین تھا وہ فرار کی کوشش کرے گی اسی لئے پہلے سے تمام انتظامات کر رکھے تھے۔
چھوڑو مجھے....

وہ اس کے ساتھ چلتی قدرے محتاط انداز میں کہنے لگی۔

کوثر...

اس کی بلند آواز سے دعا کی نینی کہیں سے بھاگتی ہوئی آئی اور ضنیغم دعا کو اس کے حوالے کرتا زسری میں لیجانے کا حکم سنانے لگا۔

عنایہ نے اسے واپس لینا چاہا تو ضنیغم نے اسے پھر سے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

چھوڑو مجھے... تمہیں لگتا ہے تم مجھے یہاں روک سکتے ہو... کبھی بھی نہیں

وہ پھر سے غصہ میں بولی تو ضنیغم کو ٹوکنا اشارہ کرتے خود عنایہ کو قریبی کمرے میں کھینچ لے گیا اور دروازہ بند کر دیا میں کبھی بھی تمہیں تمہارے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ دعا میری ہے بس میری تم ہمیں یہاں نہیں روک پاو گے

اس نے عنایہ کو دونوں شانوں سے تھاما اور اپنے قریب کیا۔
چھوڑو مجھے... وہ پھر سے چیختی تھیں۔

میں جانتا ہوں کہ تمہیں یہاں روکنا ناممکن ہے لیکن یہ ضرور چاہتا ہوں کہ تم اپنی مرضی سے یہاں رک جاو۔

وہ اس کی بات پہ ہنس پڑی اور خود کو ایک جھٹکے سے آزاد کر وایا

تم نے جو کچھ کیا اس سب کے بعد تمہیں لگتا ہے میں یہاں ایک لمحے بھی رکوں گی

مجھے یقین ہے تم اپنے لئے نہیں تو دعا کے لئے اس رشتے کو ایک اور موقع ضرور دو گی
رشتہ... کون سا رشتہ.... جو صرف کاغذات تک محیط ہے...

وہ پھر سے بگڑی تھی

تم جانتی ہو کہ ہماری شادی کن حالات میں ہوئی... اور میں ہمارے نکاح کی بات کر رہا ہوں جو مکمل شرعی طریقہ
سے ہونا کہ کسی معاہدے کا ذکر...

مجھ پہ ہاتھ اٹھا کر... مجھے مرنے کے لئے چھوڑ کر تمہیں یہ شرعی رشتہ یاد آ رہا ہے..

اس کی آواز رندھ گئی تھی. آنکھوں میں نمکین پانی چمکنے لگا تھا.

میں شرمندہ ہوں عنایہ... مجھے میری غلطی سدھارنے کا موقع دو... میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ میں بدل چکا
ہوں پلیز...

وہ کچھ کہنے لگی تھی لیکن اس کے اعتراف اور پھر معذرت پہ خاموش ہو گئی.

وہ یقین نہیں کر پار ہی تھی کی ضیغم عباس اس سے معافی مانگ رہا ہے۔

ضیغم اسے حیرت میں مبتلا پا کر مزید بولنے لگا۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے بابا کی وفات کی بات شدید غصہ کا مسئلہ رہا۔

اور جب تم میری زندگی میں آئی تو میں نے تمہیں قصور وار بنا کر تشدد کا نشانہ بنایا۔

لیکن میں سب ٹھیک کر دینا چاہتا ہوں پلیز... تم جان جاو گی کہ میں پہلے جیسا نہیں رہا لیکن اس کے لئے تمہیں یہ فرار کی سوچ نکالنی ہو گی۔

وہ ابھی بھی اسی حیرانگی میں تھی لیکن پھر خود کو سنبھالنے لگی۔

تم کہتے ہو کہ تم بدل گئے لیکن اس کے باوجود دعا کو اغواء

www.urdu novels mania.com

کیا اور مجھے یہاں آنے پی مجبور...

اگر تم معافی کے طلب گار تھے تو ایسا نہیں کرتے۔

تم خود ہی بتاؤ مجھے اگر میں تمہارے سامنے اچانک آجاتا اور کہتا کہ مجھے معاف کر دو میں شر مندہ ہوں اور تم دونوں کو اپنی زندگی میں چاہتا ہوں تو کیا تم مجھ پہ یقین کرتی؟

بلکل نہیں بلکہ میں تمہارا سر بھاڑ کر وہاں سے فرار ہو جاتی۔

عنائیہ شدت جذبات سے کہنے لگی تو وہ مسکرا پڑا۔

اسی لئے مجھے تمہیں مجبور کرنا پڑا۔

وہ اپنی بات ختم کرنے کے انداز میں کہنے لگا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

جب سے تم آئی ہو کیا میں نے تمہیں کوئی تکلیف دی...

وہ صحیح کہ رہا تھا عنائیہ نے بھی اس میں تبدیلی کو نوٹ کیا تھا اگر وہ وہی پہلا ضیغم ہوتا تو اب تک کئی بار ہاتھ اٹھا چکا ہوتا۔

لیکن پھر بھی اس پی یقین کرنا مشکل تھا۔

میں تم پہ کیسے یقین کروں ضیغم... تم نے مجھے خود پہ یقین کرنے کے لئے کچھ نہیں دیا۔

میں جانتا ہوں کاش کوئی ایسا راستہ ہوتا کہ میں تم پی اپنی نیک نیتی ثابت کر پاتا۔

وہ اس کار خسار نرمی سے چھوٹا ہوا کہنے لگا۔

کب اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا عنایہ کو احساس تک نا ہوا۔

اس کا لمس محسوس کرتے ہی اس اپنا چہرہ اس سے دور کر لیا اور پھر ایک زوردار آواز کمرے میں گونجی جسے سن کر وہ دونوں ایک لمحے کے لئے وہیں تھم گئے۔

عنایہ نے ضیغم کی گال پہ ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔

وہ آنکھیں پھیلانے اسے دیکھ رہا تھا۔ غصہ سے رگیں مٹھنے لگیں لیکن پھر بھی ضبط کرنے لگا۔

یہ کیا حرکت تھی عنایہ...
وہ بمشکل گویا ہوا تھا۔

میں جاننا چاہتی تھی کیا تم واقعی یقین کے قابل ہو..

ضیغم اپنی آنکھیں زور سے بھینچ گیا اور اپنا جسم ڈھیلا چھوڑنے لگا۔

تو ہو گیا تمہیں یقین اب....
بلکل بھی نہیں...

اس نے ایک اور تھپڑ اس کی گال پر رسید کیا اور اب وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔
www.urdu novelsmania.com

یہ میرے کردار پر بار بار انگلی اٹھانے کے لئے تھا۔
اس کے بعد اس نے تیسرا تھپڑ داغا تھا۔

عنایہ کا ہاتھ خود بھی سرخ ہو چکا تھا اور درد کرنے لگا۔

یہ مجھ سے زبردستی کرنے کے لئے اور پھر مجھے دھتکارنے کے لئے تھا۔

اس نے ایک بار پھر سے ہاتھ اٹھایا لیکن اب کی بار اس نے ہوا میں ہی اس کا ہاتھ روک دیا۔

عنایہ اس کے تشدد کے خوف سے آنکھیں بند کر گئی لیکن اس کے برعکس اس نے عنایہ کو اپنی جانب کھینچا اور اس کا اگلا جملہ اس کے لبوں پہ ہی روک دیا۔

وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھے اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ناکام رہی۔ جب اس کا سانس رکنے لگا تو وہ اس سے جدا ہوا۔

www.urdu novelsmania.com

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔

وہ اپنی بگڑی ہوئی سانس کو درست کرتی پوچھنے لگی۔
عنایہ کے شانے ابھی بھی اس نے تھام رکھے تھے۔

کیا تمہیں ابھی بھی مجھ کو یقین نہیں۔۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں کا بوسہ لیتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں۔۔۔ بلکل بھی نہیں۔۔۔

وہ اسے ایک سار پھر خود سے دور دھکیلنے لگی اور اب کی بار ضیغم نے بھی اسے آزاد کر دیا۔

عنایہ۔۔۔۔

اس کی نظروں میں صاف دکھ رہا تھا کہ وہ اس ایک موقع کا کتنا طلبگار ہے۔

اگر تم واقعی میں سب کچھ سدھرنا چاہتے ہو تو میری کچھ شرائط ہیں۔۔۔۔

وہ خود اعتمادی سے کہنے لگی۔

میں نہیں چاہتا کہ اب ہمارے درمیان کوئی بھی شرائط انیں۔۔۔۔ ہاں البتہ تمہاری خواہشات کا احترام کروں

گا۔۔۔

www.urdu novelsmania.com

وہ اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہنے لگا۔

میں مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

اس نے اپنی پہلی خواہش اس کے سامنے عریاں کی تھی۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔۔

وہ اسے کھینچتا ہوا صوفے کے قریب لے گیا۔

عنایہ کو امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی مان جائے گا اس لئے تھوڑا بول کھلا گئی اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔

تم واقعی وہ شخص نہیں رہے یا یہ کوئی نیا روپ ہے تمہارا۔۔۔۔

وہ چاہتے ہوئے بھی خاموش نارہ پائی۔

یہ تو تمہیں وقت کے ساتھ ہی پتا چلے گا۔۔۔۔

وہ اس کی ہتھیلی کو پھیلا کر اس پہ بوسہ لینے لگا جو کہ اس پہ ہاتھ اٹھانے سے سرخ ہو چکی تھی۔

کیا اس کے علاوہ بھی کوئی خواہش ہے تمہاری۔۔۔۔

ہاں بالکل ہے۔۔۔۔ وہ حال میں واپس آئی تھی۔

ہمم۔۔۔۔ بولو میں سن رہا ہوں۔۔۔۔

میں نوکری کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

اب کی بار اس کے چہرے لے زاویہ تبدیل ہوئے تھے۔

تمہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔۔۔

میں یہ ضرورت کے تحت نہیں بلکہ اپنی پہچان حاصل کرنے کے لئے اور خود کو کھوجنے کے لئے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

تم میری بیوی اور دعا لی ماں۔۔۔ یہی تمہاری پہچان ہے اور اتنی چھوٹی بچی کو چھوڑ کر تم نوکری کرو گی ہرگز نہیں۔۔۔ اگلی بات کرو۔۔۔

www.urdu novels mania.com

میں تم سے اجازت نہیں لے رہی سمجھے۔۔۔۔۔
اب کی بار وہ بھی بگڑی تھی۔

دیکھو عنایہ۔۔۔۔۔

نہیں تم نے مجھ سے موقع مانگا اور میں وہ موقع دینے کو تیار ہوں لیکن میری اپنی شرائط یہ ناکہ تمہاری۔۔۔

وہ بگڑتے ہوئے لہنے لگی تو ضیغم اپنے دانت بھیجنے لگا۔

اب مرضی تمہاری ہے کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔
وہ اس سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ابھی دروازہ تک ہی پہنچی تھی جب ضیغم کی آواز آئی۔

ٹھیک ہے تم جاب کر سکتی ہو لیکن اگر اس کا کوئی بھی منفی اثر تم پر یا دعا پہ پڑا تو بھول جانا کہ میں تمہیں نوکری جاری رکھنے دوں گا۔۔۔

وہ شہادت لی انگلی اٹھاتا اسے تنبیہ کرنے لگا جبکہ وہ اپنا ہونٹ چباتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

اس کی زندگی ایسا موڑ بھی لے گی یہ اس سے کہاں سوچا تھا۔۔۔ کیا یہ کوئی نیا امتحان تھا یا پھر اب سب ٹھیک ہونے لگا تھا۔

ضیغم۔۔۔ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی۔۔۔

وہ اسے مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر وہاں سے چل دی۔

وہ اس سے نوکری کا کہ تو چکی تھی لیکن اب اسے اس بات کا پچھتاوا ہو رہا تھا۔

نوکری کا ذکر اس نے محض ضیغم کے تاثرات دیکھنے کے لئے کیا تھا۔

اور اس نے ضیغم کے آفس میں نوکری سے بھی انکار کر دیا تھا۔

اصل میں تو کہیں نا کہیں وہ اپنے آپ کو خود پہ بھی ثابت کرنا چاہتی تھی۔

ان دنوں کر رشتے میں کوئی بہتری تو نہیں آئی تھی لیکن پہلے جیسی نفرت بھی نہیں تھی۔

اسے یہ بات بہت عجیب لگتی وہ گھنٹوں دما کو گود میں لئے اس بارے میں سوچتی رہتی۔

محض کچھ تھپڑ اور چند شرائط۔۔۔۔۔

صرف اتنی سی تھی اس کی ناراضگی۔۔۔۔۔ اور ضیغم۔۔۔۔۔

اسے نا تو وہ پہلے جان پائی تھی نا ابھی پڑھ پاتی تھی۔

دعا کو سمیٹنے یگم کے پاس چھوڑ کر وہ اس وقت نوکری کی تلاش میں تھی۔

اپنے انٹر کے پیپر ز بھی ضیغم کی وجہ سے نہیں دے پائی اور اس نے ایک سال انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اسلام آباد جیسے شہر میں میٹرک پاس کے لئے نوکری حاصل کرنا کوئی آسان کام تو نا تھا۔

جب تھک ہار کر ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں بیٹھ گئی۔ قسمت سے انہیں ریسپشنسٹ کی ضرورت تھی۔

وہ اتنی تعلیم یافتہ تو نہیں تھی لیکن ریسپشنسٹ کے کام کے لئے اس کی تعلیم سے زیادہ انہوں نے اس کی شکل و صورت کو ترجیح دی اور یوں ایک ہفتے کے وقت میں ہی وہ ایک نوکری حاصل کرنے میں کامیاب رہی تھی۔

جاری ہے

#بساط_خواب

#رانیہ_صدیقی

آخری قسط

آج اس کارپسپشنٹ کے طور پہ پہلا دن تھا اور وہ اس کے لئے تیار تھی۔
دعا بھی اس وقت اپنی دادی کے پاس تھی جس وجہ سے وہ قدرے مطمئن تھی۔

ضیغہ اسے تیزی سے لقمے لیتا دیکھ رہا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

تم جانتی ہو تمہیں اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔
وہ اس کا ارادہ بدلنے کی آخری کوشش کر رہا تھا۔

عناویہ کا دل بھی اسے دعا سے دور ہونے کی اجازت نہیں دے رہا تھا لیکن اگر ابھی وہ ضیغہ کی بات مان لیتی تو وہ یقیناً
یہ سمجھ لیتا کہ وہ ہمیشہ اسے اپنے تابع کر سکتا ہے۔

اس کے لئے یہ کوئی نوکری کا معاملہ نہیں بلکہ اس کی عزت نفس کا معاملہ تھا۔

ہم اس بارے میں پہلے بھی بات کر چکے ہیں ناضیغہ۔۔۔۔۔
 ہاں۔۔۔۔۔ لیکن اگر تمہیں جاب کرنی ہی ہے تو میری کپنی میں کر لو۔۔۔۔۔
 وہ ایک ایک لفظ پہ زور ڈالتا کہنے لگا جب عنایہ نے چائے کے کچھ گھونٹ بھرے اور کھڑی ہو گئی۔

میں جارہی ہوں۔۔۔۔۔ آج پہلا دن ہے تو پانچ گھنٹوں میں واپس آ جاؤ گی۔۔۔۔۔

وہ اس کی بے جا ضد پہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا۔

چلو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔
 www.urdu novels mania.com

بالکل نہیں۔۔۔۔۔ میں ایک ریسپنشنلٹی جاب کے لئے اتنی مہنگی گاڑی میں نہیں جاسکتی۔۔۔۔۔

اب کی بار وہ جھنجھلا کر بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔۔۔

اب یہ کیسی ضد ہے۔۔۔۔

چلو میں تمہارے ساتھ بس میں چلتا ہوں۔۔۔ اب تو ٹھیک ہے۔۔۔

وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن عنایہ وہیں کھڑی رہی۔

اب چل کیوں نہیں رہی تم۔۔۔۔

میں نہیں چاہتی تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔

اس کی بات پہ وہ ٹھٹھکا تھا۔

کیا مطلب۔۔۔۔



پلیز ضیغم مجھے یہ اپنے لئے کرنے دو۔

وہ اپنی مٹھیاں بھیج کر رہ گیا تو عنایہ نے آگے بڑھ کر اس کے رخسار کا بوسہ لیا اور پھر سمینہ بیگم کے پاس بھاگ گئی جو کوثر کی مدد سے دعا کو سنبھال رہی تھی۔

دعا کو اچھے سے پیار کر کے وہ واپس آئی تو ضیغم وہاں موجود نہیں تھا۔
وہ شکر کا سانس لیتی باہر چلی گئی۔

ایک کے بعد ایک کام کرتے ہوئے کب تین گھنٹے گزر گئے اسے پتا بھی ناگ۔

وہ ڈیسک کہ واپس آئی تو سامنے موجود شخص کو دیکھ کر ٹھٹکی۔۔۔

تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔

کیا آپ اپنے تمام کسٹمرز کو ایسے ہی خوش آمدید کرتی ہیں۔۔۔

ضیغم چہکتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔ جیسے اس نے نجانے کونسا معرکہ سر کیا ہو۔

ضیغم۔۔۔ تم۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔۔ اور تمہیں کیسے پتا لگا اس جگہ کا۔۔۔

وہ انٹھیں سکیڑتے ہوئے پوچھنے لگی۔

میرے ڈرائیور نے تمہی غلطی سے یہاں آتے ہوئے دیکھ لیا۔۔۔

ہاں۔۔۔ غلطی سے۔۔۔

عنایہ زچ ہوتی کہنے لگی۔

اب تم جاؤ یہاں سے کام کرنا ہے مجھے۔۔۔

تم تھک گئی ہو چلو میرے ساتھ۔۔۔ بس بہت کام ہو گیا۔۔۔

وہ ڈیسک پہ کہنی ٹکاتے ہوئے کہنے لگا جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ یہاں سے جانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

اگر آپ دونوں کا ہو گیا تو مجھے میرا ٹیبل بتادیں۔

ضیغم کی پشت سے ایک شخص قدرے سخت لہجے میں بولا تو وہ دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ مصروف ہے۔۔۔ ابھی جاؤ یہاں سے۔۔۔

ضیغم بھی درشتگی سے بولا۔

ضیغم۔۔۔

وہ دبی سی آواز میں چلا اٹھی۔۔۔

م۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ می ابھی بتاتی ہوں۔۔۔

عنایہ۔۔۔۔۔ تم خاموش رہو۔۔۔۔۔

اور یہ کیا طریقہ ہے کسی لڑکی سے بات کرنے کا۔۔۔۔۔ پہلے معافی مانگو اس سے۔۔۔۔۔

عنایہ پریشانی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی اور پھر ضیغم کی بازو کو تھام لیا۔

ضیغم۔۔۔ تم یہ کیا کہ رہے ہو۔۔۔۔۔ سب دیکھ رہے ہیں۔

اس کے رویہ سے مقابل بھی طیش میں بولنے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہاں کا مینجر عنایہ کے سر پہ تھا۔

ضیغم پلیر جاؤ اب۔۔۔۔۔

وہ اس کی منتیں کرنے لگی تھی کتنی مشکل سے اسے یہاں کام ملا تھا۔

جب وہ پھر بھی ناپلا تو وہ میخمر سے معافی مانگتی اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گئی۔

وہ شخص اتنی بد تمیزی سے بات کر رہا تھا اور تم الٹا مجھے جانے کو کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔

بد تمیزی۔۔۔۔۔ بد تمیزی۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ تم خود کیسے بات کرتے ہو کبھی وہ دیکھا ہے۔۔۔۔۔

وہ ضبط کرتی بمشکل کہ پائی۔

اب جاؤ یہاں سے ضیغم ورنہ میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔

اس کی دھمکی پہ ضیغم آخری گھوری اسے نوازتا وہاں سے چل دیا تو وہ بھی واپس چلی گئی۔

اسے آفس میں طلب کیا گیا تھا۔

مجھے معاف کر دیں ضیغم میرا شو ہر ہے پر میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

وہ اس کے رویہ پہ شرمندہ ہوتی معافی مانگ رہی تھی۔

اگر آپ کے شوہر کو نہیں پسند آپ کا نوکری کرنا تو گھر بیٹھو۔۔۔ اور آئندہ ایسا واقعی نہیں ہو گا تو تم خود کو فارغ سمجھو۔۔۔ یہاں سے جاسکتی ہو۔

سر۔۔۔۔۔ سر پلیز۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔ پلیز آپ جائیں یہاں سے مجھے اور بھی کام ہیں۔
وہ کرسی سے کھڑا ہوتا اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور وہ دل ہی دل میں ضیغم کو کوسنے لگی۔

نورین۔۔۔ نورین۔۔۔ کہاں ہے تمہارا صاحب۔۔۔

عنایہ اندرونی دروازے کی دلیز پار کرتے ہی چلانے لگی تھی۔
www.urdu novelsmania.com

پیپی جس وہ تو آفس ہی ہوں گے اپنے۔۔۔
وہ اس کے سخت تیور دیکھتے کہنے لگی۔ عنایہ کا غصہ مزید بھڑک گیا۔

وہ سب سمجھتی تھی کہ وہ وہاں آیا ہی اسے نکلوانے کی سوچ سے تھا۔

وہ ضیغم ہی کیا جو کسی کی مان لے۔

عنایہ کے جسم میں غصہ سے خون کی گردش تیز ہوتی جا رہی تھی۔
اس کے چلانے سے سمینہ بیگم دعا کو لئے کمرے سے باہر آ گئیں۔

کیا ہوا۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔۔

وہ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر فکر مندی سے پوچھنے لگیں تو عنایہ جھنجھلاتے ہوئے دعا کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ نہیں بس آپ کا بیٹا مجھے پاگل کر دے گا۔

وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگی۔ اور پھر دعا کو فیڈ کروانے کے لئے لے گئی۔

دعا کو سلا کر وہ لگاتار کمرے کے چکر لگا رہی تھی اگر ایسا کرنا ہی تھا تو پہلے ہی حامی نا بھر تا کم از کم اس کی اتنی
بے عزتی تو نہیں ہوتی۔

جب وہ ایک سے دوسرے کونے تک چکر لگا کر تھک گئی تو خود بھی بیڈ پر لیٹ گئی اور تھوڑی ہی دیر میں نیند کی
واد یوں میں اتر گئی۔

ضیغم آج معمول سے پہلے واپس آ گیا تھا۔ وہ اپنی امی سے مل کر سیدھا دعا کے پاس گیا وہ عنایہ کے پاس بیڈ پہ سو رہی تھی۔

ان دونوں کو یوں ہوش سے بیگانہ دیکھ کر وہ مسکرا پڑا پھر پہلے دعا کا بوسہ لیا اس کے بعد عنایہ پہ جھک کر اس کی پیشانی کا بوسہ لے کر کھڑا ہو گیا اور گیسٹ روم چلا گیا جہاں وہ پچھلے کئی دنوں سے رہ رہا تھا۔

کسی کا لمس محسوس کر کے وہ نیند کی وادیوں سے نکلنے لگی تھی جب مکمل ہوش میں آئی تو اسے محسوس ہوا کہ وہ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے سو رہی ہے۔

دعا بھی بھی پرسکون نیند میں تھی۔ وہ کوثر کو بلانے لگی تاکہ وہ کچھ دیر اس کے پاس رک جائے۔

کیا ضیغم آ گیا ہے۔۔۔۔

کوثر کو رکھتے ہی وہ سوال کرنے لگی۔

جی ابھی کچھ دیر پہلے آئے ہیں۔۔

بس اس کا یہ کہنا تھا کہ اس کا خون ایک بار پھر جوش مارا۔۔۔ کیا۔۔۔ وہ کسی ٹرین کی سی رفتار سے اس کے کمرے کی طرف گئی اور تمام تہذیب بالائے طاق رکھتے ہوئے دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔

ضیغم اس وقت بیڈ پر لیٹنے کی تیاری میں تھا جس لئے وہ اپنے دونوں جوتے اتار کر اب سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

اس کے اس طرح دروازہ کھولنے پہ وہ سائیڈ پہ رکھی چھڑی کا سہارا ہتے کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا۔۔۔ دعا تو ٹھیک ہے نا۔۔۔

عناویہ جو کہ اسے نجانے کیا کیا سنانے آئی تھی اب سب کچھ بھول چکی تھی۔

www.urdu novelsmania.com

ض۔۔۔ ضیغم۔۔۔ یہ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔۔۔

وہ بے خودی سے اس کی طرف بڑھی تھی اور اس کے سینے پہ اپنی ہتھیلیاں رکھ دیں۔

اس کا ایک پاؤں نہیں تھا۔

اس کی بات پہ پہلے تو ضیغم کی پیشانی پہ کچھ بل نمودار ہوئے۔

عنایہ کارنگ سفید پڑنے لگا تھا اور چہرہ آنسو سے بھیگ رہا تھا۔

ضیغم کی چال میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ اس نے محسوس کی تھی لیکن اپنی پریشانیوں کے باعث کوئی چوٹ سمجھ کر نظر انداز کر گئی۔

اوہ۔۔۔ میرا پاؤں۔۔۔ پریشان مت ہو اب مجھے عادت ہو گئی ہے تم یہ بتاؤ کیا دعا ٹھیک ہے۔

وہ اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتا پانچنے لگا۔

ہاں۔۔۔ وہ سو رہی ہے۔۔۔ ل۔۔۔ لیک تم ٹھیک نہیں ہو ضیغم۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔

عنایہ یقین نہیں کر پار ہی تھی کہ ضیغم جیسے مضبوط شخص کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے۔

وہ بری طرح رونے لگی تو ضیغم بیڈ پر بیٹھ گیا اور اسے بھی ساتھ بٹھالیا۔

مجھے بتاؤ ضیغم کہ یہ جھوٹ ہے۔۔۔ مجھے بتاؤ اگر میں کچھ کر سکتی ہوں۔۔۔

اس کی باتوں پہ ایک لمحے کے لئے ضیغم کا رگ سفید پڑ گیا۔

کیا میری یہ کمزوری ہماری راہ میں حائل ہو سکتی ہے عنایہ۔۔۔ اگر تم اس وجہ سے مجھے قبول نہیں کر پاؤ گی تو میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔

ضیغم۔۔۔ یہ تم کیا کہ رہے ہو۔۔۔ وہ مزید رونے لگی تھی۔

میں نے تو تمہیں اپنے دل میں تب ہی جگہ دے دی تھی جب ہمارے درمیان کئی قسم کی مشکلات اور جھوٹی عزت حائل تھی۔

آج وہ پہلی بار اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔

میں نے تم سے تب بھی محبت کی جب تم مجھ سے نفرت کرتے تھے اور تب بھی میں یہاں سے چلی گئی۔

اس کی باتوں نے ضیغم کو جو سکون بخشا تھا عنایہ اس کا اندازہ نہیں کر سکتی تھی۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں بتانا چاہتا تھا پر خوفزدہ تھا کہ میری حالت سے تم اپنا فیصلہ نابدل دو۔

وہ اس کے ہاتھ کو چومتا ہوا کہنے لگا۔

لیکن یہ سب کیسے ہوا ضیغم۔۔۔۔

اس نے تڑپتے ہوئے پوچھا۔۔۔ اس کی تڑپ ضیغم نے بھی محسوس کی تھی اور وہ خفیف سا مسکرا دیا۔

پھر ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بتانے لگا۔

جب تم ہو اسپتال میں اپنی امی لو لینے آئی تب میں تم تک پہنچنے کے لئے ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا اور

ایکمیڈنٹ۔۔۔۔

وہ چہرہ کا رخ بدلتے ہوئے کہنے لگا۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا میں خوش نصیب ہوں جو زندہ بچ گیا آج سوچتا ہوں تو شاید میں تمہارے اور دعا کے لئے زندہ

رہا۔

وہ دوبارہ اس کی طرف دیکھتا کہنے لگا۔
عنائیہ کے دل میں کس قدر تکلیف اٹھی تھی وہ ہچکیاں بھرتی رونے لگی۔

ضیغم مم۔۔ مجھے معاف کر دو یہ میری وجہ سے۔۔۔
وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگی تو وہ اس نے فوراً اس کے ہاتھ تھام لئے۔

یہ تم کیا کہ رہی ہو۔۔۔ جو بھی ہو آج تک اس کا ذمہ دار میں اور میری انا ہیں تم نہیں۔۔
نہیں ضیغم میں مطلبی ہوں۔۔۔ صرف اپنا سوچتی ہوں۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔
میں نہیں بھاگتی تو میرے تعاقب میں ایسا نہیں ہوتا مجھے معاف کر دو۔
اس نے عنائیہ کو اپنے سینے سے لگالیا تو وہ بھی اس کے مزید قریب ہو گئی۔
اس کی پکڑ عنائیہ پہ مضبوط ہوتی چلی گئی۔

ہمیں وقت کی ضرورت تھی عنائیہ خود کو سمجھنے کے لئے اور اس حادثے نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے جس وجہ سے
مجھے کوئی افسوس نہیں۔

میں صرف تمہارے اور دعا کے ساتھ اپنی باقی کی زندگی جینا چاہتا ہوں۔۔۔ ایک پاؤں کے بغیر۔۔۔

آخری بات اس نے مزاق کرنے کے انداز میں کہی کہ شاید عنایہ رونا بند کر دے پر وہ مزید رونے لگی۔

دیکھو عنایہ ہمارے درمیان ایسا بہت کچھ ہے جو ہمیں بھلا کر آگے بڑھنا ہو گا۔۔۔ اگر تم ایسی کرو گی تو کیسے چلے گا۔

وہ اس کی بات پہ ست ہلانے لگی اور پھر چہرہ اور ناک رگڑنے لگی۔
ضیغم اسے بہت انہماک سے دیکھ رہا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

عنایہ۔۔۔

ہمم۔۔۔

اس نے عناکا نام اس انداز سے لیا کہ وہ اپنے چہرے میں تپش اٹھتی محسوس کرنے لگی۔
یہیں رک جاؤ پلینز۔۔۔ میرے پاس۔۔۔

ضیغم۔۔۔ م۔۔۔ میں۔۔۔

ان کے درمیان ہمیشہ زبردستی یا سرد مہری کا رشتہ رہا تھا اور اب ضیغم کے اس آنچ دیتے لہجے سے وہ بسکھلا گئی تھی۔

چہرہ سرخ اور دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی۔

مم۔۔ میں نہیں جا۔۔۔

شش۔۔۔ پلیز۔۔۔ انکار مت کرنا۔۔۔

وہ اس پہ جھکنے لگا تو عنایہ انھیں زور سے بند کر گئی ہر قسم کی سرزنش دم توڑتی چلی گئی۔

www.urdu novels mania.com

اس کی آنکھ دعائی کلاکیوں سے کھلی تھی۔

یقیناً وہ اس کے سوجانے کے بعد دعا کو وہاں لے آیا تھا۔

عنایہ کو جاگتا دیکھ کر دعا پھر سے انگوٹھا چوسنے لگی اور وقفے وقفے سے اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں مارتی۔

ضیغم وہاں نہیں تھا۔

کیا وہ اتنی دیر سے جاگی تھی۔

سائیڈ ٹیبل پہ پھولقں کا خوبصورت بکے اس کی توجہ کا منتظر تھا۔

ہماری پہلی سہانی صبح کے نام۔۔۔۔۔ میں لان میں اپنی گرلز کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

اس کے جملہ پہ نظر پڑتے ہی وہ بے اختیار مسکرا دی۔

کتنی ہی تکالیف اور نفرت کو بھلانے میں صرف ایک دن اور ان کی نیل نیتی ہی تو کام آئی تھی۔

اس نے ضیغم کی محبت کو پہلی بار محسوس کیا تھا۔
وہ آنکھیں بند کر کے اس کا لمس محسوس کرنے لگی اور ساتھ میں مسکرانے لگی۔

اس کا بس چلتا تو یوں ہی بیٹھی رہتی لیکن کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا۔

فریش ہو کر وہ دعا کے قریب آئی اور اسے گود میں اٹھالیا۔

چلیں میری جان آپ کے بابا ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔

وہ لان میں پہنچی تو ضیغم کر سی پہ بیٹھان کا انتظار کر رہا تھا۔

ٹیبل پہ ہلکا پھلکا سناشتہ جو بصورتی سے سجایا گیا تھا۔

اسے دیکھتے ہی عنایہ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مان۔ درویش اور ٹماٹر کی طرح سرخ ہونے لگا۔

وہ اپنی سانسیں درست کرتی دعا کو پکڑے اس کی طرف بڑھنے لگی۔

ضیغم نے بیچ راستے میں ہی دعا کو اس سے تھام لیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا اس کا کلکاریاں فضا میں بلند ہونے لگیں۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

پھر وہ عنایہ کا ہاتھ تھامے ٹیبل کی طرف بڑھنے لگا۔

کیا تم آرام سے سوئی۔۔۔

آہاں۔۔۔۔

وہ سمجھ نہی پائی اس سے زیادہ کیا کہے۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کے لئے کرسی کھینچنے لگا اور اس کے بیٹھ جانے کے بعد دعا کو پکڑے ہی خود گٹھنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ضیغم یہ تم کیا کر رہے ہو۔۔۔
باقی باقی بعد میں عنایہ۔۔۔ پہلے مجھے اور میری بیٹی کو ایک اہم بات کرنی ہے۔۔۔

وہ اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے کہنے لگا۔

میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی اس کے لئے میں معافی کا طلب گار ہوں۔۔۔
ضیغم تمہیں یہ سب کہنے کی۔۔۔

www.urdu novelsmania.com

نہیں سنو پلیز۔۔۔

میں تم سے لاشعوری طور پر بہت پہلے سے محبت کرنے لگا تھا لیک اسے اپنانے میں بہت وقت ضائع کر دیا۔

لیکن اب میں ہماری اور اس وقت کی اہمیت جانتا ہوں۔۔۔ مجھے زیادہ رومانوی ہونا نہیں آتا لیکن میں پوری کوشش کروں گا۔۔۔

اس کی بے تکی بات پہ وہ ہسنے لگی تھی۔
میں ہمیشہ تمہاری اس خوشی کی وجہ بننا چاہتا ہوں ناکہ تکلیف کی۔

میں تمہاری عزت اور قدر کرتا ہوں عنایہ اور ہمیشہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔۔۔

عنایہ کے لئے ہمیشہ اس کی عزت نفس کا مسئلہ زیادہ رہا تھا تبھی اس نے اس کا ذکر کرنا لازمی سمجھا۔

وہ اب خفیف سا مسکرا دی تو ضیغم نے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت پہ بوسہ دیا۔۔۔

اب پلیز تم میری کھڑے ہونے میں مدد کر دو۔۔۔

وہ اس کی معصومیت سے کہے گئے لہجے پہ بری طرح ہنس پڑی کہ آنکھوں می پانی آنے لگا۔
پھر دعا کو پکڑ کر کھڑی ہو گئی اور ضیغم کو سہارا دے کر کھڑا کرنے لگی۔

تم ایسے بیٹھ کیسے گئے اگر کھڑے نہیں ہو پار ہے۔۔۔

وہ ہنسی قابو کرتی پوچھنے لگی۔

معلوم نہیں شاید جوش میں۔۔۔۔۔

وہ لاپرواہی سے کہنے لگا اور پھر دونوں اپنی کرسیوں پہ بیٹھ گئے۔

ان کی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہوا تھا اور وہ بہتری کی جانب گامزن تھے۔

ہماری شادی میں محبت اور عزت دونوں ہی عنصر موجود تھے۔

لیکن جو چیز ہم جان پائے وہ یہ تھی کہ محبت سے زیادہ اس رشتے کو عزت احترام اور اعتماد کی ضرورت تھی۔ ہر رشتے میں محبت نہیں پائی جاتی لیک۔ اڈ کے ہونے سے زندگی خوشگوار ضرور ہو جاتی ہے۔

ہم احترام اور عزت کے اس باہمی دشتے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے تھے اور محبت۔۔۔۔۔ وہ تو ایک خوبصورت احساس کی طرح ان کے ساتھ تھی۔

ابھی منزل میں دیر تھی راستے دشوار تھے لیکن دلوں میں کدورتیں نہیں تھیں۔۔۔ غلط فہمیاں مٹنے لگی تھیں۔

اور پھر زندگی کا حسن بھی تو اسی سے ہے۔ کہ کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتیں صرف باب بدلتے ہیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے آج حقیقی معنوں میں ہوئے تھے اور ان کی سب سے مضبوط کڑی ان کی اولاد تھی۔
 ضیغم نے کچھ کھو کر بہت کچھ پایا تھا اور عنایہ اس کے لئے تو اہمیت ہی اپنے رکھتے تھے۔
 اس نے اپنی بساط سے بڑھ کر خواب دیکھے تھے اور اب تعبیر قریب تھی۔

